کشکول

AZAD LIBRARY A.M.U.
ALIGARH

(یعنی)

بیاضِ اصغر

(جس میں)

اردو اور فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مصاریع (از صفحہ ۲/۲۶) ابیات و افراد از صفحہ (۲۷/۳۶۰) قطعات و رباعیات از صفحہ (۳۶۱/۴۱۵) ردیف وار درج ہیں۔ جو روزمرہ (بول چال) اور علم ادب میں بکار آمد ہوتے ہیں۔

(منتخبہ)

راجہ راجیسور راؤ اصغر خلف راجہ امانت راؤ مہابلو بہادر (والی سمستھان دومکنڈہ مولف و مترجم کتب متعدد۔

سنہ ۱۳۵۳ھ

(مطبوعہ)

مطبع نظام دکن واقع سلطان بازار حیدرآباد دکن

کشکول
اصغر

M.A.LIBRARY, A.M.U.
PE11081
۱۱۰۸۱
ALIGARH

ابیات

جہاں پادشاہا خدائی تراست — ازل تا ابد پادشاہی تراست

گشایندۂ چشم بینش توئی — نگارندۂ آفرینش توئی

ز تو بیخبر عقل و دانش پناہ — تصور بنزد تو گم کردہ راہ

بہ بخشاے ار بر ہمہ عاصیاں — خداوندیت راند اندر زباں

اگر زاہداں را بسوزی بنار — ہم از عدل بیروں نباشد شمار

ہمہ کار تو نیست الا کہ داد — ترا تہمت ظلم نتواں نہاد

یہ خادم الملک ہمدان زمانہ طالب علمی ہی میں جب کوئی اخلاقی یا ادبی۔ دلآویز و دلکش شعر نظر آتا تو اس پر صاد کر کے حفظ کر لیتا تھا۔ اس طرح کئی ہزار اشعار زبانی یاد ہو گئے تھے

یا یوں کہئے کہ یاد کرنے پڑے۔ کیونکہ شاعر یا انشا پرداز کو ضروری ہے کہ متقدمین و معاصرین شعرا کے چوٹی کے شعر (جن کو عرف عام میں نشتر سے تعبیر کرتے ہیں) ازبر ہوں۔ علاوہ بریں اُن دنوں بیت بازی کا بھی عام رواج تھا۔ اسکے بعد مجھے مطالعہ کتب کا شوق ہی نہیں بلکہ جنون رہا ہے۔ فارسی و اردو ادب کے کتب و صحائف صدہا میری نظر سے گزرتے رہے۔ نظم کی اقسام رزمیہ۔ قصصی۔ تمثیلی۔ و غنائی۔ اشعار اور نثر کی اصناف میں ناول (قصے افسانے۔ داستانیں) تواریخ یا تذکروں۔ سیرت۔ (ترجمۂ حیات۔ سوانح)۔ انتقادات کے علاوہ موقت رسائل۔ مجلات۔ مخازن کے رنگا رنگ مضامین و مقالات بھی پڑھنے میں آتے تھے۔ ان میں جو اشعار۔ ابیات۔ مصاریع۔ یا رُباعیات وغیرہ فصاحت و بلاغت یا تخیل کے لحاظ سے اعلیٰ یا بدیع ہوتے تھے ان کو بیاض میں درج کرلیتا تھا۔ کیونکہ مشاغل علمیہ کی کثرت کے باعث ان سب کا یاد کرنا یا یاد رکھنا مشکل تھا۔ یہ سلسلہ انتخاب و التقاط برسوں جاری رہا۔ یہانتک کہ میری جدت پسند طبیعت میں ایک نئے ولولے نے دفعتاً ایک انقلاب پیدا کردیا۔ وہ یہ کہ اردو ادب کو ابتدا سے لیکر اب تک بہ امعان نظر مطالعہ کرکے تمام اخلاقی دُرّ ِ غُرر (اشعارِ آبدار) کا من حیث الفن اور خاص سلیقے کے ساتھ انتخاب کرلیا جائے۔ اور صدہا عنوان قائم کرکے ان کے تحت تمام متعلقہ اشعار درج کئے جائیں۔

الحمدللہ یہ دلچسپ اور ضروری کام کئی سال کے مسلسل شغف و انہماک کے بعد اختتام کو پہنچا۔ اور (نغمۂ عنادل) کے دلفریب نام سے موسوم ہوکے ایک بسیط دیباچہ اور مفصل فہرست کے ساتھ زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ عنقریب قاموس الاشعار شائقین کی خاطر عاطر کو محظوظ و مسرور کرے گا۔

ان جُمل معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل کی طرف عود کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میں نے اپنی سابقہ بیاضوں کی طرف توجہ کی۔ جن کو مصروفیت کار نے طاق نسیاں پر رکھ دیا تھا تو جو اہر آبدار اور لآلی شاہوار کا ایک گراں بہا ذخیرۂ ادبیہ پایا۔ دل نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن گوہر ناسفتہ و نایاب کو فکر صائب و نادر نے کتب

دواوین کے بحارذخار میں غواصیّ کرکے اخذ کیا ہے۔ ان کی تجلی وتنویر سے اپنے ہی دل ودماغ کوروشن رکھے اور اپنے ابنائے زبان کومُستفید ومستفیض ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ لہذا بڑی مسرت کے ساتھ ہندوستان وایران کے شعرائے شیریں مقال وناظمان ماضی وحال کے تخیلات۔ تاثرات۔ احساسات جذبات۔ ابکارِ افکارکوجومناظر، معارف وحقایق کے سچے ترجمان ہیں اورجو اس سے قبل بیاض اصغرؔ میں محصور تھے۔ اب کشکولِ شاعرانہ میں نذر اہل نظر کرتا ہوں ع۔ گرقبول افتد زہے عزوشرف۔ پس کامل توقع ہے کہ فارسی واردو ادب وانشاپردازی میں اس کتاب سے جو علم محاضرات میں نہایت اہم اورقابل قدر ہے بڑی امداد ملے گی۔

نظم

نگاہت بیفتد اگر برخطا | تو آں را بپوشاں زلطف وعطا۔
تو برمن مگیر آہ ہوائے ذی خرد | کہ خالی نباشد بشر ازخطا

راقم احقر

راجیسور راؤ۔ اصغر

حصّہ اوّل

مصالح

حصہ اول

مصاریع

الف

ع آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائے کہیں نورِ نظر۔
ع ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگی۔
ع اکیلے دکیلے کا اللہ بیلی۔
ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔
ع آب کین بے حاصلان یکسر بدریامی رود۔
ع آتش زمستان زگل سوری بہ
ع آخر بخیال سیر و عمر۔
ع آخر طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آخر گزر پوست بہ دبّاغ انست۔
ع آدمیان گم شدند۔ ملک خدا خر گرفت۔
ع آدمی را بچشم حال نگر۔
ع آدمی پیر چو شد۔ حرص جوان میگردد۔
ع آرے طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آرے باتفاق جہاں میتواں گرفت۔
ع آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را۔
ع آسودہ کسیکہ زن ندارد۔
ع آسودہ کسیکہ خر ندارد۔
ع آسان گردد بر آنچہ ہمت بستی۔
ع آشنا را حال اینست وائے بر بیگانہ
ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔
ع آلو چو بہ آلو نگرد رنگ بر آرد۔
ع آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند۔
ع آن بلا نبود کہ از بالا بود۔ (یا رود)
ع آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست
ع آن را کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان ست
ع آن را کہ بداد نہ بداد نہ کو بداد نہ۔
ع آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔
ع آن را کہ چناں کند چنیں آید پیش۔
ع آن شب قدر کہ گویند اہل خلوت امشب ست
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔
ع آواز دہل شنیدن از دور خوش ست
ع آواز سگاں کم نکند رزق گدا را۔
ع آواز گدا رونق بازار کریم ست۔
ع آواز خر و نغمہ داؤد یکے ست۔
ع ابر را بانگ سگ ضرر نکند۔
ع ادب آب حیات آشنائی ست
ع از کوزہ ہماں برون تراود کہ در وست۔
ع از کجا ایں سر خر پیدا شد۔
ع ایک دن کا کام کچھ روما کی آبادی نہیں۔

ف ازباران زیر ناودان گریخت ۔
ف از نے بوریا شکر نخوری ۔
ف از ہر چہ بگذری سخن از یار خوشتر است ۔
ف از چاہ بیرون آمدہ در چاہ افتاد ۔
ف از خیال پری دوی بگزد ۔
ف از دوست یک اشارہ و از ما بسر دویدن ۔
ف از دل برود ہر آنچہ از دیدہ برفت ۔
ف از ضعف بہر جا کہ نشستم وطن شد ۔
ف از گوشہ بامیکہ پریدیم پریدیم ۔
ف از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست ۔
ف از فلفل و زنجبیل سردی مطلب
ف از صد زبان زبان خموشی نکو بود ۔
ف از مکافات عمل غافل مشو ۔
ف از ماست ہمہ فساد باقی ۔
ف اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ۔
ف اشتہا نیست جان من مرض ست ۔
ف افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ۔
ف اگر تو نمی دہی داد روز دادے ہست
ف اگر ساقی تو باشی مے توان خورد ۔
ف اگر مردی احسن الی من اسا ۔
ف اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔
ف اگر باور کنم عقلم نباشد ۔
ف امشب ہمہ شب پنجہ زدی حلوا گو ۔

ف آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست ۔
ف آنچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نکرد ۔
ف آنچہ آدم میکند بوزینہ ہم ۔
ف آنچہ نصیب ست ہم میرسد ۔
ف آنچہ کشتی بخود کشتی گر ہمہ نیک و بد کشتی
ف اندرین باغ چو طاؤس نگار ست مگس ۔
ف اندک اندک بہم شود بسیار ۔
ف انصاف شیوہ ایست کہ بالاے طاعتست ۔
ف انگور ز انگور ہمی گیرد رنگ ۔
ف اوقات مکن ضائع و تنہا منشین ۔
ف اوقات شریف این کہ چوں می گذرد ۔
ف او خویشتن گم ست کرا رہبری کند ۔
ف اول اندیش وانگہے گفتار ۔
ف اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را ۔
ف اول کسیکہ لاف محبت زند منم ۔
ف اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔
ف اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔
ف اگر یار اہل است کار سہل است ۔
ف اے تو مجموعہ خوبی ز کدامت گویم ۔
ف اے خاک بران سر کہ درو مغز دماغ نیست ۔
ف اے در بتو میگویم دیوار تو ہم بشنو ۔
ف اے آمدنت باعث آبادی ما ۔
ف اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ۔

ع اے زفرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش ۔
ع اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری ۔
ع اے قامت خوش کہ زیر چادر باشد ۔
ع این را بکسے گو کہ ترا نشناسد ۔
ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔
ع اینک من و تو ہر آنچہ دانی میکن ۔
ع این سبو گر نشکند امروز ۔ فردا بشکند ۔
ع این دست را مبادا بآں دست احتیاج ۔
ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔
ع این ست جوابش کہ جوابش ندہی ۔
ع اینجا حسب نگنجد و اینجا نسب نباشد ۔
ع این ہمہ از پئے آنست کہ زر میخواہد ۔
ع این کار دولتست کنوں تا کرا رسد ۔
ع این بیداریست یا رب یا بخواب ۔
ع این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ۔
ع این خیال ست و محال ست و جنوں ۔
ع این خانہ تمام آفتاب است ۔
ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔
ع آخر آمد ۔ بود فخر اولین ۔
ع آزمودہ را نباید آزمود ۔
ع آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو ۔
ع اصل بد از خطا خطا نکند ۔
ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند ۔

ع اینجا مقام دم زدن جبرئیل نیست ۔
ع آبرو جگ میں رہے تو جان جانا پشم ہے
ع آدمی آدمی میں انتر ہے ۔
ع آدمی سا پکھیرو کوئی نہیں ۔
ع آنکھ کا اندھا ۔ گانٹھ کا پورا ۔
ع ابھی آپ کے دودھ کے دانت ہیں ۔
ع اپنی عادت نہیں برائی کی ۔
ع ایک حمام میں سبھی ننگے ۔
ع امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید ۔
ع از ابر سیہ باشد افزونی بارانہا ۔
ع این ہمہ اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر ۔
ع از دل برود ہر آنکہ از دیدہ برفت ۔
ع امید ہا در ناامیدیست ۔
ع آنچہ در دیگ است بچمچہ بیاید ۔

ب

ع بلی بھی چوہے مارتی ہے پیٹ کے لئے ۔
ع باآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
ع با ادب باش تا بزرگ شوی ۔
ع با ادب باش گر تو زادۂ ناس ۔
ع با تنگ ظرفان نشستن عمر ضائع کردن ست ۔
ع با خدا کار ست مارا ناخدا درکار نیست ۔

ع با دوستان تلطف با دشمنان مدارا۔

ع با دُرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد۔

ع با درد کسے رسد کہ دردے دارد۔

ع بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم۔

ع بارے بہیچ خاطر خود شاد میکنم۔

ع باز گردد باصل خود ہر چیز۔

ع با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ۔

ع باشد کہ باز بینم آن یار آشنا را۔

ع با غمزدگان ہر کہ بر افتاد ور افتاد۔

ع با کریمان کارہا دشوار نیست۔

ع با کافر و مسلمان بنشین و صلح کن۔

ع بالاتر از سیاہی رنگے دگر نباشد۔

ع با مسلمانان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

ع باہمہ کج کلاہ با ما ہم۔

ع با ہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست۔

ع باہمیں مردمان بباید ساخت۔

ع باید متاع نیکو از ہر دکان کہ باشد۔

ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

ع بخت و دولت بکاردانی نیست۔

ع بخت چون خندان بود سندان بدندان بشکند۔

ع بخت خواب آلودہ را فالودہ دندان بشکند۔

ع بخونریزی بود چالاک شمشیرے کہ خم دارد۔

ع بد خواہ کسان ہیچ بمقصد نرسد

ع بدی را بدی سہل باشد جزا۔

ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند۔

ع بد گہر با کسے وفا نکند۔

ع بدنام کنندۂ نکو نامے چند۔

ع بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را۔

ع برات عاشقان بر شاخ آہو۔

ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر۔

ع بر توکل زانوے اشتر بہ بند۔

ع برین عقل و دانش بباید گریست۔

ع براحتے نرسد آنکہ زحمتے نکشد۔

ع بر خیز نگاہ و شادمان باش۔

ع بر رسولان بلاغ باشد و بس۔

ع بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر۔

ع بر سنگ گردان نروید نبات۔

ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد۔

ع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگزرد۔

ع بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست۔

ع بر من منگر بر کرم خویش نگر۔

ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔

ع برگ سبز است تحفۂ درویش۔

ع برہنہ سلاح جنگ چہ سود۔

ع بزرگی بایدت بخشندگی کن۔

ع بزرگی بعقل است نہ بہ سال۔

ع بزرگان۔ خُردہ بر خُردان نگیرند۔

ع بزن فال نیک کہ نیک آورد۔

ع بچہ کہ گرگ گزین شدہ از گلہ بدر باید کرد۔

خارشتی ۱۲

ع بسرِ زلف سخن می گوید۔

ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔

ع بشہر خویش ہر کس شہریار است۔

ع بشہر خود روم و شہریار خود باشم۔

ع بعد از سرِ کن فیکون شدہ شدہ باشد۔

ع بقدر گلیمت بکن پا دراز۔

ع بہ کاہل کارے مفرما۔ پند پیران بشنو۔

ع بکن مکرمت لیک منت منہ۔

ع بہ لقمان وعظ گفتن از ادب نیست۔

ع بہ لقمان حکمت آموزی چہ حاجت۔

ع بے میوہ ز میوہ رنگ گیرد۔

ع بندگی باید پیرزادگی منظور ردیا درکار نیست۔

ع بنشین کہ گدائی کنم بپیش تو آیم۔

ع بنگر کہ چہ میگوید منگر کہ کہ می گوید۔

ع بود نقرہ محتاج پالودگی۔

ع بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن۔

ع بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد۔

ع بہارِ باغ۔ دلِ آسودہ را بکار آید۔

ع بہر نامے دیا نامش، کہ خوانی سر برآرد۔

ع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است۔

ع بہر یک گل منت صد خار می باید کشید۔

ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد۔

ع بے تابِ عشق ہر چہ کند حق بدست اوست۔

ع بے تمیز ارجمند و عاقل خوار۔

ع بیدل نیم بہوز نیم چہ بشود۔

ع بے رحم باش جانِ من و بیوفا مباش۔

ع بے زری کردہ بیں ہر چہ بقارون زر کرد۔

ع بیا تا بگردیم میدان خوش است۔

ع بہ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔

ع بشنو و یا نشنو من گفتگوے میکنم۔

ع بقدر مال باشد سرگرانی۔

ع بیفشان و بشمار و غافل نشین۔

ع بیک دست دو ہندوانہ نگنجد۔

ع بات پر بات یاد آتی ہے۔

ع باڑھ ہی کاٹے نام ہو تلوار کا۔

ع بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا۔

ع بولتا ہے جب تلک ہے بولتا۔

دم ۱۲

ب
پ

ع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے۔

ع پا بدست دگرے، دست بدست دگرے۔

ع پا بقدر ردا باید کشید ۔
ع پاجی بطواف کعبہ حاجی نشود ۔
ع پلے پیش آمدست وپس دیوار ۔
ع پلے مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست ۔
ع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔
ع پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ۔
ع پسر کہ بد گوہر افتد پدر چہ کار کند ۔
ع پشم از خایہ ہائے رندان کم ۔
ع پشہ چو پر شد بزند پیل را ۔
ع پنہان درون پنبہ ببین پنبہ دانہ را ۔
ع پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ۔
ع پیرم و سرگشتہ و گم کردہ راہ ۔
ع پیر یکدم ز عشق زند بس غنیمت ست ۔
ع پیر من ہر چہ کند عین عنایت باشد ۔
ع پیشش از ین من ہم درین باغ آشیانے داشتم ۔
ع پیل در گل ماندہ را شہ پیل باید تا کشد ۔
ع پہلے گھر میں تو پیچھے مسجد میں ۔
ع پیٹ کی ریت ہی نرالی ہے ۔

دوستی ۱۲

ع پرسان پرسان بتوان رفت تا چین

ت

ع تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔
ع تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ۔
ع تا ببینیم کہ از غیب چہ آید بیرون ۔
ع تا تو بمن سہی رسی من بخدا میرسم ۔
ع تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون ۔
ع تا در میان خواستہ کردگار چیست ۔
ع تا ریشہ در آبست امید ثمرے ہست ۔
ع تا ریشہ بود برگ بجاست ۔
ع تا سال دگر کہ خورد و زندہ کہ ماند ۔
ع تا شب نروی روز بجائے نرسی ۔
ع تا صدف قانع نشد پر در نشد ۔
ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔
ع تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۔
ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔
ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند داند خندہ ۔
ع تربیت نااہل را چوں گردگان بر گنبد ست ۔
ع تشنہ در خواب آب می بیند ۔
ع تشنہ را صفت تشنگی بیان ۔
ع تکبر عزازیل را خوار کرد ۔
ع تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف ۔
ع تندرستان را نباشد درد ریش ۔
ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ۔
ع تواضع ز گردن فرازان نکوست ۔

ع توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند۔
ع توپاک باش برادر مدار از کس باک۔
ع تو مرا دل دہ و دلیری بین۔
ع تو نہ فہمیدہ مگو کہ خطا ست۔
ع تیر چون تر شود کمان گردد۔
ع تیغ چون شکست خنجر میشود۔
ع تیغ کج را نیام کج باشد۔ (یا باید)
ع تنکون کی آگ اور غلاموں کی دوستی۔
ع تو گورکھو دو میری میں گاڑا دون تجھ کو۔

ث

ع ثابت قدم بگفت کسے بد نمیشود۔
ع ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را۔
ع ثمر از درخت بید نباید جست۔

ج

ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔
ع جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔
ع جو تل زیادہ حد سے بڑھا سو مسا ہوا
ع جو گی جگت جانے نہیں کپڑے رنگے تو کیا ہوا۔
ع جان دادہ ام کہ گشتہ میسر وصال دوست۔

ع جائے بنشین کہ برنخیزی۔
ع جائے گل گل باش و جائے خار خار۔
ع جائے خر بستن تو اینجا نیست۔
ع جائے تنگ است و مردمان بسیار۔
ع جوابست اے برادر این نہ جنگ است
ع جواب جاہلان باشد خموشی۔
ع جو راستاد بہ زمہر پدر۔
ع جوانی شد و زندگانی نماند۔
ع جوے زر بہتر از پنجاہ و زور۔
ع جوے طالع ز خروارے ہنر بہ۔
ع جائیکہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
ع جہان دیدہ بسیار گوید دروغ۔
ع جنکے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔
ع جو نک ماٹی میں ہے تو بھی لہو پیتی ہے۔

چ

ع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔
ع چارہ نیست ورین واقعہ الا التسلیم۔
ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
ع چربی از سنگ برنمی آید۔
ع چراغ مفلسان بے تدارد۔
ع چراغ مقبلان ہرگز نمیرد۔

ع چراغ مردہ کجا۔ شمع آفتاب کجا۔
ع چراغ را نتوان دید جز بنور چراغ
ع چشم مور و پائے مار و خبز مسک را کہ دید۔
ع چشم ما روشن دل ما شاد۔
ع چشم اگر بینا بود ہر روز۔ روز محشر است۔
ع چغندر کاشتم زردک بر آمد۔
ع چکنم تا نکند مصلحت خویش تباہ۔
ع چکنم چشم آسمان کور است۔
ع چنان ماند کہ بوشہ بعد انزال
ع چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند۔
ع چنار تا بکجا عیب مفلسی پوشد۔
ع چو احمق در جہان باقیست مفلس در نماند۔
ع چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔
ع چو بر گرد و فلک کجکول سازد تاج شاہی را۔
ع چو دشمن خر اشید ایمن مباش
ع چو شد زیر عادت مضرت نہ بخشد۔
ع چو تیر از کمان رفت ناید بشست۔
ع چو غلت نیست صبح آہستہ تر کن۔
ع چو سر خواہی سلامت سر نگہدار۔
ع چو فردا رسد کار فردا کنم۔
ع چو زن پستان خود مالد حلوہ نفس کسے یابد۔
ع چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔
ع چو مہ بہ ہالہ نشیند دلیل باران است

ع چو میدان فراخست گوے بزن۔
ع چو میر و مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔
ع چو نام سگ بری چوبے بدست آر۔
ع چو نرمی کنی خصم گردد دلیر۔
ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔
ع چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔
ع چون معانی جمع گردد شاعری آسان بود۔
ع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است۔
ع چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
ع چہ توان کرد اینچنین افتاد۔
ع چہ توان کرد مردمان این اند۔
ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔
ع چہ کند بینوا ہمین دارد۔
ع چہ دانی تو اے بندہ۔ کار خدائے۔
ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ع چہ گویم کہ ناگفتنم بہتر است۔
ع چہ مرغی بود کز زنی کم بود۔
ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔
ع چیزے بدہ درویش را۔ چیزے بگو درویش را۔
ع چشم بد دور۔ آنکھیں ہوتی چور۔
ع چھوڑ دال بال دھن کو۔ کوڑی نہ رکھ کفن کو۔
ع چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کو۔
ع چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل۔

ع چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔

ع چو گل لب بار شد پیلان بلغزند۔

ح

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را۔

ع حاصل تحصیل با تحصیل حاصل بودہ است۔

ع حب وطن از ملک سلیمان خوشتر۔

ع حرف را پوست کندہ باید گفت۔

ع حرف بد بر زبان بد باشد۔

ع حرف حق بر زبان شود جاری۔

ع حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ است۔

ع حسن چوں بے پردہ شد زنہار گرد او مگرد۔

ع حسن خداداد را حاجت مشاطہ نیست۔

ع حکم حاکم قبول باید کرد

ع حلوا بکسے دہ کہ محنت نکشد۔

ع حلوا گفتن دہن نسازد شیریں۔

ع حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر۔

ع حیف دانا مردن و افسوس ناداں زیستن۔

ع حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم۔

ع حیلہ جو را بہانہ بسیار است۔

ع حال میرا خیال ہی میں ہو سل۔

ع حسن بے بنیاد باشد عشق بے بنیاد نیست۔

خ

ع خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے۔

ع خاکساری کے سوا بندے کے گھر خاک نہیں۔

ع خدا نے زبان ایک دی۔ کان دو۔

ع خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

ع خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکی ست۔

ع خاک از تودہ کلاں بردار۔

ع خاک بر آن لقمہ کہ تنہا خوری۔

ع خاک عمل از عبیر معزولی بہ۔

ع خامشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔

ع خانہ درویش را شمع بہ از مہتاب نیست

ع خانہ پر شیشہ را سنگے بس است۔

ع خانہ ویران شود چوں طفل گردد خانہ دار۔

ع خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی۔

ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔

ع خدائے کہ دندان دہد نان دہد۔

ع خدا بر تو باشد تو بر خلق باش۔

ع خدا خود میر سامان است اسباب توکل را۔

ع خر ار جل اطلس بپوشد خر است۔

ع خربوزہ بخور ترا بہ فالیزہ چہ کار۔

ع خر چہ داند بہائے قند و نبات۔

ع خرس در کوہ بوعلی سینا است۔

ع خر قیمت زعفران چه داند۔
ع خصم چوں پشت دہد ہیچ مگو۔
ع خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔
ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔
ع خلوت از اغیار باید نے زیار۔
ع خواب یک خواب است باشد مختلف تعبیرہا۔
ع خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔
ع خواجہ داند بہائے شاخ نبات۔
ع خوب شد اسباب خود بینی شکست۔
ع خود غلط۔ انشا غلط۔ املا غلط۔
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
ع خود راز عملہائے نکو رسیدہ بری دار۔
ع خود مرض و جملہ مرض را دوا است۔
ع خود پسندی جان من برہان نادانی بود۔
ع خوش سخن باش تا اماں یابی۔
ع خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند
ع خوشوقت کسیکہ خر ندارد۔
ع خوش آمد ہر کرا گفتی خوش آمد۔
ع خوے بد را بہانہ بسیار
ع خویش اند کہ در پئے شکست خویش اند۔
ع خوش باش دمے کہ زندگانی ایں است۔
ع خر عیسیٰ بآسمان نشود
ع خادم کو کام سکھانا چاہیے۔

د

ع واہ۔ واہ۔ از دست غفلت۔ واہ۔ واہ۔
ع دانہ دانہ است غلہ در انبار۔
ع در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند۔
ع در بلا بودن بہ از بیم بلا۔
ع در پائے تو ریزم انچہ در دست نیست۔
ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست۔
ع در خانۂ مور شبنمے طوفان است۔
ع در خانہ بکہ خدائی ماند ہمہ چیز۔
ع در خانہ ہر چہ باشد مہمان ہرکہ باشد
ع درخت کاہلی کفر آورد بار۔
ع دردِ دل پیش دردمند بگو۔
ع درد ہم از یار است و درمان نیز ہم۔
ع در کشش تا بدوائے رسی۔
ع درد عاشق نشود بہ۔ ز مداوائے طبیب۔
ع درشتی و نرمی بہم در بہ است۔
ع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔
ع در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔
ع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔
ع در عین اختیار ہم اختیار نیست۔
ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔
ع در ہر ربع دہر انچہ کاری دروی۔

ع درمان یکیست رسد کہ دردے دارد۔
ع درویش ہر کجا کہ شب آمد (یا نشیند) سرائے اوست
ع درویش صفت باش و کلاہ تتری دار۔
ع دروغی را جزا باشد دروغی۔
ع در ہر کہ بنگری بہمین داغ مبتلاست۔
ع دریائے فراوان نشود تیرہ بسنگ۔
ع در یتیم را ہمہ کس مشتری بود۔
ع دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون۔
ع دزد مشتاق تر از صاحب کالا باشد۔
ع دزد راہے رود۔ و صاحب کالا راہے۔
ع دزد دانا می کشد اول چراغ خانہ را۔
ع دزد و من با خانہ می دزد و متاع خانہ را۔
ع دزد دیدہ بود آنچہ بماند بخداوند۔
ع دست بالائے دست بسیار ست۔
ع دست خود و دہان خود گرنہ خوری زیان خود
ع دست چپ با دست راست می شوید۔
ع دست زیر سنگ را آہستہ می باید کشید۔
ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست۔
ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔
ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔
ع دعاے گوشہ نشینان بلا بگرداند۔
ع دلبر آن نیست کہ موے و میانے دارد۔
ع دل بدست آر و ہر چہ خواہی کن۔

ع دل کہ افسردہ شد از سینہ بدر باید کرد۔
ع دل من داند و من دانم و داند دل من
ع دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست۔
ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہیچ ست۔
ع دوبارہ نیست کس را زندگانی۔
ع دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست۔
ع دولت ندہد خداے کس را بغلط (یا بگزاف)
ع دولت تیز را بقاے نیست۔
ع دولت آنست کہ بیخون دل آید بکنار۔
ع دولت دران سرست کہ از بہمان پرست۔
ع دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔
ع دہ مردہ ہ مرد را احمق کند۔
ع دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ۔
ع دیدہ را ناخستہ بہ از ناخن۔
ع دیدیم ہمہ را و آزمودیم ہمہ را۔
ع دیر گیرد سخت گیرد مرترا۔
ع دیر آمدن و شتاب رفتن۔
ع دی رفت و پری رفتہ و روز امروز ست۔
ع دیگ بجوش من از کہ ترکی تمام شد۔
ع دیگ سیہ۔ جامہ سیہ میکند۔
ع دیوار گوش دارد فہمیدہ لب جنبیان۔
ع دیوانہ بکار خویش ہشیار۔
ع دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند۔

ع دیوانہ ہمان بہ کہ بود اندر بند۔
ع دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند۔
ع در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست۔
ع دل بدست آور کہ حج اکبر ست۔
ع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔
ع دیو خوش خلق بہ از حور گرہ پیشانی۔
ع دودھ کا دودھ۔ پانی کا پانی۔
ع دودھ بھی دھولا چھاچھ بھی دھولی۔ صفحہ ۱۲

ذ

ع ذرۂ آفتاب تابانیم۔
ع ذوقِ چمن ز خاطر بلبل نمیرود۔
ع ذوقِ چمن ز خاطر صیاد میرود۔
ع ذوقِ گل چیدن اگر داری سوی گلزار رو۔
ع ذوق میں شوق۔ نفع میں لڑکا۔

ر

ع راحت بدل رسان کہ ہمین مشرب ست و بس۔
ع رازِ دل جز بیار نتوان گفت۔
ع راز خود با یارِ خود چندان کہ بتوانی مگو۔
ع راستی موجب رضای خداست۔
ع راستی راز دال کجے باشد۔
ع راستی آور کہ شوی رستگار۔
ع راست ناید خواجگی با بندگی۔
ع رزق را روزی رسان پر میدہد۔
ع رسیدہ بود بلائے۔ ولے بخیر گذشت۔
ع رفت و چندین آرزو با خاک برد۔
ع رقص کردن خود ندانند صحن را گویند کج ست۔
ع رموزِ عاشقان۔ عاشق بداند۔
ع رموزِ مصلحتِ خویش خسروان دانند۔
ع رنج خود و راحت یاران طلب۔
ع رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار۔
ع رنجش خر از راحتِ پالان ست۔
ع رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولی۔
ع رو برو بودن بہ از پہلو بود۔
ع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم۔
ع روز مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز۔
ع روزی بقدر ہمت ہر کس مقرر ست۔
ع روی مفلس سیاہ می باشد۔
ع راہ راست برو اگرچہ دور ست۔
ع ریاضت کش بیادامے بسازد۔
ع راضی شدن خصم کم از انتقام نیست۔

ز

ع زاہد کا کیا خدا لیتے ہو ہمارا خدا نہیں۔

ع زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔

ع زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔

ع زاہد بمسجد و میخوار بدیر۔

ع زبان سرخ سر سبز مید ہد برباد۔

ع ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ۔

ع ز خردان خطا و ز بزرگان عطا۔

ع زور باسیکند جفا و دلم آہستہ آہستہ۔

ع زدیم بر صف رندان و ہر چہ بادا باد۔

ع زر از معدن بجان کندن برآید۔

ع زہ بر سر فولاد نہی نرم شود۔

ع زر دادن درد سر خریدن۔

ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔

ع ز مرگ خر بود سگ را عروسی۔

ع زمین ترقید یا ترکید و پیدا شد سر خر

ع زنا زادہ نیاید جز زناکار۔

ع زن بیوہ مکن اگرچہ حور است۔

ع زند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ۔

ع زن و اژدہا ہر دو در خاک بہ۔

ع ز نیکو ہر چہ آید گشت نیکوست۔

ع زور بیگانہ و نالہ بر گردن۔

ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست۔

ع زہ کردن این کمان بسے دشوار است۔

ع زہے مراتب خوابیکہ بہ زبیداری ست۔

ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔

ع زیر بار اند درختان کہ تعلق دارند۔

ع زیان میکند آب شب خواب روز۔

ع زنہار از قرین بد زنہار۔

ع ز صد چوبہ دنیا جنید یا تیر آید یکے بر نشان۔

ع زمین شور سنبل بر نیارد۔

ع

س

ع سمند نازک اور تازیانہ ہوا۔

ع سپاہی ہو گئی گئی۔ دل کی آرزو نہ گئی۔

ع ساقیا امروز مے نوشیم فردا کہ دید۔

ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔

ع سبزہ بر سنگ نروید چہ کند باران را۔

ع سبز شد دانہ چو با خاک سرے پیدا کرد۔

ع ستور لکد زن گران بار بہ۔

ع سخت گیرد جہان بر مردمان سخت کوش

ع سختی و محنت نکشد پارہ دوز۔

ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار۔

ع سخن بسیار دانی اندکے گوے۔

ع سخن عشق جز بیار مگو ۔
ع سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن ۔
ع سخن یک ست و دگرہا عبارت آرائی ست ۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار ۔
ع سرگفت از عسل شیرین ست ۔
ع سطرہا کئے راست آید چون کجی در مسطر ست ۔
ع سفینہ کہ در و بحرہا بود این ست ۔
ع سکندر را نشاید حسرت تخت کافلاطون زعالم شد
ع سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد ۔
ع سگ لیلی بچشم مجنون بین ۔
ع سگ نشنید بجائے گیائی ۔
ع سلام روستائی بے (یا جز) غرض نیست ۔
ع سوز باید مرد را ۔ گو ساز بے آہنگ ہست ۔
ع سیلاب نداند کہ در خانہ کدام ست ۔
ع سینہ ہا را خامشی گنجینۂ گوہر کند ۔
ع سیمائے آدم آئینۂ حال باطن ست ۔
ع سعی بسیار کفش پارہ کند ۔
ع سہاتے کی لات ۔ ان سہاتے کی بات ۔
ع

ش

ع شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست ۔
ع شاخیکہ بلند شد بتر خورد ۔

ع شاد باید زیستن نا شاد باید زیستن ۔
ع شاگرد رفتہ رفتہ باستاد میرسد ۔
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔
ع شاہان کم التفات بحال گدا کنند ۔
ع شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال ۔
ع شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی ۔
ع شب حاملہ است فردا چہ زاید ۔
ع شب حاملہ است تا چہ زاید بینیم ۔
ع شتربان درود آنچہ خربندہ کشت ۔
ع شتر در خواب بیند پنبہ دانہ ۔
ع شدنی شد گر چہ خواہد شد
ع شراب بہشت از عسل شیرین ۔
ع شرط ہمہ وقتی بود لائق کشتی ۔
ع شعر خوبیان باز گفتن لید
ع شکستہ نشاید دگر بار بست ۔
ع شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام ۔
ع شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ۔
ع شمع را پشت در روشنی باشد ۔
ع شمع را ہر چند سر برند روشن تر شود ۔
ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔
ع شدنی شود نشدنی نشود گو شود ۔ چہ خواہد شد ۔
ع شوق در دل ہر کہ دارد رہبرے درکار نیست
ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

ع شو سے زن زشت روئے نابینا بہ ۔
ع شہد بے نیش کجا و گل بے خار کجا ۔
ع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگریست ۔
ع شیشہ شکستہ را پیوند کردن مشکل ست ۔
ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا ۔
ع شام کے مرُوے کو کب تک روئے ۔
ع شمع کا پشت درو برابر ہے ۔

ص

ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں ۔
ع صاحب خیر داخل خیر ست ۔
ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔
ع صبر کی داد ہے خدا کے ہاتھ ۔
ع صبر نما تا کہ بجائے رسی ۔
ع صبر درویش بہ کہ بذل غنی ۔
ع صحبت نیکان ۔ بدان را سود نیست
ع صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔
ع صد در شود کشادہ چو بستہ شود درے ۔
ع صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست ۔
ع صدق پیش آور کہ اینجا ہر چہ آرند آن برند
ع صد کشتہ چو من بہ کہ تو نگین نفسی ۔
ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔

ع صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے ۔
ع صوفیان صاف را اول بہ دوزخ می برند ۔
ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔
ع صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد ۔

ط

ع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
ع طاقت دیدن ندارد روئے پنہان میکند ۔
ع طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام افتاد ۔
ع طبیب مہربان از دیدہ بیمار می افتد ۔
ع طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است ۔
ع طفل دامنگیر من آخر گریبان گیر شد ۔
ع طمع آرد بمردان روئے زردی ۔
ع طمع را سہ حرف است و ہر سہ تہی ۔
ع طوق لعنت بگردنش افتاد ۔
ع طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند ۔

ظ

ع ظالم از مظلوم باشد شکوہ چین ۔
ع ظاہر از شیخ و باطن از شیطان ۔
ع ظرافت آتش افروز جدائی ست ۔

ع

ع عشق کے صدمے کو جگر چاہیے۔
ع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔
ع عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز۔
ع عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔
ع عاقلان در پے نقطہ انشوند۔
ع عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ۔
ع عجب عجب کہ ترا یاد دوستان آمد۔
ع عدو شود سبب رزق (یا خیر) گر خدا خواہد۔
ع عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما۔
ع عزت ہر کس بدست آنکس ست۔
ع عزیزمن جواب ست این نہ جنگ ست۔
ع عشقبازی را ز مجنوں یادمی باید گرفت۔
ع عشقبازی کار بازی نیست اے دل سر بباز۔
ع عشق آمدنی بود نہ آموختنی۔
ع عشق آتشے ست پیر و جوان را خبر کنید۔
ع علاج واقعہ قبل از (یا پیش از) وقوع باید کرد۔
ع عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست۔
ع عود و سیرگیں ہر دو در آتش رود و خاکستر ست۔
ع عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔
ع عالمے را بنیم جو نخرم۔
ع عشق ست و ہزار بدگمانی۔
ع عیش را در جہان خزان وا رسد۔

غ

ع غریقے دست اندازد بکاہے۔
ع غلام ہمت آنم کہ دل بکس نہ دہد۔
ع غلہ گر ارزان شود امسال سید میشوم۔
ع غنچہ از ترشروئی دل تنگ است۔
ع غلیو از ما بگنو تر چہ کار۔
ع غم فردا امروز باید نخورد۔

ف

ع فارسی را ٹانگ توڑ مت تاکہ او لنگڑی شود۔
ع فال بد بد زبان۔ بد باشد۔
ع فال شکو بزن بہر کارے۔
ع فالیز جہاں بہر خزان آمدہ است۔
ع فتراک جوان مردان دست آویز امید ست۔
ع فتنہ خفتہ را مکن بیدار۔
ع فتنہ در خواب است بیدارش مکن۔
ع فراموشی زیاران لازم افتادست دولت را۔
ع فربہی چیزے دیگر آماس چیزے دیگر است۔
ع فردا کہ کند خمار کامشب مستی۔

ع فرزندِ کسان نمی شود فرزندِ کسی۔
ع فریب صیّد باشد خوابِ صیّاد۔
ع فریادِ سگان کم نکند رزق گدا را۔
ع فضل و ہنر ضائع ست تا ننماید۔
ع فعلِ بد کردہ را سزا این است
ع فکرِ زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگرست۔
ع فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست۔

ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید۔
ع قناعت توانگر کند مرد را۔
ع قہرِ درویش بجانِ درویش۔
ع قہرِ درویش زیانِ درویش۔
ع قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا۔
ع قیامت گرچہ دیر آید بیاید۔
ع قیمتِ زعفران چہ داند خر۔

ق

ع قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا۔
ع قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی۔
ع قدرِ زر زرگر شناسد۔ قدرِ جوہر جوہری۔
ع قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔
ع قدرِ عیسیٰ کجا شناسد دیا بداند خر۔
ع قربِ سلطان آتش ست از وے بترس۔
ع قربِ سلطان آتشِ سوزان بود۔
ع قضائے نبشتہ نباید ستر و۔
ع قطرہ قطرہ بہم (باہمی) شود دریا۔
ع قطرہ قطرہ جمع گردد وانگہے دریا شود۔
ع قلم رفتہ را چہ چارہ کند۔
ع قلم بخت من شکستہ سرست۔
ع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ک

ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔
ع کب تک چھپکی کیری تو پتوں کی آڑ میں۔
ع کون ہر روز اتالیق ہو سمجھائیگا۔
ع کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔
ع کارِ استاد را نشان دگرست۔
ع کار بوزینہ نیست نجاری۔
ع کارِ نیکو کردن از پُر کردن ست۔
ع کارہا نیکو شود لیکن (دیا آما) بصبر۔
ع کارِ با نیست کارِ اُستاد ست۔
ع کارے کہ نکو نشد نکو شد کہ نشد۔
ع کارے کہ نہ کارِ تست زنہار مکن۔
ع کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال۔
ع کارِ امروز بفردا مگذار۔

ع کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد۔
ع کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند۔
ع کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ۔
ع کہ یکی بود ہر چہ نا خوردہ۔
ع کسے داند کہ اشتر می چراند۔
ع کام پیارا ہے چام پیارا نہیں۔
ع کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔
ع کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
ع کفر توڑا خدا خدا کر کے۔
ع کہیں خیر خوبی کہیں ہائے ہائے۔
ع کانرا کہ خبر شد خبرے باز نیامد۔

گ

ع گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔
ع گر گئے دانت آم کھانے سے۔
ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔
ع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گدا است۔
ع گدا اگر تواضع کند خوے اوست۔
ع گدا بادشاہست و نامش گداست۔
ع گر او دوست باشد ہمہ دوست اند
ع گر بدولت برسی مست نگردی مردی۔
ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔

ع گرت از دست برآید دہنے شیریں کن۔
ع گر تو ابلیس نہ چشم چیست کور چرا است۔
ع گرد گلہ توتیائے چشم گرگ۔
ع گردن بے طمع بلند بود۔
ع گر ضرورت بود روا باشد۔
ع گر گے دہن آلودہ و یوسف ندریدہ۔
ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔
ع گر قضا آید طبیب ابلہ شود۔
ع گر نویسی قلمے می تراش۔
ع گر ہنر کند تو بہ کوشش ندید یاری۔
ع گفتن ہمیں بس ست کہ اسپ من ابلق ست۔
ع گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو۔
ع گل بود بہ سبزہ نیز آراستہ شد۔
ع گلِ کاغذی را بشبنم چہ کار۔
ع گلِ نم دیدہ را آبے تمام ست۔
ع گندم از گندم بروید جو ز جو۔
ع گواہِ عاشق صادق در آستین باشد۔
ع گوسالہ بروزگار گاوے گردد۔
ع گوسالہ من پیر شد و گاو نشد۔
ع گوسالہ با پیر شد و عقل نیافت۔
ع گوش نامحرم نباشد جائے پیغام سروش۔
ع گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل۔
ع گر نبودے چوب تر فرمان نبردے گاو خر۔

ع رنج و مار، و گل و خار، و غم و شادی بہم اند۔

ل

ع لاکھ سر پٹکے کوئی وہ وقت ٹلتا نہیں۔
ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔
ع لایق افسر نباشد ہر کسے۔ (یا ہر سرے)
ع لطف باشد گر نپوشی از گدا ہارو ترا۔
ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔
ع لنگڑی گھوڑی بسور کا دانہ۔
ع لیلیٰ را بچشم مجنون بیں۔

م

ع مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہے۔
ع مرض بڑھتا چلا جوں جوں دوا کی۔
ع منہ پڑی اور ہوئی پرائی بات۔
ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔
ع ما را زیں گیاہ ضعیف ایں گمان نبود۔
ع ما را چہ زیں قصہ کہ گاو آمد و خر رفت۔
ع ما را عجب آید کہ ازیں کس ہنر آید۔
ع مال حرام بود بجاے (یا براہ) حرام رفت۔
ع ماہی از سر گندہ گردد نے ز دم۔

ع مباش در پے آزار و ہر چہ خواہی کن۔
ع مبر نام فردا کہ فردا کہ دید۔
ع محتسب گر مئے خورد معذور دارد مست را۔
ع محتسب را درون خانہ چہ کار
ع محنت بے فائدہ است وسمہ بر ابروے کور۔
ع محبت قرب زبعد افزون ست۔
ع مرا افسوس می آید پری را دیو می گاید۔
ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان (یا بد مرسان)
ع مرا ہمت بلند و دست کوتاہ۔
ع مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر۔
ع مرا نان دہ و کفش بر سر بزن۔
ع مرقی بیار و مرئے بخور۔
ع مردہ ہر چند عزیز ست نگہ نتواں داشت۔
ع مردن تمام بہ کہ بود زندگی بہ ننگ۔
ع مرد آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند۔
ع مردہ گر خاک میدہ پستان۔
ع مرد بے توشہ بنگیر و حمام۔
ع مرو یت بیار زمانے و آنگہ زن کن۔
ع مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔
ع مرد چوں پیر شود حرص جوان می گردد۔
ع مرغ انجیر خوارہ کے لذت شناسد دانہ را۔
ع مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش۔
ع مرد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد۔

ع مزن فال بد کآورد حال بد۔

ع مظلوم دلیر باشد و چیره زبان۔

ع معزول میشوند چه معقول میشوند۔

ع معیار دوستان دغل روز حاجت است۔

ع مغز ما خورد و حلق خود بدرید۔

ع مقام عیش میسر نمیشود بےرنج۔

ع مکن مکن که بجو گو پسران چنین نکنند۔

ع مکن بد که بد بینی از یار نیک۔

ع مکن وعده اگر کردی وفا کن۔

ع ملا شدن چه آسان۔ آدم شدن چه مشکل۔

ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔

ع من پاے تو بوسم و تو دست دگرے۔

ع منتے که مسیحی از مردمی باید کشید۔

ع من شود کشم ترا از پاے نرسد۔

ع من خوب می شناسم پیران پارسا را۔

ع من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشم۔

ع من مرده جهان مرده من زنده جهان زنده۔

ع من همان احمد پارینه که بودم هستم۔

ع مهمان عزیزست لیک تا سه روز۔

ع مهمان خودیم لیک در خانهٔ تو۔

ع میهمان کمتر کند تعظیم صاحب خانه را۔

ع مر نشیند بجاے عقرب کور۔

ع می توان بخشید گر گاہے گناہے میشود۔

ع می ترا او چه کنم آنچه درآوند دل ست۔

ع میراث پدر خواهی علم پدر آموز۔

ع میراث گرگ مرده بکفتاری رسد۔

ع می کشد زهر اگر اندک و گر بسیار ست۔

ع مردن بنام به که بود زیستن به ننگ۔

ع مرد بے زر همیشه رنجور است۔

ع مرضی مولے از همه اولے۔

ع مور مهمان به که نباشد پرش۔

ع میفروشد گنبد و خرچ مناره میکند۔

ع ماں کو نہ باپ کو جو بیٹے گی سو آپ کو۔

ع موسے شیر سے جیتی بلّی بھلی۔

ع میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبونگا۔

ع مکن انگشت در سوراخ کژدم۔

ع مترس از بلائے که شب درمیان باشد۔

ع مشک آنست که خود ببوید نه که عطار گوید۔

ن

ع ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو۔

ع نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔

ع نا امید از رحمت یزدان مباش۔

ع نا امید رحمتش شیطان بود۔

ع نا برده رنج گنج میسر نمیشود۔

ع تا خوانده بخانهٔ خدا نتوان رفت ۔
ع تا زہ بر آن کن کہ خریدار تست ۔
ع نا سودہ بجا رود کہ آسودہ شود ۔
ع ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس ۔
ع ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ۔
ع نامرد زند ہمیشہ لاف مردی ۔
ع نا مردی و مردی قدمے فاصلہ دارد ۔
ع نام نکوست حاصل ایام زندگی ۔
ع نان گرسنہ بہ بیتر می دوزد ۔
ع نہ بُرد قلم رسم را تیغ تیز ۔
ع نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود ۔
ع نتوان مرد بسختی کہ من اینجا زادم ۔
ع نخورد شیر نیم خوردہ سگ ۔
ع ندہد نقد را بہ نسیہ کسے ۔
ع نرود میخ آہنی در سنگ ۔
ع نشود نیک نہادے کہ زمیثاق بدست ۔
ع نفس بر آمد و کار از تو بر نمی آید ۔
ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول ۔
ع نکند دوست زینہار ز دوست ۔
ع نکند گرگ پوستین دوزی ۔
ع نکو گوئی گر و بد گوئی چہ غم ۔
ع نویسندہ داند کہ در نامہ چیست ۔
ع نہاں کئے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔

ع نہ ہر شاخ پر میوہ سر بر زمین ۔
ع نہ چندان بخور کز دہانت بر آید ۔
ع نہ روئے رہائی نہ راہ گریز ۔
ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ۔
ع نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ۔
ع نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ۔
ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ۔
ع نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد ۔
ع نیاید بجو باز آبے کہ رفت ۔
ع نے تاب صبر دارم ۔ نے طاقت جدائی ۔
ع نے غم دزد ۔ نے غم کالا ۔
ع نہ سسُرے بڑھے کی لی اور نہ منگل کی لی ۔
ع نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد ۔

و

ع وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی ۔
ع واماندہ گاو را بخر باید داد ۔
ع وائے بر قدر سخن گر بسخندان نرسد ۔
ع وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے ۔
ع وائے گر در پس امروز بود فردائے ۔
ع وائے بر آں خوردہ کہ تنہا خوری ۔
ع وجود مردم دانا مثال زر طلاست ۔

ع ورزستانی بستم میرسد۔
ع وظیفہ گر برسد مرزبوم یکجا دارد۔ وظیفہ گر نرسد ہنر بدست آور۔
ع وفائے عہد نکو باشد ار بیاموزی۔
ع ولے زبان طعنش ایمن مباش و غرّہ مشو۔
ع وہ دل نہیں رہا کہ ہمیں جس پہ ناز تھا۔

ہ

ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔
ع ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے۔
ع ہزار آفتیں ہیں ایک دل لگانے سے۔ (ہیں)
ع ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
ع ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے۔
ع ہم سے اچھے رہے صدقے ہیں اُترنے والے۔
ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے۔
ع ہر آنچہ حاکم عادل کند ہمان داوست۔
ع ہر بہارے را خزانے در پے ست۔
ع ہر جا کہ پری رخ ست دیوے با اوست۔
ع ہر جا کہ رنگ دبوے بود گفتگو بود۔
ع ہر جا کہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
ع ہر جا کہ سلطان خیمہ زد۔ غوغا نماند عام را۔
ع ہر چند جامہ تنگ ست جز بہ بدن نگردد۔
ع ہرچہ خدا خواست ہمان می شود۔

ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔
ع ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم۔
ع ہرچہ آن خسرو کند شیرین بود۔
ع ہرچہ کنند ہمت مردان کنند۔
ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
ع ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔
ع ہرچہ بادا باد دست ما و دامان شما
ع ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید۔
ع ہرچہ گیرد مختصر گیرید۔
ع ہرچہ گیرد کاملے ملت شود۔
ع ہرچہ گیرد علتے علت شود۔
ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔
ع ہر زمینے را بود خاصیتے۔
ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔
ع ہر خزانے را بہارے در پے ست۔
ع ہر زبان را گفتگوے دیگر ست۔
ع ہر شکنے درین رہ صد بحر آتشین ست۔
ع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد۔
ع ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست۔
ع ہر کجا درویست درمانش مقرر کردہ اند۔
ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔
ع ہر کہ پنج روز نوبت اوست۔
ع ہر کرا اخلاص بیش اقبال بیش۔

ع ہر کرا صبر نیست حکمت نیست ۔
ع ہر کرا کردی خوشامد ۔ خوش آمد ۔
ع ہر کرا درد ے رسد ناچار گوید وائے را ۔
ع ہر کرا طاؤس باید قصدِ ہندوستان کند ۔
ع ہر کرا این دہند آن نہ دہند ۔
ع ہر کسے را قرار در پیش ست ۔
ع ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔
ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند ۔
ع ہر کسے آن درود عاقبت کار کہ کِشت ۔
ع ہر کس بقدرِ ہمت خود خانہ ساختہ ۔
ع ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد ۔
ع ہر کہ آمد بجہان برگ و برے پیدا کرد ۔
ع ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ۔
ع ہر کہ آمد بجہان ز اہلِ فنا خواہد بود ۔
ع ہر کہ آید گو بیا ۔ و ہر کہ خواہد گو برو ۔
ع ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش ۔
ع ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر ۔
ع ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد ۔
ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ۔
ع ہرگز از شاخِ بید بر نخوری ۔
ع ہرگز از قصبے نے شکر نخوری ۔
ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔
ع ہر گلے را خار باشد ہمنشیں ۔

ع ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد ۔
ع ہر نشیبے را فرازے در پئے ست ۔
ع ہزار ہیچو ترا ۔ او بہ نیم جو نخرد ۔
ع ہمراہ اگر شتاب کند ہمرہِ تو نیست ۔
ع ہمسایۂ بد مباد کس را ۔
ع ہم مال بدست آید و ہم یار نرنجد ۔
ع ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت ۔
ع ہمہ گفتہ چو مصطفیٰ گفتی ۔
ع ہمی جوید سلامت را پناہے ۔
ع ہمیشہ در صدف گوہر نباشد ۔
ع ہمیشہ چاہ کن از دستِ خویش در چاہ است ۔
ع ہمین سنگ ست و پشتِ بامِ قرشی ۔
ع ہمیں چوگان ہمین میدان ہمین گوے ۔
ع ہنر بہتر از ملک و مالِ پدر ۔
ع ہنر بکار نباید چو بختِ بد باشد ۔
ع ہنوز مردۂ من زندۂ ترا بار ست ۔
ع ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را ۔
ع ہنر بچشمِ عداوت بزرگ تر عیبیست

ی

ع یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دوست ۔
ع یادِ دل گر بود ذکرِ زبانی سہل ست ۔

۶	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد ۔
۶	یارِ کار افتادہ را یاری ہم از یاراں رسد ۔
۶	یارِ من نیکوست لیکن رسم و آئینش بد ست
۶	یک دانۂ صحبت ست و باقی ہمہ کاہ ۔
۶	یک شمع شبے ہزار پروانہ کشد ۔
۶	یکے بود مجنوں ۔ دگر سنگ گزید ۔
۶	یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ۔
۶	یکے گر رود دیگر آید بجایش ۔
۶	یکے بر صد آید نہ صد بر یکے ۔
۶	یوں بھی صنم واہ واہ ۔ ووں بھی صنم واہ واہ
۶	یہاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر ۔
۶	یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے ۔

حصّۂ دوم

ابیات و افراد

ردیف الالف

مفلساں را بیدل از مشق خموشی چارہ نیست	تنگدستی باز میدارد ز قلقل شیشہ را	بیدل
نپردازد بفکر دوربیناں طینت جاہل -	نمی افتد بہ عینک احتیاج چشم کوراں را	حزیں
محال ست از سر مغز سودا ابر آوردن	کہ نتواں از خمیر آورد بیروں موے چینی را	صائب
نہ شگوفہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سایہ دارم	ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا	ذوقی
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا -	آتش
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا	فی الحقیقت بس وہ اپنے آپ ہی حیراں ہوا	جرائت
نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا	یاں عمر کو وقفہ ہے چراغ سحری کا	مصحفی
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا	غالب
نمی شود سخن پست فطرتاں مشہور -	بلند نیست صدا کاسۂ سفالی را	غنی
فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد	ہما منشور دولت می کند ہر استخوانی را	صائب
اقتدائے صاف طینت مایۂ جمعیت ست	ہست آرام از پس آئینہ ہا سیماب را	والہ
از خس و خاشاک بگذر گرد گل ہا سیر کن	تا چو زنبور عسل پر شہد سازی خانہ را	صائب
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را	لا اعلم
عدم میں رہتے تو شاد رہتے اسے بھی فکر ستم نہ ہوتا	جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	مومن
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا	کل اس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا	میر
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت	اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا	"
ٹھیکری کو قدر ہے اسکو نہیں -	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا	"
وہی سمجھے گا میرے زخم دل کو	جگر پر جس کے اک ناسور ہوگا	جرائت
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را	صائب
نصیبے نیست از اہل کرم برگشتہ بختاں را	کہ ہرگز پر نسازد کاسۂ گرداب را دریا	غنی

مصرعِ اول	مصرعِ ثانی	شاعر
زفیضِ بہرہ نیابد ضمیرِ کج طبعاں	کجا بہار کند سبز شاخِ آہو را	میر
جستجو کم کن دلا از دولتِ دوں ہمتاں	نشۂ آسودگی عنقاست در دورانِ ما	مخفی
روزیِ ما میشود آخر نصیبِ دیگراں	طالعِ برگشتہ ہمچوں آسیا داریم ما	غنی
کاملاں را ہمہ سرگشتگی از دستِ خود است	حاجت گردش پرکار نشد مانی را۔	عالی
صبحِ اقبال ہما از استخوان طالع شود	نیست جز سختی نصیبِ مردمِ آگاہ را	علی
الٰہی نرم گرداں از کرم دلہائے خوباں را	وگرنہ عشق را ناپید کن یا عشقبازاں را	لا اعلم
مرداں کنند خوش غم و رنجِ ہمیشہ را	آب بقاست آتشِ تب شیرِ بیشہ را	حزیں
نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا میں	خدا سے کون بندے پر زیادہ مہرباں ہوگا	آتش
جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انساں بھی	پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا	ذوق
کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام	کوچے کے اوسکے باشندوں نے سبکو یہیں سلام کیا	میر
جگ میں آکر ادھر اُدھر دیکھا	تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا	درد
منظور کب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا	دونوں جگہ تھا جلوۂ جاناں نہ دیکھنا	مصحفی
غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبہ سے اے دوست	تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہاں کہاں کب کا	رند
ملے اکسیر گر اس کشت و خوں سے میں نہ لوں ہرگز	مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا	ذوق
نیست از موجِ حوادث ہیچ خس پروا مرا	جنبشِ گہوارہ باشد موجۂ دریا مرا	فقیر
بسانِ چشم کہ گریہ برائے ہر عضوے	غمے بہر کہ رسد می کند ملول مرا	راضی
دریں دریا نظر کن مفلس و منعم یکے بینی	گہر ہم قطرہ آسا دیدہ دارد پر آب اینجا	لا اعلم
کافر نعمت کند رزقِ حلال خود حرام	طفل از پستاں گزیدن میکند خوں شیر را	صائب
بہ ترکِ عشرتِ امروز چوں کنم کہ کسے	ضماں نمی شود از من حیات فردا را	جامی
ایامِ تنگدستی در عیش کوش و مستی۔	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	حافظ
ژالہ ام ہرگز ندارم تابِ احسانِ کسے	آب گردم گر کسے از خاک بردارد مرا	صائب
نعمتے چوں سیر چشمی نیست بر خوانِ وجود	بے نیاز از بحر دارد آب ابرِ گوہر مرا	لا اعلم
قبولِ ناقصاں را شاہدے ہمچو ہرے باشد	کہ جز طفلاں خریدارے نہ بینی تیغ چوبیں را	کلیم

زبان سے نہ آواز بلند این حرف می گوید	کہ می سازد بیکدم چوب را صاحب نفس گویا	غنی
اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے	لیکن اک آشنا نہیں ملتا	مصحفی
ز بید روان علاج درد خود جستن بدان ماند	کہ خار از پا برون آرد کسے از نیش عقربہا	صائب
نیفتد کارسازان را بکس در کار خود حاجت	بخاریدن بناشد احتیاجے پشت ناخن را	غنی
خانۂ ما زیر بار منت مخلوق نیست	نیست نقشے پیش ما خوشتر ز نقش بوریا	″
سہال دولت دنیا مذلت بار می آرد	بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را	مخفی
از صحبت خسیس حذر کن کہ مے شود	یک برگ کاہ مانع پرواز دیدہ را	صائب
اختلاط ناموافق سد راہ سالک ست	قفل از پرواز مانع می شود کا فور را	اعجاز
آب چون در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد مثمر آزارہا	علی
سخن بہر دم فہمیدہ عرض کن صائب	بشورہ زار مکن صرف آب حیوان را	صائب
از کدو بوئے شراب آید بدشواری برون	از سر بےمغز نتوان برد خست جاہ را	″
وز رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست	زاد راہے برنمیداری ازین منزل چرا	″
پیش عارف حق شناسی در لباس دیگر ست	پیر ما منہائے زاہد خرقہ پشمینہ را	وحشی
گر بپوشی بہر مکر این جامہ را	عاری ست این تا فریبی عامہ را	مثنوی
گوشہ گیران از عبادت صید روزی میکنند	دام را خالی نمی آرند این صیادہا	علی
بعصیان مگذران زنہار ایام جوانی را	مکن صرف زمین شور آب زندگانی را	صائب
نہ کار ہے عاقبت بردم بسرنے کار دنیا را	برنگ شام ماندم در میان امروز و فردا را	علی
عرق شرم گنہ داشتہ ام چند سبو	چون بمیرم بہمین آب بشوئید مرا	احسان اللہ
سبحہ بر کف، توبہ بر لب، دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما	قدسی
ما را در آفتاب قیامت غنی چہ باک	دوزخ پرست از عرق انفعال ما	غنی
در سخن مخفی شدم مانند بو در برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا	مخفی
الٰہی بیامرز این ہر سہ را	مولف، معلم و خوانندہ را	لا اعلم
صاحب سخن نہ جنبد از بہر قوت ہرجا	دائم بخانہ خود روزی رسد زبان را	غنی

نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	نشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	علی
زود ندان ترا دادہ اند آسیائے	کہ سازی ملائم تو گفتار خود را	صائب
من آں مرغم کہ افگندم بصد دام بلا خود را	بیک پرواز بے ہنگام کردم مبتلا خود را	وحشی
پا منہ بیروں ز حد خویش تا بینا شوی	نیست حاجت با عصا در خانۂ خود کور را	صائب
کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اُن کا	دو دغا بازوں کے پھندے میں ہے جوبن اُنکا	لا اعلم
سینہ ہا را خامشی گنجینۂ گوہر کند	یاد دارم از صدف این نکتۂ سربستہ را	صائب
طبع خاموشاں مکدر مے شود از گفتگو	می شود یاد نفس بر دل غبار آئینہ را	علی
ہمچو سوزن دائم از پوشش گریزانیم ما	جامہ بہر خلق می دوزیم و عریانیم ما	غنی
عیب مردم فاش کردن بدترین عیب ہاست	عیب گو اول کند بے پردہ عیب خویش را	صائب
گوہرے چوں خود شناسی نیست در بحر وجود	ما بگرد خویش مے گردیم چوں گرداب ہا	علی
ممنوں شوم ز ہر کہ بمن کج کند نگاہ	تیر کج ست آیہ رحمت نشانہ را	صائب
در جہاں آسائشے گر ہست در درویشی ست	خانہ از کوتاہی دیوار باشد خوش ہوا	لا اعلم
در فقر ہیچکس نبود آشنائے ما	نشستہ غیر گرد کسے در سرائے ما	غنی
کجا فقیر بدل جا دہد تونگر را	زمین فرو نبرد ہیچ قطرہ گوہر را	سعدی
نبود ز نقش باطل اندیشہ پاک بیں را	آئینہ راست خواند عکس خط نگیں را	شوکت
روشنی از خویشتن میباشد دل پر نور را	شعلہ شمع از رگ سنگ ست کوہ طور را	لا اعلم
سواد کعبہ کے منظور ارباب نظر باشد	بینگ سرمہ حاجت نیست ہرگز چشم روشن را	غنی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را	روح
کاہش تن لازم صاحبدلاں افتادہ است	روغن از مغز ست دائم شعلۂ ادراک را	صائب
نباشد نیک باطن در پے آرایش ظاہر	بنقاشی احتیاجے نیست دیوار گلستاں را	″
می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع	دزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را	″
بشوے دست ز اصلاح تن بجاں پرواز	کہ دل سفید نگردد ز جامہ شوئی ہا	″
مکن دشوار از تن پروری آزادئی جاں را	چہ حکم می کنی چوں ابلہاں دیوار زنداں را	حزیں

خودآرا اینچنان بر جامهٔ ابریشمی نازد — که پندار می زیر دارد مقامات حریری را — صائب

بخود سازی بدل کن ای سیه‌دل خانه سازی را — که جز گرد کدورت نیست حاصل خاکبازی را — ״

نسازد حق‌شناسان را مقید زیور دنیا — ز انگشت شهادت دست کوتاه است خاتم را — اثر

چو نبود حسن باطن زینت ظاهر چه کار آید — چرا تصویر یوسف می‌کشی دیوار زندان را — شوکت

نجات از قید محنت نیست ارباب تلون را — سبب بی خار هرگز کس نه بیند پای گلبن را — غنی

بغیر از زیان نیست در خودفروشی — اگر سود خواهی به بند این دکان را — صائب

دل عارف غبارآلودهٔ کثرت نمی‌گردد — نبیند از خلل در وحدت آئینه صورتها — کلیم

تا خود نشود فانی صوفی نشود صافی — اثبات بخود کردم از نفی خود الا را — حزین

با صاف دل کسی را یارای همسری نیست — بر خاک می‌نشاند آئینه آسمان را — جامی

فارغ بود از آفت گیتی دل روشن — از برق زیانی نرسد خرمن مه را — غنی

یک ترشروئی برای دفع صد مهمان بس است — چین ابرو چوب دربان است صاحب خانه را — صائب

غنی از دولت دنیا نگردد عیب کس زائل — که زر نتواند از روی محک بردن سیاهی را — غنی

گر دل خود زنده خواهی خاکساری پیشه کن — به ز خاکستر لباسی نیست آتش پاره را — صائب

افتادگی برآورد از خاک دانه را — گردنکشی بخاک نشاند نشانه را — ״

عبادتی بجهان به ز خاکساری نیست — به از وضوی عزیزان بود تیمم ما — غنی

بود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی — که نقش راست بنماید نگین واژگون پیدا — نادم

بود افتادگی سرمایهٔ گنج غنا دائم — نباشد احتیاجی با صبا گلهای قالی را — اعظم

خواهی عزیز دهر شوی خاکسار باش — در دیده‌ها ز سرمه شدن جاست سنگ را — اثر

آب را استادگی آئینهٔ روشن کند — صاف می‌سازد تحمل طبع برهم خورده را — نظامی

میتوان کردن به نرمی رام از خود رسته را — پنبه سد راه می‌گردد شرار جسته را — علی

میتواند کرد صائب روی عالم را بخود — هر که چون آئینه سازد پاک لوح سینه را — صائب

ز تند باد حوادث ز پا نمی‌افتد — که دستگیری افتادگی عصاست مرا — ظهیر

بلندی یابد انسان از تواضع برگزیدنها — بچشم مردمان جا کرده ابرو از خمیدنها — ״

میکند افتادگی آزاد از بند خطر	شیر با این رعب کے سازد ہراسان سایہ را	ظہیر
دُر شود قطرہ چو افتاد ز ابر نیسان	رہنما سوے ترقی ست تنزل ما را	لا اعلم
ہر کہ چون خورشید بنا بد کمال خویش را۔	در جہان ہر روز می بیند زوال خویش را	قابل
ہر کہ سازد سرکشی ہمچون حباب شوخ چشم۔	زود بیند از ہوائے خویش مدفن زیر پا	مختار
ز تعظیم و تواضعہاے خصم ایمن مشو صائب	کمر خم کردن صیاد آفتہاست مرغان را	صائب
نبود گل تواضع دشمن بجز گزند	پابوس تیشہ افگند از پا نہال را	غنی
پا مکش از بزم ہمجنسان اگر خواہی غنا	بگسلد چون تار از تنبور گردد بے نوا	کاشی
معنی یک بیت بودم در طریق اتحاد	چون دو مصرع گرچہ در ظاہر جدا بودیم ما۔	صائب
دل مکن از دوست گر خواہی بپیوست باز	کس بگلبن باز کے بندد گل پژمردہ را	کلیم
ہیچگہ در رنج و راحت نیست از صاحب جدا	حق صحبت کردہ بس پابند احسان سایہ را	لا اعلم
ماہ نو بر ہمہ روشن کند این مضمون را۔	کہ زوال ست ز پے دولت روز افزون را	اختر
ہر کمالی را کہ دیدم روئے دارد در زوال۔	آرزو از این سبب در سینہ باطل شد مرا	ظہیر
نسب صورت نہ بخشد گر نداری جوہر ذاتی	کہ باشد بیشتر با آب نسبت تیغ چوبین را	مخلص
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر	چون رشتہ ہاے شمع بہم زندہ ایم ما	حافظ
دو دل یک شود بشکند کوہ را۔	پراگندگی آرد انبوہ را۔	نظامی
ناتوانی تا توانے را بچشم کم مبین۔	یا رئی یک رشتہ جمعیت دہد گلدستہ را	طالب
حرمت روشندلان از زشت رویان کم بود۔	منفعت نستاند کسے در زنگبار آئینہ را	حافظ
بسکہ می ترسم از جدائیہا۔	توبہ کردم ز آشنائیہا	لا اعلم
در راہ وفا تجربہ کردیم بسے را	ہر چند دویدیم و ندیدیم کسے را	ظہیر
وحشت ما کم نگردد ز اجتماع دوستان۔	چون الف با ہر کہ پیوندیم تنہائیم ما	صائب
کے سبکروحان بساز و برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروائے سامان سایہ را	رائق
گریہ می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا	بیضی را منفعت بردند از میان دیوانہ ہا	لا اعلم
مرد کامل در وطن ہرگز نمی گیرد قرار	میوہ چون پختہ شد از شاخ میگردد جدا	صائب

رفت عمرم در پی بر بساط روزگار / گرچه همچون مهرۂ شطرنج دارم خانه‌ها — غنی

گر نه چشم بد در ساحل غربت نمی‌باشد / ز دام آزاد می‌سازند دور از آب ماهی را — علی

کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن تفهیم شد / که اسباب کشایش در گره دارند مشکلها — عاقل

عروج ماه نو از باعث افزودنی نور است / ترقی می‌نماید از کمال البته منصبها — لا اعلم

یکبار آبروی زر و سیم ریخت ریخت / در برگ گل دو باره که آرد گلاب را — بیخود

تا رزق خود رسد به هاتت چو آسیا / دائم خموش دار زبان سوال را — غنی

آنرا که نیست وسعت مشرب درین سرا / در زندگی به تنگی قبر است مبتلا — صائب

گوشمال آخر شود دست نوازش سازها / سرکش گر گوشمالی میدهد دوران ترا — صائب

چو شد زهر عادت مضرت نبخشد / به برگ آشنا کن هست در تنج جانها — ”

ندارد ره بگردون روح تا باشد نفس در تن / رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را — غنی

اگر نعلین جسم تیره را از پا برون آری / بچشم روشنان عالم بالا منی پا را — حزین

اندیشۂ مآل نباید ز ما درست / در دوست و دیگر است چو سود و زیان ما — لا اعلم

گلزار از قلم وقت بپا برد دل / سر رشتی خویش ساز خدا سر نوشت را — غنی

بی‌تمیز گر دیرا تهمت حق خون خسرو / نیست ممکن باز گردیدن به پستان شیر را — صائب

عقل دامنگیر بار ارادہ روزی بسته است / ورنه هر انگشت پستانیست طفل شیر را — لا اعلم

بی زبان حسرت طلب هرگز نمی‌آریم ما / میهمان بی‌طلب را دوست میداریم ما — صائب

پرده دار و حاجب و دربان نمی‌باشد مرا / خانه چون آئینه بی‌مهمان نمی‌باشد مرا — ”

تکلف کم کن ور ساده بنه کاید داری / چو خواهی کز از خود کنی مهمان را — ”

میزبان نیست که زجان سیر کند مهمان را / چه ضرور است که آراسته سازد خوان را — ”

بر میوۂ رسیده زدن سنگ ابلهی است / زحمت مده از سوال مرتب ان کریم را — علی

با بخیلان است دائم دهر ناپاک آشنا / قطره دریا شود با اهل ادراک آشنا — حزین

شرکت روزی حسیبان الفقر یاد آورد / به ستمگران پارۂ سنگ دشمن بود درویش را — صائب

حکمت محض است گر لطف جهان آفرین / خاص کند بنده مصلحت عام را — لا اعلم

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	غالب
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری نوجوانی کا	لا اعلم
سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا	سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا	رند
طے کر گئے یاران عدم رفتہ تو منزل	سوتے ہی رہے ہم نہ کسی نے بھی جگایا	نصیر
غرض کس کو کرے ماتم ہمارا	مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا	لا اعلم
قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا	ذوق
نکل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا	یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا	لا اعلم
لڑکپن سے یہ تھی سرگشتگی اپنے نصیبوں میں	ہنڈولے میں تماشا دیکھتے تھے چرخ گردوں کا	"
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را بنگریم و حال را	مثنوی
موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں	ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا	ذوق
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
نگیں دل کو بغل میں لگا رکھ اے معروف	کبھی تو کوئی بھلا اس ستم کو پوچھیگا	معروف
ولے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند	اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدرداں پیدا ہوا	لا اعلم
ہیچ عزت نبود مردم ہرجائی را	ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را	"
ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا	دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا	پیکر
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جس چیز کے ناسخ کوئی قابل نظر آیا	ناسخ
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا	غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	"
کوئی بنتا کوئی بگڑا ابھی رہا ہر روز نہ	جہاں میں جب سے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا	لا اعلم
سب لباس ظاہری ہیں چھپتے ہیں اہل ضمیر	پردۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا	ذوق
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جس کے عوض یوں رلانے لگا	حسن
عیب است بزرگ برکشیدن خود را	وز جملہ خلق برگزیدن خود را	لا اعلم
شکر حق و احسان خلق از بہر نعمت ترا	تا ہیچ کس از حق نعمت سازد این منت ترا	"
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	سعدی

ایک روز جہاں سے جان کھونا ہوگا	گھر چھوڑ کے زیر خاک سونا ہوگا	انیس
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا	گردش کا کس کا نہ یاں زمانہ دیکھا	״
برسوں رہا جنکے سر پہ چتر زریں	تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا	״
کیوں آج ولا خیال فردا نہ کیا	بھولا جو برے وقت کو اچھا نہ کیا	״
تیرے قربان کے تو لایق ہوں۔	اور کاموں سے گو گذر گیا	افسوس
عرصۂ عمر بہت کم ہے دلا گل کیطرح	چمن دہر میں دن کاٹ تو ہنسکر اپنا	״
دنیا میں نہ چین ایک ساعت دیکھا	برسوں نہ کبھی روز فراغت دیکھا	انیس
راحت کا مکاں، امن کا گھر، خانۂ عیش	دیکھا تو جہاں میں کنج عزلت دیکھا	״
مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری	صد فلاطوں کو یہاں ہاتھ ہی ملتے دیکھا	لا اعلم
چو از شمع خالی کنی خانہ را	نہ بینی دگر نقش پروانہ را	״
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔	حافظ
بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت بہایم۔	کہ روزی میکند از ہم جدا یاران ہمدم را	مسرت
عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار	جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشہ کا	لا اعلم
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را	״
بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا	حافظ
ہر کرا باشد محبت با خدا	کے بداند و اصلاحش را جدا	لا اعلم
صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	حافظ
دولت دنیا ندارد اعتبارے پیش ما	سر بہ شاہی بر نیارد ہمت درویش ما	لا اعلم
غم عالم فراواں ست و من یک غنچہ دل دارم	چساں در شیشۂ ساعت کنم خاک بیاباں را	״
دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحبدلی	باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را	״
فلک از رشک نگذارد بحال خود دو ہمدم را	بسنگ از یکدگر سازد جدا بادام توام را	״
غم روزی مخور برہم مزن اوراق دفتر را	کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را	״
قدر مردم کے فزاید تا بود اندر وطن	در صدف قیمت نباشد گوہر ارزندہ را	״

نہیں اک لحظہ خالی تجھ سے بیرون و درون میرا	کہ دل میں یاد ہے تیری زباں پر نام ہے تیرا	لا اعلم
لے آمدنت باعث آبادی ما۔	ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما	״
آسایش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست	با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا	حافظ
خدا جب دوست ہے اے دل تو کیا دشمن سے اندیشہ	ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا	لا اعلم
چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید۔	مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را	״
رزق ہر چند بیگماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	״
اما نبود وصف اضافی ہنر ذات	ایں فتوی ہست بود ارباب ہمم را	״
نہ ہوی کبھی مجھ سے خطا نہ ہوا کرو مجھ پر خفا	نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا	طالب
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا	طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا	ناسخ
غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے ناداں	دگرگوں حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانیکا	سرور
رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا	مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا	سودا
معلوم ہمکو دل کے سلوکوں سے یہ ہوا	ناداں ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا	سوز
الٰہی بخت تو بیدار بادا۔	ترا دولت ہمیشہ یار بادا!	لا اعلم
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	غالب
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	آتش
یہ کہاں تھی میری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔	غالب
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا	لا اعلم
انتظاری نے تیری خوب دکھایا پھیرا۔	صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا	ظفر
جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا۔	چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا بھی چلن بگڑا	״
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
ہوے ہیں ایسے بھی کچھ صنعت آفریں پیدا	جنھوں نے نعل سے کی جوئے انگبیں پیدا	لا اعلم
قسمت نے ساتھ چھوڑا الٹا ہوا مقدر۔	آخر کو پیش آیا لکھا ہوا جبیں کا	״
ہنگامہ گرم ہستی ناپیدار کا۔	چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا	״

جو چشم کہ بے نم ہے وہ ہو کور تو بہتر ہا	جو دل کہ ہے بے داغ وہ جل جائے تو اچھا	لا اعلم
نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونوں رو دیتے	تمہیں کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا	״
دوگونہ رنج و عذابست جان مجنون را	بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلا	״
واہ رے شان کریمی ترے صدقے قرباں	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا	آصف
مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا	غالب
لبالب است ز خون جگر پیالۂ ما	دم نخست چنیں شد مگر حوالۂ ما	لا اعلم
گفتا کیستی گفتم دعا گوئے شما	عزم کجا داری بگو گفتم سر کوئے شما	حافظ
بکعبہ رفتم و شوق زیارت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا	آصفی
ہر کہ منظور شد سلیماں را	چوں نداند زبان مرغاں را	لا اعلم
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا	جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا	״
اک آن میں عدم ہے برنگ شمیم گل	کیا اعتبار ہستی بے اعتبار کا	״
میں نے آکے جہاں میں کیا دیکھا	جان کو آفت میں مبتلا دیکھا	״
قیامت ہو گی جب خورشید نیزے پر کھڑا ہو گا	زمیں تانبے کی ہو گی آسماں فولاد کا ہو گا	״
ایک عالم کو آزما دیکھا	اپنے مطلب کا آشنا دیکھا	״
چڑھی جو شیخ کو افیوں تو دانہ تسبیح	سمجھ الائچی دانے تمام ٹونگ گیا	״
کب اصل بندے کی جو روٹی دے گا	رازق ہے کوئی اور ہی دینے والا	״
نااتفاقی شیوہ ہے دور خراب کا	خنداں ہے برق دیکھکے رونا سحاب کا	״
آدمی کا ہے آدمی شیطاں	یہ مثل سچ ہے آزما دیکھا	״
بر تو احتیاج ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را	غنی
بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک	ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا	غالب
جس سے ہووے ایک دقیقہ بھی فرقت	واسطے اس کے بھی ہے دوزخ لکھا	لا اعلم
اس نے کس کے ساتھ کی اب تک وفا	لے گئے اسکندر و جمشید کیا بھلا	״
چہ شد اے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز	خراب می کند ایوان کسری را	״

چو نیت نیک باشد بادشا را	گہر خیزد بجاے گل گیا را	لا اعلم
از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید دست صنادید عجم را	عرفی
زور بازوے جواں ہے آسرا ہر پیر کا	دیکھ لو دست کماں میں بھی عصا ہے تیر کا	وزیر
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا	آدمی بلبلہ ہے پانی کا	میر
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ	ہاے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا	غالب
اے خوش آندم کہ رسد دست امید	بگریبان وصال تو مرا	لا اعلم
در ریاض آفرینش لالہ ساں روئیدہ ایم	پاے در گل داغ بر دل شعلہ بر داماں ما	"
ہر لبش قفل ست و در دل رازہا	لب خموش و دل پر از آوازہا	"
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را	مقبول نشاید از و بانگ و صدا را	"
یک جا قمر از ہمت عالی نمی کند	گردش ضرورست سپہر بلند را	"
خلق جہاں پرستش گوسالہ می کنند	مجنون ما چرا نہ پرستد غزالہ را	"
شریعت بادہ کجا عاشق شراب کجا	جنون عشق کجا نشہ شراب کجا	"
ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما	حافظ
ہوشمندی کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	لا اعلم
گرچہ ملا نشود دیو بہ بستہ و لیکن	عشق دیوے ست کہ دیوانہ کند ملا را	"
سر از فرمان حکمت گر بہ پیچم من دریں گلشن	برآرند از قفایم ہمچو نافرمان زبانم را	"
عزم دیدار تو دارد جاں بر لب آمدہ	باز گردد یا برآید چیست فرمان شما	حافظ
پادشاہ چہ نسبتے گدا را	بگذار مرا بمن خدا را	لا اعلم
کفر کافر را و دیں آگاہ را	ذرہ حسرت دل ایں ما را	"
اے خامہ حرف زن کہ کسے از کلام ما	شاید باہل راز رساند سلام ما	"
بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی احسن الی من اسا	سعدی
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	"
لنگے زیر و لنگے بالا	نے غم دزد و نے غم کالا	"

من از آن حسن روزافزوں کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را	حافظؒ
دوست دشمن پھر گیا اپنا بگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا	یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا	نظیر
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مرترا	
نہیں آساں تماشا دیکھنا کچھ ملک امکاں کا	کہ یہ ہو کا مکاں ہے جس میں عالم ہے تماشا کا	لا اعلم
ز دور چرخ گرداں ہرچہ دیدستم دریں عالم	مپرس از من کہ شرحش لال میسازد زبانم را	″
کبھی گلشن میں رہتے تھے قفس میں اب گذرتی ہے	خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا	″
جتنک کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا	جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا	″
مسافرے نرسید از عدم کز و پرسم	کہ پیر چرخ کجا برد نوجواں مرا	″
باغباں آیا گلستاں میں کہ صیاد آیا	جو کوئی آیا مری جان کا جلاد آیا	″
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی	سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا	″
ہوئی ہے غرق کیا کیا کشتئ مقصد لب ساحل	ہوئے ہیں خشک بار آور نہال آرزو کیا کیا	لا اعلم
طبع دول از رہ تقلید بہ نیکاں نرسد	پا اگر خواب کند چشم نخواہد او را	عالی
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا	ذوق
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	لا اعلم
آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا	مومن
ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را	ثریا دہ طارم تاک را	لا اعلم
دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا	″
زر سے گل کاغذ گل تر ہو نہیں جاتا	قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا	″
حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا	نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا	آتش
تعلق روح سے مجھ کو جسد کا ناگوارا ہے	زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا	″
گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش	بلبل کا یہ نالہ ہے یہ افسانہ ہے اس کا۔	″

نہ ہو جس کام کا انساں میں بوتا۔
جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو کنارے ہیں
زمانے نے اونچے سے جس کو گرایا
سنگین دل ست ہر کہ لقا ہر ملائم ست
رسد بر اہل ایماں بیشتر آفات از دنیا
واقف نہیں ہے کوئی نوا ہائے راز کا۔
ہوئی ہے تقدیر سے رسائی ضرور ہے قسمت آزمائی
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
مقسوم اہل علم عذا بیست زیر چرخ
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں دیکھا
مکے گیا مدینہ گیا کربلا گیا۔
پودا ستم کا جن نے اس باغ میں لگایا۔
عشق ہو انساں کا یا انس ہو حیواں کا ہو
یار ہے بیقدر جب ہو آشنا دس بیس کا
اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا۔
دوست جو اپنا تھا دشمن ہو گیا
کیا کیا بہاریں آئیں کیا کیا درخت پھولے
جو ملا اُس نے بیوفائی کی۔
مجھے آتا ہے رحم اس طائر بے پر کی حسرت پر
جیتے تو غم گردش افلاک نے کھایا
چشم وا کرتے ہی نرگس کی طرح کھلائے
نہ کوئی یار ہے غمخوار نے مونس نہ ہمدم ہے
نہ آیا چرخ دوں کو کچھ اگر آیا تو یہ آیا۔

شعر	شاعر
مناسب ہے اُسے چھوڑے اچھوتا۔	لااعلم
ازل نام اس کنارے کا ابد نام اس کنارے کا	״
وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہیگا	״
پنہاں دروں سینہ بسے نگر چند دانہ را	غنی
گو ندے نیست از دندان جز انگشت شہادت را	لااعلم
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	غالب
کرینگے اس در پہ جبہ سائی نشان جبتک رہےگا جبیں کا	امیر
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
رسمیست در شکنجہ کشیدن کتاب را	لااعلم
وہ جلوہ جو اس مٹی کے کاشانے میں دیکھا	میر تقی
جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آگیا	
اپنے کئے کا اُن نے ثمرہ شتاب دیکھا	״
لاگ جس کی جس سے ہو دشمن ہو اُسکی جان کا	״
مثل ماہ عید کے پورا جو ہوتے تیس کا	سودا
تو آب و دانہ کو نیک گھر نہ ہویدا	״
راہبر قسمت سے رہزن ہو گیا	مصحفی
نخل اُمید ہم نے پر بار ور نہ دیکھا	
کچھ عجیب رنگ ہے زمانہ کا	״
کہ اُڑ سکتا نہیں اور ہے قریب آشیاں بیٹھا	״
اور مرکے چھٹا اس سے تو بس خاک ہی کھایا	جرأت
چمن دہر کا کچھ ہم نے نظارا نہ کیا	״
سناویں کس کو ہم درد و غم و رنج و الم اپنا	״
گھٹا تا وصل کی شب کا بڑھاتا روز ہجراں کا	״

زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل — محتاج موئے چینی نہ دیکھا خضاب کا — آتش

لاتی ہے واں قضا و قدر مرغ روح کو — پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا — 〃

دنیا میں نیک سے ہے فزوں بد کا امتیاز — کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا — 〃

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے — دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا — 〃

پچھوڑیگا کسی کو آسماں بے گور میں بھیجے — سمجھ زیر زمیں اسکو جو بالائے زمیں آیا — 〃

ہو لے دہر گر انصاف پہ آئے تو سن لینا — گل و بلبل چمن میں ہونگے باہر باغباں ہو گا — 〃

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے — میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا — 〃

ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہے تو — دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا — 〃

ہزار نخل خزاں دیدہ پہ بہار آئی — نہ اپنا شیب سے پھر عالم شباب آیا — ظفر

پاک دنیا سے رہے اہل صفا دنیا میں — اے ظفر آب میں کب گوہر غلطاں بھیگا — 〃

لقمت دنیا ہے دنیا میں عجب دام فریب — آیا جو یہاں اس مہالسرا میں پھنس گیا — 〃

مسافر خانۂ دنیا میں جو آیا ہو اراہی — یہ منزل آمد و شد کی ہے اسمیں جو وطن سمجھا — 〃

زینت ظاہری جن کو ہے وہ ہیں خالی ہاتھ — کوئی بتلا دے کہ ہے پنجۂ مرجاں میں کیا — 〃

دو ہو جاتی حسد سے ہے محبت دیکھو — حال یوسف کا ہوا صحبت اخواں میں کیا — 〃

ہوتا ہے چودھویں کو ہمیشہ خسوف ماہ — جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا — 〃

جو گھوڑے پر ہوا اسکے تھا غرور شہسواری میں — زمیں پر اس کو اس گردوں دوں نے ٹپکا ڈالا — 〃

بغیر از خدا ظفر یہاں کوئی نہیں ٹھکانا — منعم کا اور گدا کا چھوٹے کا اور بڑے کا — 〃

یہ ساری آمد و شد ہے نفس کی آمد و شد پر — اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر آنا نہ پھر جانا — 〃

یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی میں نہ تھا — محفل گلزار میں غنچوں کو جا تھی میں نہ تھا — 〃

رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار — اوس کے کوٹھے کیلئے چاہئے زینہ اونچا — 〃

اے ظفر دنیا یہ مزرع مختلف ہے — جو تخم کوئی بوئے تم اور نہ بو جانا — 〃

فرصت یہ ایک دم کی حباب اتنی سمجھا — تو اعتبار سمجھے ہے کیا اس نمود کا — 〃

نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا — جسے یاں دوست سمجھا تھا اسکو دشمن جاں پایا

نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں وفاداری	محبت اٹھ گئی ساری عجب یہ دور آیا ہے	ظفر
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا	"
رتبہ ملا اسے جو وطن سے نکل گیا	وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا	آباد
قایم یہاں خزاں ہے نہ موسم بہار کا	بدرنگ رنگ ہے چمن روزگار کا	"
اب زمیں پر نام کو باقی نہیں انکا نشاں	جن کی نوبت کا برنگ آسماں نقارہ تھا	"
ایک بنتا ہے بگڑ جاتا ہے فوراً دوسرا	دیکھ او ناداں تماشا گردش ایام کا	"
دل مرے سینے میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا	جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکے غم پیدا ہوا	"
کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیاں اپنا	پڑھے گر صد ہزار افسوں نہ ہوگا باغباں اپنا	لا اعلم
اٹھا کر لے چلی بلبل چمن سے آشیاں اپنا	کہا گل سے کہ لے اے بیوفا ہم سے مکاں اپنا	"
مرا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر	کہ گل کے آسرے پہ یوں لٹایا خانماں اپنا	"
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغباں اپنا	چمن میں کس بھروسے پہ بنایا آشیاں اپنا	"
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سے زندگی کرتے	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا	"
فرشتوں کو کیا مات آدمی نے	قیامت کا یہ مشت خاک نکلا	صبا
چاروں کے لئے کیا کیا نہ ہوا دنیا میں	خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا	"
اے منعمو سامان سواری یہ نہ بھولو	اڑ جائے گا اک روز ہوادار تمہارا	"
خوشی وہ کونسی دی جس کے بعد غم نہ دیا	ہمیشہ سر یہ فلک بر سر عتاب رہا	"
بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	"
خلاف بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا	کہ پہنچنے ملک الموت آشیانہ ہوا	"
یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سے اے منعم	زمیں کے تحت میں قاروں کا خزانہ ہوا	"
آئی بہار اور نہ چھوٹا میں اے جنوں	کیا اثر پا کے خانۂ زنداں میں رہ گیا	"
عاقبت تنہا گئے ملک عدم مشکل ہوا	کوئی بھی مونس نہ یار و ہمرہ منزل ہوا	"
ہم یاں پہونچے کبھی کے منزل مقصود کو	دو قدم چلتے ہی ہیں ہیہات تھک کر رہ گیا	"
کیا کوئی سر بلند کرے دعوی ثمر درخت	سایہ ہے جب پائمال سدا کوہسار کا	"

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا ۔ بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا — عاشق

چمن سے دہر کے مجھ ناتواں کی رخصت ہے ۔ کبھو گلوں سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا — ″

ملا یا خاک میں گردوں نے کس کس نام آور کو ۔ نشاں ملتا نہیں ہے قبرِ جمشید و فریدوں کا — صبا

بحرِ عالم میں ہے آفت لازمِ اہلِ کمال ۔ ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہو گیا — اسیر

مردہ کچھ سنتا نہیں چلا کے روتے ہیں عزیز ۔ دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا — ″

موذیوں کی پرورش ہے باعثِ آزارِ خلق۔ ۔ خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا — ″

خاکساری سے نہیں بہتر جہاں میں منعمی ۔ مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا — ″

پاک طینت دب چلیں ذی نخوتوں سے ذکر کیا ۔ نور کا ہوتا نہیں زنہار مسکن زیرِ پا — عشقی

چشمِ عبرت کیوں نہ خوں روئے کہ ہنگامِ خرام ۔ ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدفن زیرِ پا — ″

ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا ۔ ستم سے پیرِ فلک کے مٹے جواں کیا کیا — عاشق

فلک کب چھین سکتا ہے بضاعت خاکساروں کی ۔ زمیں کے تحت میں ہے تا قیامت گنج قاروں کا — امانت

رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے ۔ بشر کو دیدۂ تر چرخ کو سحاب دیا — ″

عبث ہے پرورش سنگدل زمانے میں ۔ عقیق کے شجر میں کسی نے آب دیا — ″

دشمن بھی گر مرے تو خوشی کا نہیں مقام ۔ کوئی جہاں سے آج گیا کوئی کل گیا — ″

روشن دلوں کو یادِ حوادث سے کیا گزند ۔ صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا — ″

کیا جانئے گلزار پہ کیا لائے گی آفت ۔ روتا ترا اے بلبلِ شیدا نہیں چھپتا — ″

نہ وہ آیا نہ مجھ کو بلوایا۔ ۔ اور نہ خط کا مرے جواب آیا

وہ سدا شاد رہا جس سے خدا شاد رہا۔ ۔ وہ رہا یاد یہاں جس کو خدا یاد رہا — حلم

دانا کو تو اک حرفِ نصیحت ہے کفایت ۔ نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالا — زار

باغِ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع ۔ طوقِ طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا — اسیر

ترکِ عزت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر ۔ آبرو سے مد ہوا زائل تو ابرو ہو گیا — ″

کس طرح وضع بغیر محل ہو پسند خلق ۔ دامن لپیٹ کے ہاتھ میں کب آستیں ہوا — ″

سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا ۔ اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا — آتش

محبت جیتے جی کی ہے وگرنہ بعد مرنے کے	نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکھ پھرتا	ظفر
کوئی آرام سے کیونکر زمیں پر بیٹھنے پائے	رہے ہے جب درپئے گردش فلک آٹھوں پہر پھرتا	”
اس کو انساں مت سمجھو سرکشی جس میں ہو ظفر	خاکساری کے لیے ہے خاک سے انساں بنا	”
ہوشمندی کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	”
عیب را ہم گر بکاوی نیست خالی از ہنر	باز می دارد تکبر از رہ یا مغرور را	مخلص
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست	میل بے رہبر بدریا می رساند خویش را	صائب
نہ ہر آہے قبول افتد نہ ہر اشکے اثر دارد	یکے گوہر شود از صد ہزاراں قطرۂ نیساں را	”
از بوالہوس محبت بے قسمتی طمع مدار	نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را	لا اعلم
عناں بدست فرومایگاں مدہ زنہار	کہ در مصالح خود خرج می کنند ترا	”
ہیچ عضوے بے بصیرت نیست در ملک وجود	ورنہ چوں پہلو شناسد بستر بیگانہ را	”
چو مو سفید شود دست از خضاب بشوے	نہاں مکن بشب تیرہ صبح انور را	”
چشم کرم مدار ز ابنائے روزگار	دشوار می دہند جواب سلام را	”
کاسۂ خود پر مکن زنہار از خوان کسے	داغ از احسان خورشید است بر دل ماہ را	”
خشم ست خوردن من و غیبت پوششم	اینست از زمانہ لباس و غذا مرا	”
غریب کوئے تو ام باد وطن چہ کار مرا	سپردہ ام بتو خود را بمن چہ کار مرا	”
آنکہ ہوا پرست بہ مقصد نمی رسد	نتواں زدن بہ تیر ہوائی نشانہ را	صائب
دشمن خونخوار را کوتہ ز احساں ساز دست	ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را	”
از علائق فارغ اند آزاد مرداں ہیچ سرو	خار نتواند گرفتن دامن پیچیدہ را	”
ہنر شرط است لے عالی نسب ہر گراں قدری	کہ قیمت یک درم گل بود دینار عطرش را	رائق
از حباب آموز ہمت را کہ با صد احتیاج	خالی از دریا برون آرد سبوئے خویش را	خالص
اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را	ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را	عرفی
نوجوانی تماشاگہی بود چشم ما	بے سبب نیست تماشا چشم ما	عارف
آشنا ور را بہ طوفاں بلا تسلیم می باید	ہجوم موج دریا خستہ سازد سینہ ور را	حزیں

تا بکے از بزم وصلت دور میداری مرا	تا بکے آواره و مهجور میداری مرا	لا اعلم
شد آرزوئے تو از حد امیدوار ابزا	چو اشتیاق مه عید روزه دار ابزا	"
چه به خاطر رسید یار مرا	که به هجران سپرد کار مرا	"
احوال خویش عرض نمودن چه حاجت است	چون روشن است پیش تو مافی الضمیر ما	"
زن خوب و فرمان بر پارسا	کند مرد درویش را پادشا	سعدی
حسود ان را سکوت ما دهان یاوه گو بندد	ز خاموشی تو ان زد بخیه این زخم نمایان را	حزین
کدورت بیشتر آرد اگر جوهر بیشتر دارد	نمی باشد غبار زنگ هرگز تیغ چوبین را	حکیم
در صفائی سینه خود سعی کن تا ممکن است	صاف اگر با خویش خواهی سینهٔ احباب را	صائب
اختلاط نا موافق سد راه سالک است	فلفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
تهی دستان قسمت را چه سود از رهبر کامل	که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را	صائب
صحبت ناجنس کامل را ز رہ بیند مانع	تلخی فلفل کجا ناخوش بود کافور را	سوید
عجب نبود اگر فرزند بهتر از پدر گردد	که عطر صندل افزون تر ز صندل میشود بو را	فائق
خود شمار گنه را که گنا هیست بزرگ	گندمی کرد ز فردوس برون آدم را	صائب
صائب گهر به سنگ زدن بی بصیرتیست	ضایع مکن بمردم بیهوده پند را	"
گر حق طلب کنی سگ اصحاب کهف باش	بگذار همنشی اصحاب فیل را	قتیل
تا نسوزد آرزو در دل نگردد سینه صاف	زنگ از آئینه میگردد ز خاکستر جدا	صائب
ندارد با تعلق سود دست افشاندن از دنیا	که آزادی گرفتار است مرغ رشته بر پا را	"
وارثان را کرد مستغنی ز احسان اجل	هر که پیش از مرگ قسمت کرد مال خویش را	"
وقت رفتن نیست در دنبال چشم حسرتش	هر که پیش از خود فرستاده است مال خویش را	"
بزور بازوی اقبال کاری بر نمی آید	نگه دارد مگر دست دعا دامان دولت را	
ما را برای گریه چو ابر آفریده اند	نازل شد است آیهٔ رحمت بشان ما	مهربان
اندیشهٔ مآل نیاید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود زیان ما	
براه مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	که فربه کی بآسانی نماید قطع منزلها	رائق

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
میکند بیدار احسان دولت خوابیده را	عطسه می سازد سبک مغز گران گردیده را	بدیع
کی سبک روحان بسازد برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروای سامان سایه را	
وه در شود گشاده اگر بسته شد درست	انگشت ترجمان نه بالتست لال را	صائب
آب و نان روشند لال از سنگ پیدا میکنند	گذشت از آئینه فرصت این سخن روشن مرا	فرصت
ترا در بوته گل بهر آن دادند این مهلت	که بهم نا قفس خود را کنی کامل عیار این جا	صائب
هرچه رفت از کف بدست آوردن او مشکل است	چون کند گرد آوری گل بوی غارت برده را	״
نگردد باطن اهل صفا رنگ از نظر بازی	تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را	مظهر
شرکت روزی حسیبان را بفقر یاد آورد	بر سر نان پاره سگ دشمن شود درویش را	صائب
نیست صائب علم رسمی سینه صافان را بکار	میکند مغشوش جوهر صفحه آئینه را	״
همدم دیرینه میباشد موافق با مزاج	در سبوی کهنه طبع آب می ماند بجا	״
ز راستی نبود خجلت گشاده جبین را	که نقش راست نسازد سیاه روی نگین را	״
چو پیشکر ز راستی خویش نگذریم ما	یاران جدا کنند اگر بند بند ما	[illegible]
دست و عصا بود سپر از کف قضا	در کار خویش صرفه کن اقبال خویش را	[illegible]
بیش بین با خصم در تدبیر سبقت می برد	خواب تا چشمت نه بیند دیده کن بی خواب را	غنی
شد روشنم از شمع که در بزم حریفان	خاموش شدن مرگ بود اهل زبان را	لا اعلم
دهر تا امن چنان گشته که چون مردم چشم	تا در خانه نه بندم نبرد خواب مرا	״
تن ساخته پابند درین مرحله جان را	ساکن کند آهن کشش خاک آب روان را	״
در ضلالت تا نیفتادم سعادت ره نداد	راهبر پیدا نشد تا گم نکردم راه را	״
ز اختلاف این و آن سر رشته را گم کرده ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرها	ناصر علی
از پی اصلاح مردم عمر خود ضایع مکن	می شود بیکارتر سوهان ازین زنگارها	لا اعلم
میدهد آرام پاس آبروها مرد را	مشت آبی از تپیدن باز دارد گرد را	״
به پیری سعی کن گر در جوانی رفته کار از دست	زر گم گشته در آتش از خاکستر شود پیدا	״
مشو با تنگ چشمان هم سفر گر زندگی خواهی	که رشته هر قدم گره شود همراه سوزن ها	ثنائی

مشو نومید ای مخفی که در هنگام نومیدی	شود لطف خداوندی پناه بی‌پناهان را	مخفی
مرگ گوارا شود موی چو گردد سفید	لذت دیگر بود خواب دم صبح را	غنی
مکن صرف خضاب ای پیر نقد زندگانی را	بموی کی توان بر خویشتن بستن جوانی را	مخلص
آدمی در عهد پیری بی‌خبر گردد غنی	میشمارم طفل خود را ریختن دندان مرا	غنی
در نگر پس را بعقل و پیش را	همچو پروانه مسوزان خویش را	مثنوی
من نه بینم دام را اندر هوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا	"
بند آهن را توان کردن جدا	بند عیبی را نداند کس دوا	لااعلم
گر تو خواهی همنشینی با خدا	رو نشین اندر حضور اولیا	"
ما برون را ننگریم و قال را	ما درون را ننگریم و حال را	"
ضیافتی که در آنجا توانگران باشند	شکنجه ایست فقیران بی‌بضاعت را	صائب
تا نخوانند مشو سبزهٔ هر انجمنی	که نباشد چمن قدر گل خودرو را	لااعلم
خنده کردن رخنه در قصر حیات افگندن است	میشوی از هرزه‌خندی همچو گل خندان چرا	"
اگر حجاب کنی از خدا فرشته شوی	چنانکه می کنی از مردمان حجاب اینجا	"
شد بدام عشق مرغ روح قید	تا نمیرد شکر د آرام را تو	"
بنومیدی مده از دست خود دامان شبها را	که از خاک سیه گلهای رنگین می شود پیدا	"
از شتاب عمر گفتم غفلت من کم نشد	زین صدای آب سنگین‌تر شد خواب ما	"
کس وقت نزع بر سرم از بیکسی نبود	شرمنده‌ام ز عمر که آمد بسر مرا	غنی
ریشهٔ نخل کهن سال از جوان افزون تر است	بیشتر دلبستگی باشد بدنیا پیر را	صائب
پیوسته زمانه در پناهت بادا	نه طاق سپهر بارگاهت بادا	لااعلم
هر دولت بیدار که در عالم هست	پروانه و شمع خوابگاهت بادا	"
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا	آتش میں مغاں نے راگ گایا تیرا	"
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	
اب تو جاتے ہیں اپنے گھر کو ہم	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	

ہر کجا پیوند وطن شد می کشد آزارہا	بوئے گل اندر چمن دائم براست از خارہا	
زیبد ار والی علاج درد خود جستن بدان ماند	کہ خار از پا برون آرد کسے با نیش عقربہا	
مشکل بود گرفتن چیزے ز تنگ چشم	گر قسمت بخیہ ز سوزن قبائے ما	غنی
در فیض است بستہ ز کشایش نا امید اینجا	بہ رنگ دانہ از قفل می روید کلید اینجا	
ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا	سوئے ما آید نداہا را صدا	مولانا روم
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے	وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا	
سودا سنبھال رکھ تو گر اب خوف حشر کا	پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو گیا	سودا
مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا	ہم رو سیاہ جاتے ہیں نام رہ گیا	درد
زنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا	چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا	لا اعلم
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو	جس کو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا	״
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا	״
چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	״
تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا	״
افشائے راز میں گو ذلیل سہی	لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا	״
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	״
رات دن گردش میں ہیں سات آسمان	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	״
عیب است بزرگ برکشیدن خود را	وز جملہ خلق برگزیدن خود را	״
از مردمک دیدہ بباید آموخت	دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را	״
بیٹا ہمارا نہیں پیاری کا سچ پیارا	رنج اس کا ہو کس طرح گوارا	״
گر تو خواہی تا نیفتی در بلا	گو مگو اسرار سلطاں برملا	״
گیا حسن خوباں دل خواہ کا	سدا نام رہتا ہے اللہ کا	״
رات کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا سدا	[illegible]	״
چنانکہ شعر لذیذ است خواب اول شب	قرۂ دو رکعت ما از سحر خوشتر است	[illegible]

از راستی تیر کماں راست نگردد — من چون ز عصا راست کنم پشت دوتا را — اعظم

چنانکہ از نمک افزوں شود جراحت ہا — یکے ہزار ز پرسش شود مصیبت ما — صائب

از زخم زباں نیست گریز اہل قلم را — بیباک کہ دیدہ است گریبان قلم را — ″

گنہگار اندیشناک از خدا — بہ از پارسائی عبادت نما — سعدی

کریماں با توانگر ہم باحساں پیش می آیند — تہی باشد چشم بر ساماں دریا ازنیساں را — ناصر علی

نیک و بد را امتیازے نیست در بازار دہر — می شود در ہر ترازو سنگ با گوہر طرف — غنی

پابند ہوس حاجت زنجیر ندارد — دام است ہمیں موج عسل پائے مگس را — ناصر علی

آسیب جہاں کم نکند رتبۂ ذی قدر — قیمت نشود کم چو گدازند طلا را — قدیر

انتقام ہرزہ گویاں را بخاموشی گزار — تیغ می گوید جواب مرغ نا ہنگام را — صائب

چوں سگ گزیدہ کہ نیارد بآب دید — آئینہ می گزد من مردم گزیدہ را — لا اعلم

بر میوہ رسیدہ زدن سنگ ابلہی ست — زنہار را ز سوال مرنجاں کریم را — ″

عید نوروز من اینست کہ بینم باشی — چوں نباشی تو چہ عید است و چہ نوروز مرا — ″

گوارا نیست عشرت طبع ناپرہیزگاراں را — چہ لذت از نشاط عید باشد روزہ خواراں را — ناصر علی

ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را — لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را — روحی

چشم در مصحف الٰہی باز کن لب را ببند — بہتر از خواندن بود دیدن خط استاد را — صائب

ز بدگوہر نیاید ہیچگہ ترک بدی کردن — نگردد کند دنداں از گزیدن مار افعی را — ناصر علی

نتواں شناخت نیک و بد ہر سرشت را — ہرگز کسے نخواند خط سرنوشت را — شفیع

دعوی حق را کند باطل گواہ بے شعور — عذر نا مقبول ثابت می کند تقصیر را — لا اعلم

عزت بہ کیمیا ندہی آبروے خویش — آب گہر بخاک نریزد کسے چرا — عزت

ہر سرے دارد درین بازار سودائے دگر — ہر کسے بیند بآئین دگر دستار را — صائب

شد نفس بدگہر زہدا را گزندہ تر — ز احساں نمی شود سگ دیوانہ آشنا — ″

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست — بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را — لا اعلم

توکل پیشہ را روزی بدست خویش می آید — مکد انگشت خود کودک چو بی شیر پستاں را — ذوقی

بیکاری و توکل دو رست از مروت | بر دوش خلق مفگن زنہار بار خود را | صائب

سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را | نظامی

ز آب آموختم در دہر رسم آشنائے را | کہ در ہر رنگ شامل میشود بنگر صفائے را | نحیف

گفتگوئے کفر و دیں آخر بیک جا می کشد | خواب یک خوابست و باشد مختلف تعبیرہا | صائب

تو در بتخانۂ اندیشۂ دینی نمیشد انی | کہ عارف کعبہ می داند دل گبر و مسلمانرا | حزیں

نیست غیر از یک صنم در پردۂ دیر و حرم
یک شود آتش و رنگ از اختلاف سنگہا | ناصر علی

ساکن گلخن شدم تا صاف کردم سینہ را | دادم از خاکستر گلخن صفا آئینہ را | وحشی

با صاف دل کسے را یارائی برتری نیست | برخاک می نشاند آئینہ آسمان را | جامی

بحسن خلق تواں کرد صید اہل نظر | بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را | حافظ

خشم است خوردن من و عیب است پوشش تم
این ست از زمانہ لباس و غذا مرا | صائب

عدالت کن کہ در عدل یک ساعت بدست آید | میسر نیست در ہفتاد سال اہل عبادت را | "

باندک اوج سبقت بر بزرگاں سفلہ کی یابد | اگر بر روئے شاہاں پشت باشد پیلبانانرا | غنی

شود نام تو روشن گر بتسلیم خم سازی | کہ نقش راست بنماید نگین واژگوں پیدا | نادم

حاصلش چوں خندۂ برق است اشک بیشمار | آنچہ صرف عیش ز ایام جوانی شد مرا | صائب

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا | سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا | لا اعلم

فساد روئے زمیں از شراب می زاید | کدام دیو کہ در شیشہ نیست صہبا را | "

آتشم با ہیچ کس چیں بر جبیں ہرگز نیم | شاد می گردم چو ابر و خار و خس من زیر پا | فرحت

بآہی بتواں از خود برآوردن جہانے را | کہ یک منزل میسر ساند کاروانے را | صائب

از کدو بوئے شراب آید بدشواری برون | از سر بیمغز نتواں برد حب جاہ را | "

دنیا باہل خویش ترحم نمی کند | آتش اماں نمیدہد آتش پرست را | "

جہاں استخوانیست بے مغز صائب | بہ پیش سگ انداز ایں استخواں را | "

زسختی ہائے دوراں قانعاں راحت لذتہا	ہمارا استخواں در لقمہ باشد مغز نعمتہا	
زبر گردد دل اگر یکے شاد است می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	
میکند ویراں تمول خانۂ معمور را	انگبیں سیلاب باشد خانۂ زنبور را	غنی
ز دولت نیست جز تشویش خاطر حاصلی دیگر	بزرگی مایۂ طوفاں بود پیوستہ دریا را	شہیدی
آنکھ میں انجن دانت میں منجن شت کرائیے بابا	کان میں انگلی ناک میں انگلی مت کرائیے بابا	
کتابت کے تواند داد داد بیقراراں را	سحاب خشک حسرت مشتاق باراں را	
اے خار و خس بحر ثنائے تو سخن ہا	گنجینۂ گوہر زدہ بیچ تو دہن ہا	صائب
خرق عادت کے بکار آید دل افسردہ را	گر رود بر آب نتواں معتقد شد مردہ را	غنی
جہاں گر دگر در رت ریخت بر خلق آسماں اینجا	کہ نتوانست دیدن یک گر از دستاں اینجا	
گرفتاری بیک رنگ نبود غافل و ہشیار را	در قفس باشد تفاوت خفتہ و بیدار را	غنی
نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را	قبول
زشت رو چوں سازد از خود دور خوئے زشت را	لازم افتادہ است خوئے زشت روئے زشت را	صائب
ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدا	ہمچنانکہ زہر و شیریں از ندا	معنوی
سعدیا دی رفت و فردا ہم چناں موجود نیست	درمیان این و آں فرصت شمار امروز را	سعدی
اگر فولاد جوہر دار باشد تیغ می گردد	ز مردی سکۂ جوہر نباشد بادشاہاں را	سالک
تو در بت خانہ تا اندیشۂ دینی نمی دانی	کہ عارف کعبہ پیدا نہ دل گبر و مسلماں را	حزیں
عیاں گردد پر وز مرگ چوں بیدار خواہی شد	نباشد حاجت تعبیر خواب زندگانی را	
عالمے بیگانہ و یک آشنا داریم ما	اینکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	
باغ عالم میں ہے سب کو طرفہ اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
آج آفت سے بچی جان تو کل خیر نہیں	اپنے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا	اسمٰعیل
کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	״
کرلے تو بدی کرے جو کوئی	اس سے بھی خدا بھلا کرے گا	״

قدمے رنجہ نما چشم براہت دارم ❊ سلے فدائے کف پائے تو سر و منزلہا

نہیں دیکھ بہتر ستانا کسی کا ❊ جلانا کسی کا کڑھانا کسی کا

ہمہ یاد اہمہ ساغر ہمہ جام ست اینجا ❊ آنکہ دارد خبر از خویش کدام ست اینجا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز ❊ کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا — ذوق

حق کا اللہ مددگار رہا کرتا ہے ❊ اہل باطل کی طرف رونے ظفر کیا ہوگا — ظفر

اس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزاں ❊ ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا

فروغ شعلۂ ادراک دیرپی ست کم پیدا ❊ بود ایں معنی پنہاں ز شمع صبحدم پیدا

شست و شو سے گو ہوا اجلا زویل ❊ جامۂ اصلی پہ دھبا رہ گیا

خضر رہ باشد نصیحت ہر دل آگاہ را ❊ می کند تکلیف راہ راست ہر گمراہ را

وہ آپائی جب حوصلہ ہم نے چھوڑا ❊ تو پھر کیا کریں لیکے بندوق گھوڑا

ذی لیاقت ہزار ہو بابا ❊ ابھی ناکردہ کار ہو بابا

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی ❊ تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

بہار عمر ملاقات دوستداران ست ❊ چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

قیامت کرے گی جوانی تمہاری ❊ کہ فتنہ ابھی سے ہے بچپن تمہارا

اب جو کرنا ہے وہ کر لو تم ستم ❊ بعد کو انصاف دیکھا جائے گا

دکھا کر باغبان گلشن کو حسرت سے یہ کہتا تھا ❊ ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اس جگہ پیدا ہوا گل تھا

غرور حسن اجازت مگر ندا دائے گل ❊ کہ پرسشے نکنی عندلیب شیدا را — حافظ

بلوح دل نوشتم حرف بسم اللہ و مجریہا ❊ توکل کردہ افگندم بہ بحر عشق موج افزا

دل ہمارا اب وطن سے اٹھ گیا ❊ آب و دانہ اس چمن سے اٹھ گیا

شد منور از فروغت خانۂ ویران ما ❊ رشک صحن طور گشتہ کلبۂ احزان ما

مجھ سے بیزار ہوں جاتا ہوں اب سونپے خدا ❊ منہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا

نمایم جو و گندم آرم بجا ❊ نہ ہوں جو فروشان گندم نما

مرے دل سے کوئی پوچھے ترے تیر نیم کش کو ❊ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا — غالب

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے — کام دشوار وہ نکلا جسے آساں سمجھا — لا اعلم

ہر اس عشق و محبت میں دل لڑا کیا — خدا پر ہی نظر ہے تو ناخدا کیا — ”

بت میری سنیں یا نہ سنیں غم نہیں مجھ کو — رونا تو اسی کا ہے خدا بھی نہیں سنتا — ”

رات دن صدمے دئے جائے فلک — ہم نے بھی چھاتی پہ پتھر دھر لیا — ”

خدا پر ہے بھروسہ ناخدا کیا — لگا دے گا وہ بیڑا پار میرا — ”

نہیں سوزش غم سے دل کا نشاں — جلا اور جل کر بھسم ہوگیا — ”

ہوئے ہیں عشق میں عشاق رسوا چار سو کیا کیا — مٹی ہے آبرو والوں کی اس میں آبرو کیا کیا — ”

ناصحا خاموش ہو بک بک نہ کر — سر مرا چکرا گیا بھنا گیا — ”

احباب ڈھونڈتے ہیں پریشان ہیں رفیق — دیوانہ میکش آج کدھر کو نکل گیا — میکش

دل کو ہم نے اپنے بس میں کر لیا — چل چکا بس اس پہ قابو آپ کا — لا اعلم

ناصح تو بات بات میں بڑ مارتا ہے کیا — دیوانہ ہوگیا ہے کہ مجذوب ہوگیا — ”

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں پھونکا — زمیں کیا آسماں پھونکا مکاں کیا لامکاں پھونکا — ”

خمیدہ پشت کے گردند پیران در جہاں صائب — بگرد خاک می جویند ایام جوانی را — صائب

جزائے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز — خراب می نہ کند کارگاہ کسری را — لا اعلم

بترس از حاکم عادل کہ عدلش اینچنیں باشد — بجائے خرد ہاند روجہ دہقان گاذرا — ”

دوست گر دشمن شود وجہ ہلاکت می شود — خون آہو رہبرہا می کند صیاد را — ”

سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ — معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما — ”

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا — حافظؒ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما — ”

چمن میں گل نے جو کل دعوئ جمال کیا — صبا نے مار طمانچے منہ اس کا لال کیا — لا اعلم

آب چوں در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ — صحبت ناجنس باشد ثمرہ آزار ہا — ”

آج یہ شکل ہے کل اور ہی صورت ہوگی — میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤں گا — ”

دیکھو تو کہاں آ گئے ہیں دل نے دغا دی	سچ ہے مثل کوئی کسی کا نہیں ہوتا	میکش
گو لاکھ بناوٹ کرے ناقص نہ ہو کامل	ہرگز خس کا تنکا کبھی طوبیٰ نہیں ہوتا	״
شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیریں گے	وفا کے بدلے جفا کام ہے رذالوں کا	״
رشتۂ زیست کے رشتہ ہیں عزیز و ورنہ	اپنا کہتے ہیں کسے ہوتا ہے کیسا اپنا	ماہ
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
دنیا کی ہوس بھی تجھے عقبےٰ کی بھی ہے چاہ	اے بوالہوس اس طرح گزارا نہیں ہوتا	مہر
اچھوں کو برا اور بروں کو بھی برا	کہتے آئے ہیں لوگ دنیا کے سدا	״
دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھ کو ناسخ	وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا	ناسخ
ہمیشہ جنس کو رہتا ہے میل جانب جنس	خیال ہے مرے دل کو مدام شیشہ کا	״
نہ ہو نساخ کبھی جوہر ذاتی زائل	لعل سے کر نہیں سکتا ہے کوئی آب جدا	نساخ
پہلے اپنی بات کا پیدا تو کر لے اعتبار	پھر اگر جھوٹوں بھی کہہ بیٹھیگا یقیں ہو جائیگا	نظم
تلخکامی کی حلاوت کو تو پوچھو ہم سے	اس سے بڑھ کر مزہ قند و عسل کیا ہوگا	״
یہ سچ ہے وقت پر بے رونقی بھی کام آتی ہے	نہال خشک کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پتھر کا	نسیم
چاہیے صاحب اسلام میں تسلیم کی خو	گر مسلم ہو مسلماں کا مسلماں ہونا	وحشت
اے اہل وفا خاک بنے کام تمہارا	آغاز بتا دیتا ہے انجام تمہارا	״
ہوں اب یہ سیاہ کہ دنیا کا غم نہیں	وہ دن گئے کہ جب مجھے دنیا کا غم نہ تھا	״
دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو ہم نکل گئے	جذبۂ شوق میں فراغ کس کو اعتنا کا	״
زن و آئینہ و اطفال تینوں شعبدہ گر ہیں	بنا دیتے ہیں اپنے بوڑھوں کو یہ لڑکا	״
جو ہاتھ سے جاتی ہے وہ ہاتھ آتی نہیں شے	ناخن جو ترشتا ہے تو پھر نہیں لگتا	وقار
اکھڑا کوئی دل دل سے اگر پھر نہیں لگتا	ٹوٹا ہے شجر سے جو ثمر پھر نہیں لگتا	״
کسی کو جوہر ذاتی نظر نہیں آتا	وگرنہ کون ہے جس کو ہنر نہیں آتا	״
بن نہیں کھانیکا وہ ہوکا کافر و دیندار کا	بھید سب مجھ پر کھلا ہے گبر و زنار کا	״
سبکساری بھی دریا میں حبابوں پادشاہت ہے	حباب ایسا نہیں جو صاحب افسر نہیں ہوتا	ہمم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
عاقبت و دنیا وہ اپنی دونوں کرتا ہے خراب	جو ترا غائب کہے بیوجہ اور منہ پر بھلا	״
جو سیر چشم ہیں کرتے نہیں طلب وہ کبھی	ادا کھو لب ساحل سے کب سوال ہوا	ہوش
وہ ناداں ہیں کہ قول و فعل پر جنکے نہیں مردم	وہ سمجھے ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا بد کا	״
گل کھل کھلا کے صحن چمن میں جو ہنس پڑا	سینہ کے ٹکڑے اڑ گئے داغی جگر ہوا	ہنر
آتش مزاج من بگذار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندیدہ کسے آفتاب را	لاعلم
حافظ گرت ز پند حکیماں ملالت ست	کوتہ کنیم قصہ طول کلام را	حافظ
کم نگردد تابش خورشید اگر	در بدخشاں لعل سازد سنگ را	لاعلم
آگاہ نئی تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را	״
کشتی شکستگانیم اے باد شرط برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	״
ہزار نعمت و اقبال تندرستی ھا	فدائے یکدم آرام و تندرستی ھا	״
گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را	تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را	״
گناہ آئینہ عفو و رحمت است اے شیخ	مبیں بچشم حقارت گناہ گاراں را	״
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	״
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	با پیمبر در جناں ہمسایہ بینی خویش را	״
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا	غالب
قریب آیا ہے روز محشر چھپیگا کشتہ کا خون کیونکر		لاعلم
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا		״
آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را	پیوند می کنم جگر پارہ پارہ را	״
کشتی نشستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	حافظ
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	لاعلم
درست کہ آوازۂ منصور کہن شد	تو بار دگر تازہ کنی دار و رسن را	״
ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اسمیں	اس سر خاک سے ہوتے ہیں ہزاروں پیدا	״
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	״

اہل بدعت کو کہاں خوف خدا شرم رسول ‌ ‌ کوئی بن بیٹھا خدا کوئی پیمبر ہو گیا ‌ ‌ بحر

دل شکنی نہ کر جان کہ دل گھر ہے خدا کا ‌ ‌ زنہار کسی دل کو تو ناشاد نہ کرنا ‌ ‌ تراب

معائب سے ہمیشہ اہل جو ہر پاک رہتے ہیں ‌ ‌ وہاں دیتا نہیں شعلہ کبھی لعل بدخشاں کا ‌ ‌ جاہ

دین و دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسمیں ‌ ‌ عشق کے نام سے کانپے گا جو عاقل ہوگا ‌ ‌ حیرت

خبط ہے اک تم کو کہدوں گر برا مانو نہ تم ‌ ‌ آپ ہو بیمار اور بیماروں کو دیتے ہو دوا ‌ ‌ حالی

اے عشق تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا ‌ ‌ جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا ‌ ‌ ”

بن آئیگی ہرگز نہ یہاں کچھ کئے بن ‌ ‌ جو کچھ کاٹنا ہے تو بونا پڑے گا ‌ ‌ ”

ہنس کی چال حماقت سے چلا جو کوا ‌ ‌ اپنی بھی چال گیا بھول بقول حکما ‌ ‌ ”

گھر چھٹا یار چھٹے خویش و بیگانہ چھوٹا ‌ ‌ ایک ذلت ملی اور سارا زمانہ چھوٹا ‌ ‌ ”

نکل عمر اپنا کٹ جاتا ہے ہر ہر دم میں ‌ ‌ ہم نے انفاس کو اک ارہ بُراں سمجھا ‌ ‌ خلیق

دنیا کے کام پورے انسان سے ہوں کیونکر ‌ ‌ یہ تو وہی مثل ہے یک سر ہزار سودا ‌ ‌ داغ

دین و ایماں ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت میں
اب تو کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا ‌ ‌ ذوق

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا ‌ ‌ جو خود ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا ‌ ‌ ذوق

آسودگان خاک بھی سوئے نہ چین سے ‌ ‌ کھٹکا انہیں لگا رہا امید و بیم کا ‌ ‌ ذاکر

سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا ‌ ‌ کبھی پیام و کتابت سے شاد بھی نہ کیا ‌ ‌ شوق

برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو ‌ ‌ خبر نہیں کہ تمہارا مآل کیا ہوگا ‌ ‌ سخن

جاتے ہیں نہیں ساتھ زن و مال و اقارب ‌ ‌ ہمراہی کو توشہ ہے عمل کا بہت اچھا ‌ ‌ سعید

خلد سے آدم کو شیطاں نے نکلوا ہی دیا ‌ ‌ راہ سے بے راہ ہوا انسان بہکایا ہوا ‌ ‌ ”

چاہیے جیسی نہ کی ما نباپ کی قدر اے سراج ‌ ‌ حق خدمت یہ ہر اک اولاد پر باقی رہا ‌ ‌ سراج

فارغ ہوئے دو جہاں سے پھر بھی ‌ ‌ حاصل نہ ہوا فراغ دل کا

خدائی میں خدا کی ادعوے بادشاہی کا ‌ ‌ بشر کے ہاتھ میں خود ہاتھ ہے کاسہ گدائی کا ‌ ‌ شریف

جو کہ خوش اخلاق ہیں وہ خوش رہتے ہیں ‌ ‌ لب سوفار کو کس وقت نہ خنداں دیکھا ‌ ‌ شرم

جو حکم خدا کا ہے وہی حکم ہے ناطق	دخل اس میں سر مو نہیں زنہار کسی کا	شائق
بزرگی دے نہیں سکتی ہے ہما ہی بزرگوں کی	ید بیضا سے کچھ نسبت نہ رکھے پنجہ مریم کا	صابر
جو ہیں نیک انکی سختی میں بھی نرمی پائی جاتی ہے	ہوا آہن کی سی کب برش اگر خنجر بنے زر کا	
کسی کے دل میں گھر کرنا بہت دشوار ہے صابر	بہت آسان ہے قبضہ میں آنا ربع مسکوں کا	صابر
اصل سے اپنے نہیں ہوتی کسی شے کو گریز	خاک سے تھا خاک ہی پھر مسکن آدم ہوا	"
لطافت طبع کی کیونکر اٹھائے سختی دوراں	ہوا پر تھم نہیں سکتا کبھی پتھر فلاخن کا	
نہ ہوتی عقل تو عصیاں بھی ہوتا فطرةً ظاہر	جو رہبر ہے تو لازم پھر نہیں ہے رہزنی کرنا	صدر
خدا نے عقل دی ہے نیک و بد پہچاننے والی	سکھایا عقل کو انساں کی سچی رہبری کرنا	"
ہے بے جا تکلف کا پسندیدۂ احمق	ہوگا نہ گدھا بھی کبھی اس جھول سے ہلکا	ظفر
راز دل جس سے کہا دوست سمجھ کر اپنا	ہوگیا دشمن جانی وہی سنکر اپنا	عالم
عشق وہ کافر ہے جس کے ظلم کا پایاں نہیں	کعبۂ دل کو ہمارے بے سبب ڈھانے لگا	"
اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائے گا	دیکھ لینا چار دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا	عزیز
ذی جوہروں سے اہل غرض بے نصیب ہیں	آب گہر سے کام نہ ہو تشنہ کام کا	فیض
کوئی کسی سے برائی کرے تو کیا ہوگا	نہ ہوگا کچھ بھی جو چاہے مگر خدا ہوگا	فاخر
بدی کو بس بدی زیبا ہے اور نیکی کو نیکی زیب	میں اپنے دوست کا ہوں دوست اور دشمن ہوں دشمن کا	قطب
مجھکو ہنستے دیکھکر روتے ہیں اعدا رشک سے	میں خدا کے فضل سے خنداں و شاداں ہی رہا	"
سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز	خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحاں نہ ہوا	گویا
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا	لاعلم
سزا اعمال بد کی جب کسی کو ہے خدا دیتا	تو لڑکا ناخلف دیتا ہے یا زن فاحشہ دیتا	لاعلم
اپنی تو اس چمن میں عمر اس طرح سے گزری	یاں آشیاں بنایا واں آشیاں بنایا	مصحفی
منزل مقصود تک اس کا پہنچنا ہے محال	پہلی منزل میں جدا جو کارواں سے ہو گیا	"
ممکن نہیں جہاں میں زائل ہو تخم تاثیر	جیسا درخت ہوگا ویسا ثمر ملے گا	محروم

راه در رسم ست و دستداران را	که بیاد آور ندیاران را	لااعلم
ساقی ز یک پیاله خزانم بهار کرد	عمرے دوباره داد شراب دوساله را	״
نه هوائے باغ سازد نه کنار کشت مارا	تو بهر کجا که باشی بود آن بهشت مارا	״
چند بسینه درکشم آه جگر شگاف را	ضبط چنان کند کسے خنجر خوش غلاف را	״
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
اس دار مکافات میں سن اے غافل	بیداد کریگا آج کل پائے گا	لااعلم
اے بے خبری ہوش میں آنا نہیں اچھا	دنیا یہ بری ہے یہ زمانہ نہیں اچھا	״
ندانم که سنگ سپهر قضا	ترا بشکند پیشتر یا مرا	״
آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس میں پایا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا	״
آگاه نه تپ دروں را	نشتر به زنی رگ جنوں را	״
دیریست نشین از گشایش نا امید اینجا	برنگ داند ز هر قفل میروید کلید اینجا	״
زاہدا ہم جانتے ہیں عشق بازی ہے گناہ	گھر لٹا پاتے جو وحشت میں وہ کعبہ ہوا	״
یاں خوف کچھ نہیں ہے حساب و کتاب کا	مئے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا	״
جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہ گیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا	״

کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسے پیرہن کا خیال ہے
جو کبھی لگا کے پہنا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا

سختی عشق جھیل لی اے دل	واہ رے بردبار کیا کہنا
مرگئے ہم مگر نہ رحم آیا	وہی تیور رہیں یار کیا کہنا
نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش	چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ [illegible]
جو عالی مرتبہ ہیں ان کو پستی اور کرتا ہے	فرشتوں کو دکھایا عشق نے نیچا [illegible]
گر ہجر و وصال اختیاری ہوتا	[illegible]
کچھ انتہا بھی تیرے ظلم کی ہے اے ظالم	[illegible]
دیوانگان دشت سے پوچھا جو میں پتہ	[illegible]

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق میں	تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا	لاعلم
چال ہے مجھ ناتواں کی مرغ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقیں یاں رہ گیا واں رہ گیا	″
گرچہ بدنامی ست نزد عاشقاں	ما نمی خواہیم ننگ و نام را	″
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	″
خار وخس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل	کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا	″
ور غریبی ہمہ کس می شود انگشت نما	ہر گلے بر سر دستار نماید خود را	″
لب لعلیں پہ اس کے نہیں ہے پان کا لاکھا	نکل آیا ہے کھا کر جوش خوں لعل بدخشاں کا	″
پر شدہ از جوہر دل جام ما	خندہ زد بر صبح روشن شام ما	″
دل لیا ہے تو جان بھی لے لو	ہم سے بیدل رہا نہیں جاتا	″
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا	″
خلقت کا مرد و زن کی بھی کچھ حال ہے نیا	شہوانی مادہ ملا عورت کو اٹھ گیا	″
دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا	″
کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا نہیں ناگوار ہوتا	″
برق چشمک زن ہے ساقی ابر ہے چھایا ہوا	جام مے دے تو کدھر جاتا ہے پھیلایا ہوا	″
نہیں معلوم دیکھا دیکھ کر یہ چاند منہ کس کا	ہوئی ہے عید تعبیر دل کو میں ہے چاند خالی کا	″
تو چہ دانی زبان مرغاں را	چوں ندیدی گہے سلیماں را	″
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا	″
کیمیا و سیمیا و ریمیا	ایں نباشد جز بذات اولیا	″
میری خاموشی ہے گویا درد پنہاں کی دلیل	عشق ضبط بے قراری نے مجھے رسوا کیا	″
کہیں تجھ کو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا	پھر آخر دل ہی میں دیکھا بغل ہی میں تو نکلا	″
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستاں ہم نہ دیکھا	

عالمے بیگانہ و یک آشنا داریم ما ۔ ایکہ می گوئی کرا داری نزا داریم ما — لااعلم

دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا ۔ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا — ''

خسروا در عشقبازی کم ز ہندو زن مباش ۔ کز برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را — خسرو

بعد مدت کے خیال دل ناشاد آیا ۔ آج بھولا ہوا اک دوست مجھے یاد آیا — لااعلم

سر بریدن لازم ست ایں مرغ بے ہنگام را ۔ آں پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را — ''

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی ۔ اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا — ''

آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا ۔ معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسے ہو گیا — ''

در قفس بسیار ناشاد یم ما ۔ از فراموشان صیاد یم ما — ''

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی ۔ تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را — ''

تام منظور ہے توفیض کے اسباب بنا ۔ پل بنا چاہ بنا مسجد و محراب بنا — ''

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا ۔ مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھر پایا — ''

آگ میں کودکے پروانہ جو بے ہوش ہوا ۔ جسکی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا — ''

معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا ۔ دفتر کھلے گا جب کہ حساب و کتاب کا — ''

ز تو ناز و عتاب و عشوہ و نامہربانی ہا ۔ ز من عجز و نیاز و بندگی و جاں فشانی ہا — ''

نگزارد بپیش مردہ دلاں سر بروئے خاک ۔ بے سجدہ می کنند نماز جنازہ را — ''

حسن وہ چیز ہے طالب ہے خدا بھی جسکا ۔ ورنہ ہر شئے میں نہ اک ہوتی یہ صورت پیدا — ''

دیکھا جو برق طور کو موسے نے غش کیا ۔ آساں نہیں ہے جلوہ دیدار دیکھنا — ''

سرکش کوئی ہوکر کبھی برپا نہیں ہوتا ۔ انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا — ''

نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی سے ۔ جز ذات خدا کوئی کسی کا نہیں ہوتا — ''

درشتی و نرمی بہم در بہ است ۔ چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است — سعدی

جتنا ہو زار اتنی ہی امید کر تو ہی ۔ عاجز نواز نام ہے رب جلیل کا — لااعلم

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائیگا ۔ یار کا ملنا نصیب دشمناں ہو جائیگا — ''

نیش کب مارے ہے عقرب آپ سے ۔ ہے طبیعت کا یہ اوس کی مقتضا — ''

اندوہ دل وضعف تن و طعنۂ اغیار	این ہا ہمہ سہل است اگر یار بود یار	لا اعلم
جس توقع پہ تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا	″
جو مزہ انتظار میں دیکھا	نہ کبھی وصل یار میں دیکھا	″
ہر کہ خواہد تا بیفتد در بلا	گو بگو اسرار سلطان بر ملا	″
جوانی کو تشریف لاتے جو دیکھا	اٹھا پھر تعظیم جو بن کسی کا	″
کل تک جو سوتے چین سے مخمل کے فرش پر	گھٹا نصیب آج نہیں ہے پیال کا	″
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	″
زاہد کے ہیں ضرور ڈرانے سے ڈر گیا	جام شراب لائے بھی ساقی کدھر گیا	″
محتسب جادہ دار دتہاں در خلوت دلہا	چو تارے گم گردید این رہ زیر سنبلہا	علی
ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن در آ	تو زغنچہ کم نہ دمیدہ در دل کشا بچمن در آ	لا اعلم
امشب بیا تا در چمن سازیم پیدا ندرا	تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانہ را	″
وحشت نہیں ہوتی ہے کہ سودا نہیں ہوتا	دل جبکہ الجھتا ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا	″
ہوشمند سے کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	″
چوں ذرا گر یتیم شد بیش بود بہائے او	زانکہ خرد فزوں نہد در یتیم را بہا	″
بتوں کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا	خدا کی خدائی تماشا ہمارا	″
از ہجر روز غم قد شد دل چوں کماں تن تیر شد	یعقوب بیکس پیر شد اے یوسف برنا بیا	″
حقیقت چاہ بابل کی ذرا کر یاد اے زاہد	فرشتوں پر فریب حسن چل جاتا ہے انساں کا	″
زاہد شراب پینے سے کافر میں کیوں ہوا	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	″
مزہ وصال صنم کا اٹھائے گا پھر کیا	ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگا کے پھر گیا	″
سختیاں ایسی اٹھائیں ان بتوں کے ہجر میں	رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا	″
از خیال این و آں سر رشتہ را گم کردہ ام	شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا	″
صحبت عالم بود چوں کیمیا	زاں مس اعمال تو گردد طلا	″
خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	″

تونے ہمیں بے گناہ مارا
بیباختہ دل بہی پکارا — لااعلم

وقت ست ہمہ بہر ہوا خواہی احباب
علم و ہنر و سیم و زر و جان و دل ما — ″

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپر کھٹ کا — ″

کہاں سے لاؤں صبر حضرت ایوب اے ساقی
خم آئیگا صراحی آئیگی پھر جام آئیگا — ″

ستم ہی مجھ پہ کیا او بانی بیداد کرنا تھا
کبھی کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا — ″

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ الٹا
سچ ہے صاحب روش الٹی ہے زمانہ الٹا — ″

ہاتھ سے کچھ نہ ترے اے مہ کنعاں ہوگا
ہاں جو ہوگا تو مری موت کا ساماں ہوگا — ″

لیا جو ایک دل اوس نے تو دو دئیے بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گراں نہ رہا — ″

بعد مرنے کے جہنم جائیگا
ہے یہی ایذا رسانی کی سزا — ″

یاد آتی ہے دم بدم اوس کی
دھیان آتا ہے ہر گھڑی اوس کا — ″

دل متحیر کہ چہ داند ورا
عقل و راں گم کہ چہ خواند ورا — ″

اب یہ سمجھے کہ اسے کہتے ہیں جانا دل کا
ہم تو سمجھے تھے کہ ہے کھیل لگانا دل کا — ″

زمیں چھان ماری فلک ڈھونڈھ مارا
ملا پر نہ ہرگز ٹھکانا کسی کا — ″

گل نہیں جز داغ حسرت بوستان دہر میں
طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا — ″

دیر کو چھوڑ کے کعبے کو چلا ہے زاہد
دل لگایا نہ بتوں سے تو خدا یاد آیا — ″

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا
جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا — ″

تاب نظارۂ خورشید ندارد شبنم
شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا — ″

مجھکو افسوس نہ کیونکر ہو وطن چھٹنے کا
غم ہوا کرتا ہے بلبل کو چمن چھٹنے کا — ″

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را — حافظ

برنگ غنچہ ام جز بوسے تو در دل نمی گنجد
بود ایں خانہ را از تنگی خود قفل بر درہا — لااعلم

کتنے نادان ہیں یہ اہل فرنگ
بت سیمیں کا نام مس رکھا — ″

اس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا — ″

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا
اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا — ″

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا	لا اعلم
مدہوش مجھ کو نشۂ الفت نے کر دیا	اب خوف کچھ نہیں ہے حلال و حرام کا	״
اشکم بروں می افگند راز درون دیدہ را	آرے شکایت ہا بود از خانہ بیروں رفتہ را	״
رنج و راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا	مشعل راہ عدم داغ عزیزاں ہوگا	״
زلف شبگوں کا ہمارے دل کو سودا ہو گیا	کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا	״
سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی	آخر مزہ نہ پایا اب اس کے خمار کا	سودا
آساں نہیں ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا	״
صبح گذری شام ہونے آئی میر	تم نہ جاگے اور بہت دن کم رہا	میر
الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا	״
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	آتش
اے اجل کچھ تو میں نظارۂ قاتل کر لوں	ایک دم اور ٹھہر جا ترا احساں ہوگا	لا اعلم
دل کو برماتا ہوا صاف جگر سے نکلا	ایک تیر نگہ یار نے تو ٹوٹکا کیا	״
کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا	ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا	״
بنایا صانع قدرت نے جب پتلا مرے گل کا	بجائے روح بخشا عشق اک زہرہ شمائل کا	״
گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی	یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا	״
دوستوں سے ہم نے وہ صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا	״
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	״
تر نگردد کام من گر ہفت دریا در کشم	شربت دیدار باید تشنۂ دیدار را	״
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	״
محو ابرو کے لئے خنجر فولاد آیا	ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے جلاد آیا	״
دل کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں	کوئی سے لیتا ہے جو نام ترا	״
پھولوں میں ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا	غنچوں میں ہے چرچا تری نازک بدنی کا	״
کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے	کام آئیگا ترے کسی دن لیا دیا	״

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا	تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا	لااعلم
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا	״
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	ہمیں دشمن سمجھ کر یاد کرنا	״
اے صبا جذب یہ جس دم دل ناشاد آیا	اپنے آغوش میں اڑ کر وہ پری زاد آیا	״
پیشانی عفو ترا پرچین بناز جرم ما	آئینہ کئے برہم خورد از زشتی تمثالہا	״
وہ درد دیا تم نے کہ پایاں نہیں جس کا	وہ درد دیا دل کو کہ درماں نہیں جس کا	״
غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را	حافظ
بلبل کو دیا درد تو پروانے کو جلنا	غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	״
دلق تقوے گرو بادہ و جام ست اینجا	سخن بے مئے و معشوق حرام ست اینجا	״
نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم	جو پیشانی میں لکھا تمہاری وہ پیش سب آیا	״
اس دہر میں الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا	״
زشت باشد دبیقی و دیبا	کہ بود بر عروس نازیبا	״
انساں کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا	״
ہر مرض کی دوا مقرر ہے	مرض عشق لا دوا دیکھا	״
بھرا کسی نے جو دم ان کی آشنائی کا	دیا انھوں نے اسے داغ بیوفائی کا	״
اے خوشا ہنگامہ ہائے خانہ بربادی ما	نوحہ غم شد صدائے نغمہ شادی ما	״
مژدہ وصل سنانے لگا اب تو قاصد	کچھ نصیب نظر آتا ہے سکندر اپنا	״
آج کل جنس محبت ہوئی اتنی نایاب	نام باقی نہیں الفت کے خریداروں کا	״
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت	یہ نازوں کا پالا لڑکپن کسی کا	״
اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھو نگا پھر وطن	یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا	״
سمجھ کے رکھئے قدم وادی محبت میں	یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا	״
ہم نہ سمجھے تھے یہ غلط ہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	״
جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں	سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا	״

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے	کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا	لالہ اعلم
دلربا سینکڑوں ملے لیکن	کوئی معشوق باوفا نہ ملا	رر
گناہ آئینۂ عفو و رحمت است اے شیخ	مبین بچشم حقارت گناہگاراں را	رر
بسکہ باریک تر از موئے میانست آورا	برکمر بار کمربند گرانست اورا	رر
پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا	اوس پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا	رر
اٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ	ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا	رر
دوست دشمن پھر گیا اپنا بیگانہ بچھڑ گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	رر
ایں چہ بزم است کہ لب برلب جام است اینجا	بادۂ خورشید و قدح ماہ تمام است اینجا	رر
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	پایہ پیرو رخاں ہمسایہ بینی خویش را	رر
اب تو جاتے ہیں بتکدے سے میر	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	رر
اے آفتاب من بگزار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندید کسے آفتاب را	رر
نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئیگی امید	گلوں کے بعد ہوا کرتے ہیں ثمر پیدا	رر
کند جلوۂ ناز توجہد بہ دارو	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	رر
ہاں جی ہاں غیر سے کی ہم نے محبت تمہیں کیا	اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہیں کیا	رر
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدا را	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	رر
فراق یار میں بیکار سب ہیں اے ساقی	پیالہ شیشہ گزک میکدہ شراب گزک	رر
فرقت میں ضبط نالہ ہم سے نہ ہو سکے گا	قابو میں دل نہ ہوگا جب اضطراب ہوگا	رر
شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا	رر
کر دی میرے راز کی سب کو خبر	خوب تو نے درد دل رسوا کیا	رر
عشق رخ تو ایجاں نتواں نہفت در دل	آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا	رر
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	رر
نہ ہو کیوں اشک ریزاں وقت لکھنے کے قلم میرا	قیامت کا اثر رکھتا ہے مضمون الم میرا	رر
اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا	درد اٹھ اٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا	رر

قلقل شیشہ سے بلبل کی صدا سے پیدا	نشہ ہوتا ہے گلستاں کی ہوا سے پیدا	لا اعلم
آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما	بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما	״
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا	ادھر دیا کہ ادھر داخل خزانہ ہوا	״
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	״
بعد از فنا ببیں اثر انتظار ما	نرگس دمید از سر لوح مزار ما	״
کیا کیجے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا	روٹھے کو منانے پہ منانا نہیں آتا	״
سمجھے تھے میرا اب کوئی سرکوب ہی نہیں	فرعون کے لئے کوئی موسیٰ نہ آئیگا	״
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی	محمود بندہ بن گیا حسن ایاز کا	״
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاکدامانی	پہنچا کر تہ عصمت پہ چھوڑا پارسائی کا	״
کھل گیا جب راز تو پردہ کئے سے فائدہ	کھل گئی چوری تو پھر کیا سود بنتا شاہ کا	״
ما بہ تبسم و تو دانی و دل غم خور ما	بخت بد تا بکجا می برد آبشخور ما	״
جہاں جاتے ہوئے پیک صبا کے ہوش اڑتے ہیں	لفافہ لے چلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا	״
نسب چہ سود دہد چوں تو بے ہنر باشی	ز آب جو چہ پرستش تشنہ ہائے جوشن را	״
تحصیل علم جور و جفا خوب کردہ	ظالم وفا و مہر نیاموختی چرا	״
آں روز کہ تعلیم تو می گفت معلم	بر لوح تو ننوشت مگر حرف وفا را	״
قاتل جو کہا میں نے تو شرما کے وہ بولے	للہ نہ بدنام کرو نام ہمارا	״
اے باد صبا محفل احباب میں کہیو	دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا	״
راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کیں حال نیست صوفی عالی مقام را	״
سب سے یہی شیوہ ہے جہان گزراں کا	دیکھے گا لحد جس نے شکم دیکھا ہے ماں کا	״
دیر و کعبہ میں ہے جلوہ بت پرفن تیرا	دو گھروں میں ہے چراغ اک ز روغن تیرا	״
دی موذن نے شب وصل اذاں پچھلی رات	ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا	״
شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا	״
فریقین کے ہوئیں بستر جدا	کہ بیوی الگ سوئے شوہر جدا	״

فقیری میں وزیر آنکھ پریاں پاؤں پڑتی ہیں	یہ نقش بوریا اپنے لئے ہے نقش عامل کا	لا اعلم
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو	طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا	,,
تیرگی دور ہوئی بخت ہمارا چمکا	آپ کیا آئے کہ قسمت کا ستارا چمکا	,,
کیونکر اب اس تنگ نا زسے جینا ہوگا	زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا	,,
کوئے پری رخاں میں تو جاتا ہے شاد شاد	برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا	,,
عیش کر دنیا میں غافل زندگانی پھر کہاں	مال و زر رہ جائے گا تو ایکدن مر جائیگا	,,
اگر ہے آنکھ میں آنسو تو دل ہے غم سے بھرا	جگر میں درد ہے تو ہے زبان پہ واویلا	,,
تو عزم سفر کردی و خستی جگر ما	بستی کمر خویش و شکستی کمر ما	,,
ندانم کہ تیر خدنگ قضا	مرا بشکند بیشتر یا ترا	,,
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا	,,
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر او ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری تم جوانی کا	,,
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	,,
خیال خام ہے اپنوں سے فائدہ پانا	صدف کے کام کسی دن گہر نہیں آتا	,,
چلے گا مفلسی سے کام اس دنیا میں کیوں اپنا	امیروں نے سمجھ رکھا ہے پیسے کو خدا اپنا	,,
گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما	رشک گلزار شود از قدمت خانۂ ما	,,
دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی سبیل	یہ نگینہ جس کے ہاتھ آیا سلیماں ہو گیا	,,
کون پرساں ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا	,,
درد دل - پاس وفا - جذبۂ ایماں ہونا	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا	,,
حد از مطرب و مے گو و راز از دہر کمتر جو	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را	حافظ
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا	لا اعلم
گرا جو دامن گلچیں میں گل تڑپ کے کہا	کہ میری جان کا دشمن ہے رنگ و بو میرا	,,
ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	,,

نکلو اسے ہو ہم کو بے خطاب اپنی محفل سے وہی ہم ہیں جسے تم پیار کرتے تھے کبھی دل سے	لاعلم
نہ رہی دل میں اگر تیری محبت تجھے کیا اپنا جی - اپنی خوشی - اپنی طبیعت تجھے کیا	،،
بشر نے خاک پایا لال پایا یا گہر پایا مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھر پایا	،،
اہل دولت سے کوئی نزع میں اتنا پوچھے ساتھ کیا کیا لیا اس وقت میں چھوڑا کیا کیا	،،
در ضلالت تا نہ افتادم سعادت رہ نداد راہبر پیدا نشد تا گم نہ کردم راہ را	،،
وہ بھی دن ہوگا خدایا کہ بر آسے گی امید وہ بھی دن ہوگا کہ کوئی میرا مہماں ہوگا	،،
حسن سے عشق نہ ہو جس کو وہ انساں کیا منکر قدرت حق صاحب ایماں کیا	،،
آہ ہوتی میرے لب پر نہ یہ نالہ ہوتا ایک بھی تو نے جو ارمان نکالا ہوتا	،،
گیا حسن خوبان دل خواہ کا — ہمیشہ رہے نام اللہ کا	،،
دل عجب شہر تھا خیالوں کا — لوٹا مارا ہے حسن والوں کا	،،
اے دوست کسی کو بھی جو کلپاویگا — یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا	،،
اس دیر مکافات میں سن لے ظالم — جو آج کرے گا آپ کل پاوے گا	،،
کس کر جتن جتن محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا نا گھر میرا نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا	،،
مسجدے ہست اندرون اولیاء — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا	،،

پستاوے گا

[illegible] پایگا

رقیبوں سے وہ خوش رقیب ان سے راضی	برا کہئے میں کیوں ہوں دشمن کسی کا	لا اعلم
جس نے کچھ احسان کیا ایک بوجھ سر پر رکھ دیا	سر سے تنکا کیا اتارا سر پہ چھپر رکھ دیا	،،
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	بس ہجوم یاس سے جی گھبرا گیا	،،
جب کبھی اندازۂ دنیا کیا	غم بقدر آرزو پیدا کیا	،،
اے نور خدا در نظر آر روئے تو ما را	بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را	،،
جز خار غم نہ رست ز گلزار بخت ما	آں ہم خلید در جگر لخت لخت ما	،،
لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا	کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا	،،
سخن از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بحکمت این معما	،،
اے دل پھنسے گا ناحق دنیا کے مخمسوں میں	اس دہر غمکدہ میں بیدار رہو نہ سوجا	،،
غضب کیا ترے وعدہ پر اعتبار کیا	تمام رات قیامت کا انتظار کیا	،،
قسمت تو دیکھئے کہاں ٹوٹی ہے کمند	دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا	،،
شب کو یاد آتا ہے جب وہ مہ انور اپنا	چاندنی میں بھی بچھا لیتا ہوں بستر اپنا	،،
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا	،،
ہم نشینی ساعتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	،،
کوئی سنگی سہاتے نہیں ہے تو کرے میرا تیرا (سنت چیلا)	میرا تیرا بھول بھرم ہے بھرم کا کیوں بنا ہے	،،
دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست	کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را	[illegible]
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	،،
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	،،
رزق ہر چند بے گماں برسد	شرط عقل است جستن از درہا	،،
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	،،
تواضع زیادت کند جاہ را	کہ از مہر پر تو بود ماہ را	،،
ہے زبان اسلئے تا اس سے کریں ذکر خدا	نہ کہ ہو تذکرۂ ماہ رخاں ورد سدا	،،

ب		
نہ پڑھ کبھی ایسی پڑھیے کتاب	طبیعت ہو جس سے کہ اپنی خراب	لاعلم
آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وے رو متاب	″
خدا بھی دیتا ہے اک بار پھر نہیں دیتا	اسی سے کہتے ہیں عصمت کو گوہر نایاب	″
باغباں بے درد ہے گل ہو گیا [illegible]	کون سنتا ہے چمن میں نالۂ عندلیب	″
دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب	نسل بریدہ بہ کہ مو البسد بے ادب	″
جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب	نہیں اُن کے دل کو یہاں پیچ و تاب	″
ہر دشمنے کہ ہست قوی بایدش شمرد	گر پشہ ضعیف بود پیل در عذاب	″
لائے تھے جس کا مال اُسے دیجیے شتاب	خائن جہاں میں آپ نہ کہلائے جناب	″
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	″
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	″
اہل دنیا را ز غفلت زندہ دل پنداشتم	خفتہ دائم مردگاں را زندہ می بیند بخواب	″
بہ نطق آدمی بہتر است از دواب	دواب از تو بہ گر نگوئی صواب	″
پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب	″
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	″
پڑھو گے، لکھو گے تو ہو گے نواب	جو کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب	″
چنیں ست رسمے سرائے فریب	کہ گہہ در فراز و گہے در نشیب	″
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگے در وے افتد کند منجلاب	″
کسے کو نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
تار باقی میکند بر کاخ کسریٰ عنکبوت	بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب	″
قاریا بر من مکن چندیں عتاب	گر خطائے رفتہ باشد در کتاب	″

هر که تامل نه کند در جواب	بیشتر آید سخنش ناصواب	سعدی
بنطق آدمی بهتر است از دواب	دواب از تو به گر نه گوئی صواب	،،
تشنه گان را نماید اندر خواب	همه عالم به چشم چشمهٔ آب	،،
سخن بر بدیهی نیاید صواب	بوقت خوش داده باید جواب	نظامی
جهل که عمر به بیهوده بگذرد حافظ	بکوش حاصل عمر عزیز را دریاب	حافظ
حارصان را حرص زر تا قیست تا روز حساب	تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب	لا اعلم
از خدا خواهیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	معنوی
نیست خفاشک عدوئے آفتاب	او عدو خویش آمد در حجاب	شوکت
هست بر ذرات یکسان پرتو خورشید فیض	لیک باید جوهر قابل که گردد لعل ناب	،،
آزاده دل اسیر تکلف نمی شود	حاجت بفرش نیست به کاشانهٔ حباب	فائق
نیست قدر هیچ کس را در دیار خویشتن	آب تا در گل بود آب است در مینا گلاب	قاسم
خود نمائی کے کند آنکس که واصل شد بدوست	چون نیاید مه که گردد متصل با آفتاب	وحشی
شام کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	جسم کو دے تندرستی عقل کو دے آب و تاب	
عیب ها رنگ هنر گیرد چو دل روشن شود	صبح نورانی بود دود چراغ آفتاب	ناصر علی
عالمی را می توان از خلق خوش تسخیر کرد	بوئے گل زنجیر می گردد بپائے عندلیب	والا
خون دل در جام دیدم از شراب	آبرو بر باد دادم از شراب	حافظ
نیست سیرابی ز خون خلق ظالم را بر رگ	هر که خسپید تشنه لب آب رواں بیند بخواب	صائب
خشم مردان خشک گرداند سحاب	خشم دلها کرد عالم را خراب	معنوی
اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم	خفته وا هم مردگان را زنده می بیند بخواب	ناصر علی
پوشیده است عیب توانگر ز مال خویش	چون کوزهٔ شکسته که باشد میان آب	
گر پسر شد به از پدر چه عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	
می شود تبدیل خوئے بد ز صحبتہائے نیک	سرکه می گردد اگر افتد نمک اندر شراب	احقر
گر علو قدر خواهی از دیانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنی واللہ اعلم بالصواب	

دور کن از دل خود گرد و غبار ہستی	یہ درِ خانۂ نا رفتہ تو جہاں مطلب	لا اعلم
مشرق و شنبہ، دوشنبہ جمعہ یکشنبہ غروب	سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ در جنوب	″
از زیادت طلبی کار تو آید بزیاں	سود اگر خواہی از اندازہ زیادت مطلب	″
ذکر نیکو رفتگاں دارد ثواب	عاصیاں را میرہاند از عذاب	″
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
دیدہ ام در علم صحبت ہائے رنگیں صد کتاب	کردہ ام ایک مصرعہ تنہا قشیبی انتخاب	″
فرو ماندگاں را برحمت قریب	تضرع کناں را بدعوت مجیب	″
ٹھاکر دوارے ٹھگ بسیں اور چکے بسیں سیت	جس پوجا سے ہر ملیں وہ پوجا کے نصیب	تلسی داس
گزرا کسے جہاں میں خوشی سے تمام روز	کھٹکی کسے زمانے میں بے غم تمام شب	میر تقی
کام آتے ہیں بدوں کے نیک بعد مرگ بھی	طعمۂ زاغ و زغن ہے استخوان عندلیب	″
سانچ برابر تپ نہیں اور جھوٹ برابر پاپ	جاکے من میں سانچ ہے واکے من میں آپ	لا اعلم
اگر برکہ پر کند از گلاب	سگ در وے افتد کند منجلاب	سعدی

دیکھ لیں چاک اگر اس دلِ ناکام کے آپ
میرا ذمہ جو نہ رہ جائیں جگر تھام کے آپ

جہاں دیا تہاں دھرم۔ جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ تہاں کال ہے جہاں چھما تہاں آپ

انت کا بھلا نہ برسنا انت کی بھلی نہ دھوپ
انت کا بھلا نہ برسنا انت کی بھلی نہ دھوپ

ت

هوا خوش ست و حریفان خوش و بهار خوش ست	بنوش جام و طرب کن که روزگار خوش ست	لا اعلم
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرو بیت	مبارکباد بر تو عید بر من دیدن رویت	"
در دست طبیب است علاج همه دردے	دردیکه طبیب دهر آنرا چه علاج ست	"
شمع میگوید باهل بزم با سوز و گداز	سر بریدن پیش این سنگین دلان گلچیدنیست	"
ظهوری شکوه ات از یار بیجاست	تو بے طالع فتادی جرم او چیست	ظهوری
شوق مشتاق آرزو مشتاق جان	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق نیست	لا اعلم
هرانکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست	"
سگے را چون کلوخے بر سر آید	ز شادی بر جهد کان استخوان نیست	"
رشتهٔ در گردنم افگنده دوست	می برد هر جا که خاطر خواه اوست	"
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست	"
تا خود نرسد وعده هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	"
داد حق را قابلیت شرط نیست	بلکه شرط قابلیت داد اوست	"
عیب نادان در زبان خامشی گویا ترست	پنبهٔ بیمغز در لب بستگی رسوا ترست	صائب
می برد دل بے خرد را بهر اوج اعتبار	طفل نا افتاده را اندیشهٔ از بام نیست	کلیم
بهر دلیل بے نصیب تر انگردد خضر راه	کور کے روشن شود گر صد عصا آرد بدست	تقی
اطفال غنچه را خبر از گوش مال نیست	آنجا که عقل نیست گزند ملال نیست	حزین
قرب سرداران برائے خاکساران کیمیاست	میرسد تا رجیبی صندل تا مس طلاست	تاثیر
دریاب دمے صحبت نیکان که دگر بار	چون رفت نیاید بکمند آن دم و ساعت	سعدی
زهر ماران مار را باشد حیات	نسبتش با آدمی باشد ممات	معنوی
هر که غافل از نصیحت میکند دیوانه است	خواب غفلت بهر ده را طبل رحیل افسانه است	صائب
بیهوده مکن سعی که مخفی نکند سود	آنرا که زنند از ازل بخت زبون ست	مخفی

سبوئیکه سوراخ دارد نخست	بموم و بسیم نگردد درست	مخفی
مکن با بدان نیکی ای نیک بخت	در شوره نادان نشاند درخت	〃
در جنگ میکند لب خاموش کار تیغ	دادن جواب مردم نادان چه حاجت است	صائب
هر که پیوندد با اهل حق ز مردان خداست	آهن پیوسته با آهن ربا آهن رباست	〃
همچو ماهی فلس کردن جمع در بحر وجود	بهر قتل خویشتن انشای محضر کردن است	〃
چو خطائی از تو سر زد در پشیمانی گریز	از خطا نام نگه دیدن خطائی دیگر است	〃
در جوانی توبه کن تا از ندامت برخوری	نیست چون دندان لب خود را گزیدن مشکل است	〃
سخن شمرده و سنجیده گوی بی سوگند	که شاهد سخنان دروغ سوگند است	〃
صائب چرا لب نه نهد مهر خاموشی	سنگین دل اند مردم و گفتار نازک است	〃
چشم را از عیبهای خلق پنهان کردنست	آتش سوزنده را بر خود گلستان کردنست	〃
هیچ نقشی نیست کز آئینه زو پنهان کند	دل چو روشن شد کتاب و دفتری درکار نیست	〃
هر که هر چیز دهی نام او مهر صائب	که چیز خود طلبیدن کم از گدائی نیست	〃
در پایهٔ خود هیچ کسی خورد نباشد	تا چند بود ساکن ویرانه بزرگ است	〃
یوسف مصر شنیدی که اخوان چه کشید	چه توقع ز عزیزان دگر باید داشت	〃
اتفاق دوستان باهم دعای جوشن است	سختی از دوران نه بیند دانه تا در خرمن است	〃
هوای عالم آزادگیست پر بیجال	ز برگ ریز خزان سرو فارغ البال است	〃
مرد عاقل در وطن هرگز نگیرد اعتبار	گل چو از گلشن برون افتاد جایش بر سر است	〃
پیروی شو و کار مردان درست	ز سستی شود عاقبت کار سست	〃
از عمر رفته حاصل من آه حسرت است	جز رنگ از شکستن این آب زیست	〃
مریز آب رخ خود برای نان هیهات	که آبرو چو رود هیچ آب حیوان نیست	〃
رزقش رسد ز عالم بالا بپای خویش	صائب کسیکه همچون صدف پاک طینت است	〃
در رحم اطفال از تحصیل روزی فارغ اند	فارغ ز رزق هست رضا و در پیست	〃
تا دهن باز است روزی میرسد از خوان غیب	[illegible]	〃

ارباب ہمم را چہ غم از بے پر و بالیست	بال و پر ما این طائفہ از ہمت عالیست	صائب
ہیچ است گنج عالم اگر است دل غنی	دل چون توانگر است بدنیا چہ حاجت است	"
در بساط خاک گنجے را کہ می باید نہفت	ریزش خود را ز چشم خلق پنہان کردنیست	"
ہمین بس ست ز قہر خدا سزائے بخیل	کہ فقر دارد و از مجد فقیر نومید ست	"
پے نیک مردان بباید شتافت	کہ ہر کین سعادت طلب کرد یافت	"
دو چشم از پے صنع باری نکوست	ز عیب برادر فرو گیر دوست	سعدی
شب ہر توانگرے بہ سرائے ہمی رود	درویش ہر کجا کہ شب آید سرائے اوست	"
عارفان درویش صاحب درد را	بادشاہ خوانند اگر نانیش نیست	"
طریقت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست	"
خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست	"
سعدیا چون بت شکستی خود مباش	خود پرستی کمتر از اصنام نیست	"
مارا بہشت صحبت یاران ہمدم است	دیدار نامناسب جہنم است	"
بسوگند گفتن کہ زر مغربیست	چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست	"
منعم بکوہ و دشت بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت	"
بگرگی ز گرگان توانیم رست	کہ بہ جہل جز جہل نارد شکست	نظامی
زن سیمتن گرچہ روئین تن است	ز مردی چہ لافد کہ زن ہم زن است	"
جز این نیستم چارہ در سرنوشت	کہ سر برنگردانم از سرنوشت	"
قرض ایزد بگزاریم و بہ کس بد نکنیم	و آنچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست	حافظ
حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام	ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست	"
ز قسمت ازلی چہرہ سیہ بختان	بشست و شوئے نگردد سفید این مثل ست	"
دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشانست	"
مزن ز چون و چرا دم کہ بندۂ مقبل	قبول کرد بجان ہر سخن کہ جانان گفت	"
بہ درد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطافست	"

رضا بداده بده وز جبین گره بگشائے	که بر من و تو در اختیار نگشاد است	حافظ
مستمع چون نیست خاموشی به است	نکته را از نا اہل گر پوشی به است	کلیم
دل بزیب و زینت گیتی ہنر پرور نبست	غیر نقش بوریا بر خویشتن زیور نبست	〃
خون حیا بگردن اہل طلب بود	قتل گدا بقصد قصاص حیا روست	〃
بحریست زندگی و نہنگش حوادث است	تن کشتی است و مرگ بساحل رسیدن است	〃
بر توسن اراده خود کس سوار نیست	در دست اختیار عنان گسسته است	
روزی طلب مکن تو چه دانی که آن کجاست	تیر از چه افگنی چو نیابی نشان کجاست	لا اعلم
انگور خوش است آب انگور خوش است	آواز دہل شنیدن از دور خوش است	〃
بر ندارد میوه تا خام است دست از شاخسار	زاہد ناپخته را از خود بریدن مشکل است	〃
از کرامات پیر ما چه عجب	گربه شاشید و گفت باران است	〃
سخاوت بخشایش داور است	نه در جنگ و بازوئے زور آور است	〃
لب خامشی بود دلیل کمال	قفل بر در نشان اسباب است	〃
ہرکه رو در خلق میگیرد قبول خاطر است	وقت آن کس خوش که ما را از نظر افگنده است	〃
در شکارستان دنیا آنچه می باید گرفت	شاہباز دیدهٔ روشندلان را عبرت است	〃
مرید نفس دون گردیدن از چیست	ندانم سنگ پرستی مذہب کیست	〃
ز دوست دوست نه رنجد بہیچ تقصیرے	اگر برنجد و گوید که دوستم غلط است	〃
ہر کمالے را زوالے ہست در زیر فلک	ماه ناقص بدر ما گر بدر کاہیدن گرفت	〃
مبین حقیر کسے را که شمع در شب تار	به از عصائے بلند است گرچه کوتاه است	〃
دنیا خوش است مال عزیز است و جان لطیف	لیکن رفیق بر ہمه چیزے مقدم است	〃
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد ہیزم است	〃
پروانه را بشمع دلالت که می کند	در کاروان شوق ہمه شوق رہبر است	〃
در جہان نتوان نشان سیرچشمی یافتن	چشمهٔ خورشید ہم محتاج آب شبنم است	〃
از چرخ ہمین نالی اگر بخت نداری	بے طالعی طفل ز تقصیر پدر نیست	〃

نیست پروائے عدم دل زدۂ ہستی را	از قفس مرغ بہر جا کہ رود بستان است	لا اعلم
در رہ فنا قافلۂ اہل جہاں را	دیر ماندن دنیا ہمہ یکروزہ مقام است	"
فزوں چوں ز قسمت نیاید بدست	زنے بر بہم گرچہ بالا و پست	"
سر نوشت ما ز دست خوش نویس	خوش نویس است نخواہد بد نوشت	"
با کمال احتیاج از خلق استغنا خوش است	یا دہان تشنہ مردن بر لب دریا خوش است	"
اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس	خیمۂ افلاک بے چوب و طناب استادہ است	"
امروز بخشش از پئے فردا خزانہ ایست	دست کرم براہ فنا پیش خانہ نیست	"
بے ریاضت نتوان در دل سالک بخود شد راز عشق	طبل را تا پوست باشد تازہ خالی از صدا است	ناصر علی
صحبت صاحبدلاں اکسیر قلب عیبہاست	بر در شاہاں تکبر در فقیراں کبریاست	"
چوں از قضا گریز تواند کسے کہ بود	دست قضا عنان کش او ہر کجا گریخت	جامی
سیل چوں آمد بدریا بحر گشت	دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت	مثنوی
زاہداں را بر در ارباب معنی راہ نیست	طاعت اہل ریا مقبول این درگاہ نیست	"
ابر بر ناید پئے منع زکات	ور زنا افتد وبا اندر جہات	"
جامہ پوشاں را نظر بر گازر است	جان عریاں را تجلی زیور است	"
دشمن ار چہ دوستانہ گویدت	دام داں گرچہ ز دانہ گویدت	
مرد گر لاف ادب و جہد بنہد بے شر است	ز انکہ ابجد در حقیقت بہر طفل مکتب است	نعمت خاں عالی
آبرو را گر طلب داری مرو از جائے خویش	آنچہ گل را در چمن آبست در بازار نیست	نادم
آخر مآل کار ترقی تنزل است	جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست	باقی
گویم آئین وفا در مردم عالم کم است	باز میگویم کہ شاید بودہ باشد عالم است	صائب
تا بہ سنگ اندروں بود گوہر	کس چہ داند کہ قیمتش چند است	صابر
گرچہ از افتادن دنداں شود گفتار سست	چو دنداں طمع کندی سخن گوئی درست	اثر
پنجۂ اہل سخا در جانب اہل طلب	وقت رفتن غنچہ و در وقت گشتن گل است	شیدا
جہاں از پئے شادی و دل خوشی ست	نہ از بہر بیداد و محنت کشی ست	نظامی

عمر اگر خوش گزرد زندگی خضر کم ست	ور به تلخی گزرد نیم نفس بسیار است	رفیع
هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست که انجام کار چیست	حافظ
مایهٔ آسودگی از خلق ترک حاجت ست	زیر سر نگذارد دستی را که زیر منت ست	حزین
خرمن عمرش تلف شد هر که از کس زر گرفت	داد بر باد چون در شمع آتش در گرفت	
آزادگی ز منت دونان رمیدن ست	قطع امید دست طلب را بریدن ست	کلیم
نان جو خور در بهشت سیر چشمی سیر کن	گرد خجلت بهر گندم بر رخ آدم نشست	صائب
ای قناعت توانگرم گردان	که ورای تو هیچ نعمت نیست	سعدی
هر سفله پی بگنج قناعت کجا برد	این نقد در خزانهٔ ارباب همت ست	جامی
تشنه چشمان را به نعمت سیر کردن مشکل ست	دشت گر دریا شود ریگ روان سیراب نیست	صائب
ناکس نپذیرد اثر از تربیت کس	هر چند عصا راه رو و پا شدنی نیست	
شوق مشتاق آرزو مشتاق جان مشتاق تست	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق تست	
آری اساس خانهٔ عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	
رفت هر کس را بپا خاری کند سوزن علاج	می خورد خون بیشتر هر کس که او بیمار ست	
مس را چو زر بروی محک کس نمی کشد	سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست	
از گرفتاری خلاصی نیست اهل عقل را	هست اگر آزادی زیر فلک در ترک ست	صائب
اهل فطرت را سبک کی می کند دست تهی	ظرف چینی گر همه خالی ست بی مقدار نیست	
چه یار از یاران را چو دل یار نیست	چو دل تنگ شد جای گفتار نیست	
بر روی زمین هیچ کس آسوده نباشد	گنجی بود آرام که در زیر زمین ست	
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید و بر من دیدن رویت	
ز یک شاخیم اگر شیرین و گر تلخ	ز یک خمیم اگر هشیار و گر مست	
اهل بصیرت از سخن هیچ می برند	مو در میان دیده کم از نوک خار نیست	والا
مقام عیش میسر نمی شود بی رنج	بلی بحکم بلا بسته اند روز الست	حافظ
هر عدو باشد همین احسان نکوست	که باحسان بس عدو گشتست دوست	معنوی

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت	صد ہزاراں حشمت و ہم مکرمت	معنوی
زندگی در مردن و در محنت ست	آب حیواں در درون ظلمت ست	″
اے بسا کاریکہ اول صعب گشت	بعد ازاں بکشاد و سختی در گزشت	″
کار بخت ست آں و آنہم نادر ست	کسب باید کرد تا تن نادر است	″
ور طلب زن دامنِ او مرد دوست	کہ طلب در راہ نیکو رہبر ست	″
وقت آں کس خوش کہ چوں برق از گریبان وجود	سر بروں آورد بر وضع جہاں خندید و رفت	″
نہ ہر سر تاج و تخت و سروری یافت	نہ ہر اسکندرے پیغمبری یافت	″
ترک گویائی ز دخل نکتہ گیراں رستن است	بستن لب از سخن خوش تر ز مضمون بستن است	غنی
دلا آنکہ داناست از مغز و پوست	شناسد بد از نیک دشمن ز دوست	″
زور بازو مرد را وابستہ مشت زر است	دست خالی در حقیقت آستین بیش نیست	″
ز شرم انگشت دارد در دہن طفل	سر پستاں گرفتن ہم گدائیست	″
عدو شود سبب رزق گر خدا خواہد	خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ است	″
اطفال غنچہ را بجز از گوشمال نیست	آنجا کہ عقل نیست گزند ملال نیست	حزیں
ز دانندہ کم گفتن اکنوں نکوست	جہاں پر ز ناداں بسیار گوست	″
مردمی باید کہ گیرد دستِ صاحب جوہری	تیغ را بے قوت بازو کشیدن مشکل است	آفریں
با کوری باطن چہ کند دیدۂ ظاہر	نرگس ہمہ چشم آمدہ بینا شدنی نیست	امین
در شکست خویش کوشش از عزت افزون باید	بر سر خوباں نہد دش جا چو گل از پا شکست	″
ہر سر بخت شاد شو و ہر شکست خود	در گوشم این سخن لب خنداں پستہ گفت	ظہیر
گیرد شکار دام زمیں تسخیر چوں شود	تسخیر جز نیاز دریں روزگار نیست	″
مردم ادا دانی از گردوں شکایت میکنند	قبض و بسط کارہا در پنجۂ افلاک نیست	″
بغیر اہل کرم نام او مبر زنہار	چرا کہ بہتر ازیں مرد را کمالے نیست	″
زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں	کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت	میلے
قیمت نیشکر و بید مساویست ز ابر	نیک و بد در نظر اہل کرم ہر دو یکیست	وحید

مفلس ترشح ز توانگر ندیده است	کس رشته را به آب گهر تر ندیده است	طاهر
چون حل نمی‌شود به سخن مشکلات من	در چشم تو که فائدهٔ قیل و قال نیست	هلالی
در دوستی ملاحظهٔ مرگ و زیست نیست	دشمن به از کسیکه نمیرد برای دوست	״
سیاه رو شود آن کس که عیب‌بین گردد	چو جامه به سخن هیچ کس مدار انگشت	فائق
بسکه از وضع جهان بیگانگی ما رونماست	هر کرا دیدیم چون آئینه صورت آشناست	״
تو از خرابی خود مفلسی چنین دانه	چه گنجها که درین کنج محنت آباد نهفت	صافی
نصیب ما ز ازل کاتب قضا و قدر	چه جای جنگ و جدل خوش قلم هر چه نوشت	״
هر که همت گمارد آخر کار	تا بآنجا رسد که همت اوست	״
پیش ما چیزی گرفتن با توکل دشمن است	بس بود گر دوستان گاهی خبر باید گرفت	״ المتعالی
خواهی بکعبه رو کن و خواهی بسومنات	از اختلاف راه چه غم رهنما یکیست	صائب
در وی آئینه باشد راه خوب و زشت را	هیچکس در مشرب اهل صفا بیگانه نیست	بینوا
چراغ بتکده و شمع خانقاه یکیست	اگرچه دیده دو آمد ولی نگاه یکیست	
خود حسد نقصان عیب دیگر است	بلکه از جمله کمیها کمتر است	معنوی
چه گفت دهقان حمید به پشت	که سوهان روح است خوی درشت	حزین
تا توانی از کدورت لوح دل را پاک کن	زانکه این آئینه را از غیر تاب آه نیست	
گفتگوی اهل عالم بر سر دنیا بهم	جمله بی اصل است و جنگ طفلهای مکتب است	کلیم
موی سفید و روی سیه عیب بیشک نیست	با خلق خوش بصورت زیبا چه حاجت است	صائب
ای که عزم کعبه داری گر بدست آری دلی	منزل مقصود نزدیک است چندان دور نیست	
مکن ذخیره که در رفتن است عمر عزیز	بخور که روزه گرفتن حرام در سفر است	اثر
کی بجلق میتوان شد با تن تنها طرف	ملک گیری سهل باشد گوشه گیری مشکل است	غنی
چه شد که شاه برافروخت شمع کافوری	چراغ خانهٔ درویش ماه تابان است	ناصر علی
در طریقت هر چه پیش سالک آید خیر اوست	در صراط المستقیم ای دل کسی گمراه نیست	حافظ
تا شناسی رنگ پیدا کرد عشرت هم غم است	چون حنا رنگ سیاه گیرد لباس ماتم است	

نشاط عیش چو برچیده می شود آخر — به پیش جام زر و کاسهٔ سفال یکیست — قابض
فکر شنبه تلخ دارد جمعهٔ اطفال را — عشرت امروز بی اندیشهٔ فردا خوش است — صائب
عیش دنیا را بقائی نیست دیدی غنچه را — یک تبسم کرد عمرش در پریشانی گذشت — طالب آملی
مبر قصی از نشاط می ناب غافلی — کین رقص با طپیدن بسمل برابر است — صائب
نقد دلیکه بود مرا صرف باده شد — قلب سیاه بود از ان در حرام رفت — حافظ
میازار موری که دانه کش است — که جان دارد و جان شیرین خوش است — فردوسی
بغیر ظلم توقع مدار از ظالم — که نخل شعله اگر بار می دهد شرر است — شهرت
از شکست خاطر نازک دلان ایمن مباش — شیشه را چون بشکنی هر ذرهٔ آن خنجر است
مردم آزاران جاهل روز پیری بدتر اند — افعی قاتل بعهد کهنه سالی اژدر است — ظهیر
مردم آزار از حماقت مال مردم میخورند — مار را قوت به از مغز سر ضحاک نیست — "
بداختر تر از مردم آزار نیست — که روز مصیبت کسش یار نیست — سعدی
ظاهر آلوده را با فیض باطن کار نیست — پیرهن چون بے نماز افتاد طاعت ناروا ست — ناصر علی
جهان اے پسر ملک جاوید نیست — ز دنیا وفاداری امید نیست — سعدی
مهر از جهان مبر که غذای لطیف او — خون است در لباس اگر شیر مادر است — صائب
با آب و خاک زبان دل مبند و غره مشو — که عمر شمع درین جهان چون گذرگه باد است — صافی
هر روز اختیار جهان پیش دیگر است — دنیا مگر گدا است که هر روز زیر دست است — درویش
آفت دولت با بنای زمان معلوم نیست — لقمه چون افتاد فربه استخوان معلوم نیست — صائب
چند مغرور درین مسکن دنیا باشی — خیز اسباب سفر ساز که این منزل نیست — یقین
بارها دیدیم وضع دهر را دیدن نداشت — جز گل عبرت درین بستان سرا چیدن نداشت — کاشی
هرگز مبند دل بفریب جهان حزین — دنیای سفله دشمن مردان عالم است
داند کسیکه محنت دنیا کشیده است — دردی تیز تر ز درد سر روزگار نیست — حزین
جهان منزل درد و جائے غم است — درین دام گه شادمانی کم است — حافظ
طفل داند دایه را حور بهشت و جوی شیر — زشتی زال جهان بر ناقصا معلوم نیست — صائب

گویند زمین بر سر گاو است بلی	گاو است که یکبار دنیا بر داشت	بیخود
زابنای دهر وقت کسی خوش نمی شود	خوش وقت آنکه معتکف کنج عزلت است	جامی
بر نمیدارد لباس عاریت طبع غیور	جمع کردن دل ز اسباب جهان سامان ماست	ناصر علی
جمع خواهی دل اسباب جهان تفرقه کن	تخم جمعیت دل تفرقهٔ اسباب است	
چو بر تخت جاوید نتوان نشست	ازین بیشتر تخت باید شکست	نظامی
در زندگی بکوش که فرصت همین دم است	زیرا که روز مرگ بکس آشکاره نیست	
چنان میر که چیزی نماند از تو بجای	بغیر نام نباید بیادگار گذاشت	کلیم
راز ما از راستی فواره سان مستور نیست	بر زبان ماست جاری آنچه ما را در دلست	
راستی موجب رضای خداست	کس ندیدیم که گم شد از ره راست	سعدی
باصدق ز دوری مکن اندیشه در پیش	تیری که بود راست در آغوش نشان است	صائب
نتوان از سست پیوندان بآسانی برید	در جوانی از دهن دندان کشیدن مشکل است	صائب
کلید ظفر چون نباشد بدست	ببازو در فتح نتوان شکست	
چه داند مردم که در جامه کیست	نویسنده داند که در نامه چیست	سعدی
پسر کو میان قلندر نشست	پدر گو ز خیرش فرو شوی دست	سعدی
محاسن چو مردان نداری بدست	نه مردی بود پیش مردان نشست	”
کسی قول دشمن نیارد بدست	جز آنکس که در دشمنی یار اوست	”
نظر بعیب کسان از کمال بی بصریست	بعیب خویش نظر کن که عین بیناییست	مخفی
سخن گفتن و بکر جان سفتن است	نه هر کس سزای سخن گفتن است	نظامی
نگه دار فرصت که عالم دمیست	دمی پیش دانا به از عالمیست	
قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه	چندین هزار سال ز آدم گذشته است	قابل
یک اهل دل که مرهم داغ درون شود	در شهر هیچ ولایت نمانده است	صائب
مردم منعم کی بتعظیم گدا خیزد ز جا	دامنش گوئی بزیر سنگ زر بمانده است	واعظ
هنوز آن ابر رحمت در فشان است	خم و خمخانه با مهر و نشان است	

دنیا خوش است لیک باندازۂ وجود	پیراہن زیادہ ز قامت برید نیست	
نیست جز ترک تکلف زینت روشندلاں	گر لباس اطلس است آئینہ عریان بہتر است	
جنگ و زورآوری با دشمن با مست	پیش سرپنجہ در بغل نہ دست	سعدی
آنکہ در راحت و تنعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست	״
آتش از خانۂ ہمسایۂ درویش مخواہ	کانچہ از روزن او میگذرد دود دل است	״
الا تخواہی بلا بر حسود	کہ آں بخت برگشتہ خود در بلاست	״
جوان گوشہ نشین شیر مرد راہ خداست	کہ پیر خود نتواند ز گوشہ برخاست	״
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت	״
خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است	״
معدہ چو گر پر گشت و شکم درد خاست	سود ندارد ہمہ اسباب راست	״
مرغ بریاں بچشم مردم سیر	کمتر از برگ ترہ بر خواں ست	״
منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ (یا بارگاہ) ساخت	״
چوں مرد بر افتاد ز جائے و مقام خویش	دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے اوست	״
شب ہر توانگرے بسرائے ہمی رود	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	״
از خدا داں خلاف دشمن و دوست	کہ دل ہر دو در تصرف اوست	״
برادر کہ در بند خویش است	نہ برادر ست و نہ خویش است	״
اے پسر تا چہ سعی و در قامت	کہ ہنرت چیست و نگویند کہ پدرت کیست	״
ہر کہ آمد در جہاں تا اہل فنا ست	لایزال و لم یزل فرد آں خداست	״
سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار	زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست	״
مرد عالم گر پریشاں حال باشد عیب نیست	قدر مصحف کم نگردد گر سراسر ابتر است	مظہر
آہے کہ غم ز دل نبرد تا کشیدنی ست	مرغیکہ نامہ بر نبود پر بریدنی ست	صائب
مشو بمرگ ز امداد اہل دل نومید	کہ خواب مردم آگاہ عین بیداری ست	
دراں رہے کہ مستاں بسلامت رفت	قدم شمردہ نہادن دلیل ہشیاری است	

کیست از دوش کسے بارِ تواند برگرفت	گر ہمہ عیسیٰ ست در بندِ خر و بارِ خود ست	
ترکِ دنیا حق پرستی از برائے آخرت	از ہوائے نقل کردن در ہوائے دیگر ست	
از تہِ دیوار آساں ست بیروں آمدن	دامن از دستِ گراں جاناں کشیدن مشکل ست	
اہلِ دل را بدل و اہلِ نظر را بہ نظر	دوستداران زباں را بزباں باید جست	
از خوشامد می فزاید در تنگ ظرفاں غرور	شیشہ ہا را بے نفس ساماں بالیدن کجاست	
ز سادگی ست بفرزند ہر کہ خورسند ست	کہ مادر و پدرِ غم وجودِ فرزند ست	
حرفِ بدگو باز میدارد ز بد کردن مرا	میکند ہموار سوہاں گرچہ خود ہموار نیست	
چوں بلائے می شود نازل مزن چیں بر جبیں	در روئے مہماں جبیں بستن خوب نیست	
قوتِ بازو نیاید بے صفائے دل بکار	تیغ تا در زنگ باشد برگِ بیدی بیش نیست	غنی
نیست تا پاک از غرض ہا در سخاوت سود نیست	در تلاشِ نام سیم و زر فشاندن جود نیست	صائب
چوں محبت درمیاں باشد تکلف گو مباش	شیرِ مادر در حلاوت بے نیاز از شکر ست	غنی
پر ز ابر کہ چوں وقتِ می پرستان ست	بیار بادہ کہ امروز روزِ مستان ست	
گر بود رہ یک قدم بے رہنما دور ست دور	بے اجل نتواں رسیدن گرچہ منزل زیرِ پاست	واحد
دیوانہ خموشش بہ عاقل برابر ست	دریائے آرمیدہ بساحل برابر ست	صائب
در مقامِ حرف بر لب مہرِ خاموشی زدن	تیغ را زیرِ سپر در جنگ پنہاں کردن ست	
روئے کز و دلے بکشاید ندیدنی ست	حرفے کہ مغز نیست در و ناشنیدنی ست	
چوں شکم نامرد را پر شد تواضع را گذاشت	زن چو آبستن شود او را خمیدن مشکل است	عالی
دنیا بجوش ست لیک باندازۂ وجود	پیراہنے زیادہ ز قامت بریدنی ست	
سفلہ را منظور نتواں ساختن گو خوبرو ست	ہیچ را در دیدہ نتواں کوفتن گو از زر ست	فرید
ز دوستانِ زبانی مدار چشمِ وفا	ز برگِ بید محال ست بر توانی یافت	صائب
قابل دریں زمانہ ز آدم نشاں مخواہ	چندیں ہزار سال ز آدم گذشتہ است	قابل
ہر کہ خود تربیتِ خود نکند آدم نیست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	آرزو
بسرد و گرمِ جہاں خاطرت چو راضی شد	تمام عمر ترا آبِ سرد و ناں گرم ست	سلیم

از خس و خار غرض گر پاک باشد سینه ها	هیچ باغ دلگشا چون دیدن احباب نیست	صائب
تا یدبحث چو طائر عشرت ز دست رفت	رنگے ز رخ پریده کیے را شکار نیست	فرحت
هر چه باید آدمی با خویشتن آورده است	خواب چون افتاد سنگیں بسترے درکار نیست	صائب
بد از رفاقت نیکاں نکو نخواهد شد	سموم را سر همراهی صبا عبث ست	حزیں
تاب بو کردن ندارم طاقت چیدن کراست	باغبان بیهوده بر رویم در گلزار بست	
زبان تیغ به نرمی نمی شود کوتاه	ملایمت به حریفان بے حیا عبث ست	حزیں
پیوند عمر بسته بموئیست هوشدار	غمخوار خویش باش غم روزگار چیست	حافظ
دور نشاط زود بانجام می رسد	یک هفته شادمانی گلزار بیش نیست	صائب
هیچ کارے گرچه صائب بے تامل خوب نیست	بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش ست	〃
از بهر قطع کردن نخل حیات من	چون ارهٔ دو سر نفس اندر کشاکش ست	
دستے که ریشه‌ئے نکند شاخ بے برست	نخلیکه میوهٔ ندهد خشک بهترست	
شکایت از ستم چرخ ناجوانمردی ست	که گوشمال پدر خیر خواهی پسرست	
قرض از کریم کن که وفایش گرفتن ست	مانند قرض روزه ادایش گرفتن ست	
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	این رشته را مسوز که چندین دراز نیست	
هر که آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت	
چشم همت داشتن از سفرهٔ گردون غلط	نان خشکے دارد آنهم صبح هست و شام نیست	عرفی
تواضع ز گردن فرازان نکوست	گدا اگر تواضع کند خوے اوست	سعدی
دل منه بر الفت دنیا که تا گرم است آتش	گر بهیچ شد آتش لیک با او دشمن ست	غنی
علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست	
کسری نماند قصر ایوان او نماند	نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست	
تنگدستی فی الحقیقت مایهٔ دیوانگی ست	بید از بیحاصلی در باغ مجنون گشته است	
گر عظیم ست از فرودستان گناه	عفو کردن از بزرگان اعظم ست	
هر سر که یافت افسری از گوهر ثبات	در اقتدار بگذارد از چرخ ناثبات	

خوبیٔ اخلاق کاں دنیا و دیں را زیور است	یا فقیری خوش بود یا پادشاہی خوشتر است	
بشمشیرے یکے تا صد تواں کشت	بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت	
دگر گوئے کہ درویش در پناہ کسے است	کہ پادشاہ جہاں در پناہ درویش است	
از دستِ تو صد شربت شیریں بچشیدم	یک شربت تلخ ار بچشم باکے نیست	
مال دہی مرد بدست آیدت	ور نہ دہی زود شکست آیدت	
از وزیرے کہ او نکو سیرت	ملک را زیب و زینت دیگر ست	
رسول توانا توانا فرست	بدانا ہم از جنس دانا فرست	
ہر خار کہ سر بر زند از گلشن ملک	فی الحال سرش بہ تیغ بر باید داشت	
ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست	پوجیں ہیں ہم اسی کو جو ہیں میکدہ پرست	
کس در وفائے وعدہ چو آں شوخ سست نیست	لکنت گواہِ اوست کہ قولش درست نیست	
کام تو موقوف زاریٔ دل ست	بے تضرع کامیابی مشکل ست	معنوی
دوستی با دشمن دانا نکوست	دشمن دانا بہ از نادان دوست	
در عیادت رفتن تو فائدہ است	فائدہ آں باز با تو عائدہ است	
شب زندہ دار باش کہ ایں باغ دلفریب	آں غنچہ فیض برد کہ پیش از سحر شگفت ست	صافی
خواب راحت در حقیقت پایۂ درد سر ست	ہر کہ دارد ایں مرض پیوستہ صاحب بستر ست	
حاجت بدور باش ندارد حریم تو	شرم تو با ہزار نگہباں برابر ست	صائب
در مجالس حرف سرگوشی زدن با یکدگر	در زمین سینہ ہا تخم نفاق افشاندن ست	
ہیچکس یا رب اسیر جذبۂ الفت مباد	مرغ دست آموز در پرواز ہم آزاد نیست	عاقل
عنانِ نفس کشیدن جہاد مردان ست	نفس شمردہ زدن ذکر اہل عرفان ست	صائب
صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست	تا بیابد بر مراد خویش دست	
پند حکیم صیقل آئینہ دل ست	مقصود ہر دو عالم ازاں پند حاصل ست	
صف شکن قلب سپاہی حیا ست	راہزن خیل ملاہی حیا ست	
غفلت نگشت مانع تعجیل عمر را	در خواب نیز قافلۂ ما روانہ است	

بے درد و انشد دل غفلت گرفتہ ام ؎ — قفلے کہ زنگ بست شکستن کلید اوست — ناصر علی

ز روزگار جوانی خبر چہ می پرسی — چو برق آمد و چوں ابر نو بہار گذشت

ہشیار باش خواجہ کہ از مرگ چارہ نیست — غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست — صائب

قبول خاطر معشوق شرط دیدار ست — بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست

نامہ ام را ببری قاصد زبانی ہم بگو — خامہ گشد فرسودہ ورنہ شکوہ پایانے نداشت — صائب

دوستی و دشمنی با خلق صائب آفتست — از جدل آسودہ شد ہر کس ز چہرکیں گذشت — سعدی

ترا ایں قدر تا بمانی بس ست — چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست — سعدی

خدا دوست را گر بدرند پوست — نخواہد شدن دشمن دوست دوست

بسا اہل دولت ببازی نشست — کہ دولت ببازی برفتش ز دست

گرچہ دست اہل دولت ہست در ظاہر بلند — دست ارباب دعا بالاترین دستہاست — صائب

چرخ را جام نگوں داں کز مے عشرت تہی — بادہ از جام نگوں جستن نشان ابلہی ست — جامی

فردا چو غم زیادہ ز امروز می رسد — امروز خوردن غم فردا چہ حاجت ست — صائب

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ؎ — نرود تا بوقت مرگ از دست — سعدی

در یک سخن حقیقت ہر کس عیاں شود — بہر نمونہ از صدفے یک گہر بس ست — صائب

بشنوائے خردمند از آں دوست دست — کہ با دشمنانت بود ہم نشست — سعدی

نے تار عمر محکم و نے تار دوستی — افسوس زیں دو رشتہ کہ بسیار نازک ست — صائب

دست کوتہ را مکش از آستیں — پائے چوں شد لنگ در دامان خوش ست

فریاد دوستاں ہمہ از دست دشمن است — فریاد سعدی از دل نامہربان دوست

امروز عجب مضطربم بے سببے نیست — گر یار بسر وقت من آید عجبے نیست

نماز پارسائے مطلبی نیست — سلام او سلام روستائی ست — غنی

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت — رفت و منزل بدیگرے پرداخت — سعدی

برگ عیش بگور خویش فرست — کس نیارد ز پس ز پیش فرست — سعدی

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت — کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت — سعدی

همراه اگر شتاب کند همره تو نیست	دل در کسے مبند که دل بستهٔ تو نیست	سعدی
خوئے بد در طبیعتے که نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست	״
پشه چو پُر شد بزند پیل را	با همه مردی و صلابت که اوست	״
مورچگاں را چو بود اتفاق	شیر ژیاں را بدر آرند پوست	״
زخم دنداں دشمنان تیز است	که نماید بچشم مردم دوست	״
هنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست	گلست سعدی و در چشم دشمنان خارست	״
دانا را از ناداں نفرت ست	ناداں را از دانا وحشت ست	״
خاکساری پیشه کردن هیچ میدانی که چیست	مشت خاکے را بچشم دشمنان افگندن ست	ناصر علی
بهره بردار ز فقیرے از توانگر مشکل ست	مور گر در خرمن گوهر فتد بے حاصل ست	
هماں کس بدانی نکوخواه تست	که گوید فلاں خار در راه تست	سعدی
چو دل بیناست یکتا دیده از هم	نگاهِ تند را عینک حجابست	ناصر علی
شهرت تام آوری سرمایهٔ آرام نیست	جز خراش دل نگیں را حاصلے از نام نیست	نصرت
بعهد ما تحمل پیشه خوارست	بود حمال هرکس بردبارست	حزیں
مرگ هرکس در حقیقت نقش حال زندگی ست	هرچه کس بیند به بیداری هماں بیند بخواب	
ناکسے گر با کسے بالا نشیند عیب نیست	خس بود بالائے دریا زیر دریا گوهرست	مظهر
سفلهٔ زرپوش را در مجلس خود جا مده	کفش زریں گر بود بر سر نمی باید گذاشت	سعدی
چو بینی زبردست را زور دست	نه مردی بود پنجهٔ خود شکست	
چو پنجاه ساعت بروں شد ز دست	غنیمت شمر چند روزے که هست	
ز هجران طفلے که در خاک رفت	چه نالی که پاک آمد و پاک رفت	
ظهورِ خشم بزرگاں تهی ز رحمت نیست	غبار چهرهٔ گردوں دلیل باراں هست	راسخ
هرکه خواهد گو بیا و هرکه خواهد گو برو	گیر و دار حاجب و درباں بدیں درگاه نیست	
گفتنی برو بکوے دگر کس قرار گیر	در عهد نامهٔ من و تو ایں قرار نیست	
ز ابلهی مکن اشعار را وسیلهٔ رزق	ببیں زمین سخن قابل زراعت نیست	سعدی

چون مرد بر فتاد ز جائے و مقام خویش	دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے اوست	
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست	قیمت خود را ندانی احمقی ست	معنوی
در گزر از نام و بنگر در صفات	تا صفاتت راہ نماید سوئے ذات	
قبول مرداں بزن اے عالی پرست	زناں بود کہ مرد پایاں بیں ترست	
مخور فریب صلائے توانگراں صائب	کہ روزہ داشتن سفلہ صرفۂ نان ست	صائب
ولا تا بزرگی نیاری بدست	بجائے بزرگاں نباید نشست	نظامی
غرور جوانی چو از سر گذشت	ز گستاخ کاری فرو شوئے دست	
سر گران مردم از مردمی ست	وگرنہ ہمہ آدمی آدمی ست	
میان دو کس جنگ چوں آتش ست	سخن چین بدبخت ہیزم کش ست	سعدی
چو شد جامہ بر قد فرزند راست	نباید دگر مہر فرزند خواست	نظامی
ہمہ چیز را اصل باید درست	کہ باشد خلل در بنا ہائے سست	لاادری
زمانہ بہ نیک و بد آبستن ست	ستارہ گہے دوست گہ دشمن ست	
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست	
ناصحا بیہودہ میگوئی کہ دل بردار از	من بفرمان دلم یا دل بفرمان منست	
سیر مار را کوفتن طاعت ست	زرہ خار و خس روفتن حکمت ست	حزین
ہر کہ چشم رغبت از نظارۂ مرغوب بست	بر دل آسودہ راہ یک جہاں آشوب بست	صائب
تا بر ترا ز حد خود راہ نیست	کہ نقش از نگارندہ آگاہ نیست	حزین
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشیں	زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکرست	سعدی
بعدہ دانش خود در زمانہ دانستم	کہ استراحت دنیا بقدر نادانی ست	شامی
زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار	کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی ست	سعدی
بعذر توبہ تواں رستن از عذاب خدائے	ولیک می نتواں از زبان مردم رست	
بسکہ نادیدنی از مردم عالم دیدم	رہ چشم گشت کہ آسایش نابینا چیست	کلیم
از نور خرد کس نرسید ست بجائے	ایں عقل چراغیست کہ در خانہ تمام ست	لاادری

درکار خانۂ دہر چیزے بدعا نیست	نعمت بود فراواں جائیکہ اشتہا نیست	حزین
با چشم سیر نعمت دنیا چہ حاجت است	تا آبرو بجاست بدریا چہ حاجت است	
در چشم تست ار حقیر بود صورت فقیر	کوتہ نظر مباش کہ در سنگ جوہریست	سعدی
گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من است	حافظ
بحیرتم کہ چہ گم کردہ ام کہ ہمچو نسیم	دریں دیار کہ بوئے ز آشنائی نیست	
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت	سعدی
رسیدۂ بلب گور کجروی بگذار	نگشتہ راست بسوراخ پیچ مار نرفت	صائب
بر نیاید روغن از جوزے کہ بمغز او فتاد	خوابہائے پوچ را تعبیر کردن مشکل است	
بر بلنداں سخن بوئے خود است	تف بروئے فلک بروے خود است	حزین
بایں تخت فیروز فیروز کیست	بایں پیچ روز عمر بہروز کیست	حافظ
چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نہ دلبرا سخن اینجاست	
آبرو یک قطرۂ آبست چوں از چہرہ ریخت	پایۂ ایوان عزت را کم از سیلاب نیست	وحید
تکیہ بر خلق زندہ را عار است	مردہ بر دوش مرداں بار است	
آسماں را غمے از مردن بیکاراں نیست	نخل بے بار بدوش چمن آرا بار است	صائب
جام جہاں نماست ضمیر منیر دوست	اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است	حافظ
بنامہ وصف تو گفتن نہ حد امکان است	چرا کہ وصف تو بیرون ز حد اوصاف است	
دارند بسکہ خلق بصاحب زر اعتقاد	ہرکس کہ مالک دو درم شد ابوذر است	اثر
ہزاراں ہمچو بلبل مدح خوانند	چہ گل تا در کف مشت زرے ہست	صائب
زیں آتش نہفتہ کہ در سینۂ من است	خورشید شعلہ ایست کہ در آسماں گرفت	
خبر درد من بعالم رفت	آں جفا جو ہنوز بے خبر است	
بیگانہ را بستم تکلف کنند دوست	جائیکہ دوستی ست تکلف چہ حاجت است	بہین
بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی	کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست	جامی
ہر آں چیزے دایم در دل تست	ہماں ہشدار آخر حاصل تست	

حق از بہر باطل نشاید نہفت	شنیدن قابلین دیگر و شنیدنستان دیگرست	لا اعلم
ازل سے جو جوڑی ملائی گئی ہے	یہ اوس کو سلامت وہ اس کو سلامت	"
گزیند فرزانگا دست فوت	کہ در طلب ندیدند دار وے مرت	"
مباش غرہ و ہرگز درون کس میاور	کہ در طریقت ما ہیچ ازیں گناہے نیست	"
یک سجدۂ مستانہ و صد سالا عبادت	فہمیدن آں مسئلہ موقوف دو عالم است	"
ہیچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست	سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست	"
کہ بچشمان دل مبین جز دوست	ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست	"
بلبل سے قفس میں نہ کیونکر چمن کی بات	آوارۂ وطن کو لگے خوش وطن کی بات	جرأت
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت	لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت	ذوق
رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت	غالب
سنتا ہے دلا اہل جہاں کی ہے یہ عادت	منہ پر تو خوشامد کریں تحقیر پس پشت	لا اعلم
اشتیاق شوق را تحریر کردن مشکل است	بحر را از موج در زنجیر کردن مشکل است	"
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گل ہمہ پروردۂ تست	"
آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیوں نہ ہیت	اب پچتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	لا اعلم
مایہ کو مایہ ملے کر کے لمبے ہاتھ	تلسی داس غریب کو کوئی نہ پوچھے بات	تلسی داس
پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است	لا اعلم
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است	"
در بہاراں زاد و مرگش در دے است	پشہ کے داند کہ ایں باغ کے است	"
راست میگویم و یزداں نہ پسندد جز راست	حرف نا راست سرودن روش اہرمن است	"
فقیہ مدرسہ دے مست بود و فتوی داد	کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است	"
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	"
گر جاں طلبی مضائقہ نیست	زر می طلبی سخن درین است	"
نیست در قانون حکمت ضعف قسمت را علاج	طشت فکر بو علی اینجا ز بام افتادہ است	"

ہو تجکو مری ناصح بیدرد کیا شناخت	رکھتا ہے دردمند کی درد آشنا شناخت	لا اعلم
سحرگاہ چو آں شاہ فکر تاراج داشت	سحر شد نہ سر تن بہ سر تاج داشت	″
در دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحۂ صد دانہ کدام است	″
کہ کس بہ منزل مقصود رہ نمی یابد	مگر بہ سعی تمام و دگر بہ عزم درست	″
حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش	آنچہ ما در کار داریم اکثرش در کار نیست	″
بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم	یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت	″
دل کہ رنجید از کسے خرسند کردن مشکل است	شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است	″
سنگے و گیاہے کہ درو خاصیتے ہست	از آدمی بہ کہ درو منفعتے نیست	″
رشتہ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	″
یکے را بسر بر نہد تاج بخت	یکے را بخاک اندر آرد ز تخت	″
سر ارادت ما آستان حضرت دوست	کہ ہر چہ بر سر ما رود ارادت اوست	″
دریا دلیم سینۂ ما معدن دراست	گر دست ماتہی ست ولے چشم ما پرست	″
ہمیشہ تا بود ہی اے حسود کیں رنجیست	کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست	″
اعتبارے نیست ہرگز طائر اقبال را	ایں کبوتر روز و شب مشتاق بام دیگرست	″
سلطنت سلطاں کند فریاد بر جلاد چیست	مرغ را دانہ بلا گند طعنہ بر صیاد چیست	″
تو بجائے پدر چہ کردی خیر	تا ہماں چشم داری از پسرت	″
حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ	قبول خاطر و لطف سخن خداداد ست	حافظ
ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار چہ مست	ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت	
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش	ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست	″
ہر آں گرمیکہ در گندم نہاں ست	زمین و آسمان او ہمانست	″
کہ سہل است لعل بدخشاں شکست	شکستہ نشاید دگر بارہ بست	″
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	″
ذات متکلم از کلامش پیدا است	از کوزہ ہماں برون تراود کہ در وست	″

این ہم رفت آن ہم رفت	در پئے جاناں جان ہم رفت	
قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت	نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت	
کسے را کہ طرز بیانش خوش است	دہد گرچہ دشنام ہم دلکش است	
نہ در ہر سخن بحث کردن رواست	خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست	سعدی
ہر کہ در خردیش ادب نکنی	در بزرگی فلاح از و برخاست	״
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ	نشود خشک جز بہ آتش راست	״
منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت	״
ہر کہ بہ ہنر و علم و زہد فروخت	خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت	״
بیفائدہ ہر کہ عمر در باخت	چیزے نخرید و زر بینداخت	״
سخنے در نہاں نباید گفت	کہ بہر انجمن نشاید گفت	״
امروز بکش چو میتواں کشت	کاتش چو بلند شد جہاں سوخت	״
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	״
گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم	کون خرش شمار اگر گاؤ عنبر است	״
بشو اے خردمند زاں دوست دست	کہ با دشمنانت بود ہم نشست	״
چو دست از ہمہ حیلتے در گسست	حلال است بردن بہ شمشیر دست	״
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	״
بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف	کہ مغز شیر بر آرد چو دل ز جاں برداشت	״
بد اختر تر از مردم آزار نیست	کہ روز مصیبت کسش یار نیست	״
میانِ دو کس جنگ چوں آتش است	سخن چین بد بخت ہیزم کش است	״
ایماں کا گلا کاٹے وہ شمشیر ہے رشوت	چھیدے جگر عدل کو وہ تیر ہے رشوت	
فرزند اگرچہ عیبناک است	در چشم پدر ز عیب پاک است	
گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است	جہودے مردہ می شویم چہ باک است	
با دل فارغ چو باشی تندرست	دیگر از دنیا نباید ہیچ جست	

پیران عقل و دانش بباید گریست	کہ پیدا کند نور دہ شیخ بیست	
خط خوش اے برادر دلپذیر است	چو روح اندر تن بر ما و پیر است	
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست	
چو دانا ہیچ نادان گشت عزت	ز دانش تا بنادانی چہ فرقست	جامی
دریں رہ حاصلے جز یکدلے نیست	دو دل بودن بجز بے حاصلے نیست	″
ادیم زمیں سفرۂ عام اوست	بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست	سعدی
منقش گول گرچہ عار آیدست	کہ ہنگام سرما بکار آیدست	نظامی
بے حکم شرع آب خوردن خطاست	وگر خون بفتوی بریزی رواست	سعدی
دور مجنوں گذشت و نوبت ماست	ہر یکے پنج روز نوبت اوست	
برائے خدمت آنکس کہ نشناسد حق خدمت	مکن اوقات خود ضائع کہ نے بہروست نے منت	
بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواہی سلامت بر کنار است	
چراغے کہ بیوہ زنے بر فروخت	بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت	
عزیزیکہ از درگہش سر بتافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت	
کھوتہ تو کار نا ثواب ہیں وقت	زندہ درگور کہ نہ خواب ہیں وقت	
گرامی داشتم اے نفس از آنت	کہ گیتی بگذرد بر دل جہانت	
کنج صبر اختیار لقمان ست	ہر کرا صبر نیست حکمت نیست	
قناعت بہر حال اولیٰ تر ست	قناعت کند ہر کہ نیک اختر است	
ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت	ملتی ہے قضا و قدر سے دولت	
ہوس از سرم پاے سر ہو نرفت	بپاہی ز مو رفت و از رو نرفت	سعدی
آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست	
آنچہ بچشم وکم دیدیم و بسیار است نیست	نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار ست و نیست	
منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمے کنم	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت	
اگر بہ سیر چمن میروی قدم بردار	کہ ہیچ رنگ حنا میرود بہار از دست	

از خدا دان خلاف دشمن دوست — که دل هر دو در تصرف اوست — لااعلم

نفس اژدرها ست او کی مرده است — از غم بی آلتی افسرده است — "

بس کنیم و زیرکانرا این بس ست — نانگ رو کردیم اگر در ده کس ست — "

این قدرها که دیده جزو بیست — کار کلی هنوز در قدر ست — "

دریاب کنون که دولتت هست بدست — کاین دولت و ملک میرود دست بدست — "

تیغی تیز و بازنا زبا ز — ورنه خود را نشانه ساختن ست — عطا

زیرکان زمانه میگویند — زیرکی با زمانه ساختن ست — لااعلم

آنرا که عقل و همت و تدبیر رائی نیست — خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست — "

چون طفل نی سوار بمیدان کارزار — دارم عنان بدست و بدستم اراده نیست — "

حدیث همین بس که سوختم بی تو — سخن بحیث دگر ها عبارت آرائیست — "

از زبان دیگران پیغام نه هر آنکو دچیست — مدعا معلوم شد این حرف دو داند و چیست — "

راه راست برو اگرچه دور است — زن بیوه مکن اگرچه حور است — "

رهروان را خستگی راه نیست — عشق هم راه است و هم خود منزل است — "

بدرز اوصاف ترا حکم نیست دم درکش — که هرچه ساقی ما ریخت عین الطاف است — "

چو خرما شیرینی اندوده پوست — چه بازش کنی استخوانی دروست — "

آری اساس خانهٔ عمر استوار نیست — دار فنا محل ثبات و قرار نیست — "

بس کنم خود زیرکانرا این بس ست — نکتهٔ کافیست گر سامع کس است — "

مکن جمع کتب کاین ناصواب است — که دل اندر برات ام الکتاب ست — "

دریا بوجود خویش موجی دارد — خس پندارد که این کشاکش با دست — "

غم فرزند و نان و جامه و قوت — باز دارد ز سیر ملکوت — "

ای نغمه پی دل که کباب از تو شدست — وی عشق پی خانه خراب از تو شدست — "

سبز بختی لازم خاموشی ست — کی زبان پسته ها در گفتگوست — "

تنباکو نوشش را سینه سیاه است — دگر باور نداری نی گواه است — "

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ما تنگ ظرفان حریف اینقدر ستی نه ایم	دانهٔ اشکیم ما را گردش چشم آسیا ست	لا اعلم
من کجا و سیر باغ و بوستان و راغ و کوه	نالهٔ بلبل مرا اینجا بزور آورده است	〃
بر وضع ما بچشم حقارت نظر مکن	ما را چو خاک تیره محبت نشانده است	〃
نوروز و نوبهار و مے لاله فام هست	یا بر بعیش کوش که عالم دوباره نیست	〃
تا خود نرسد وعدهٔ هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	〃
خدائے جهان را جهان تنگ نیست	کمیت مرا نیز پا لنگ نیست	〃
در دروازهٔ شهر می توان بست	نتوان دهن مخالفان بست	〃
مسکین خر اگرچه بے تمیز است	چون بار همی برد عزیز است	〃
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت	که او چون تو بسیار پرورد و کشت	〃
میان عاشق و معشوق رمزیست	کرام کاتبین را هم خبر نیست	〃
نه در هر سخن بحث کردن رواست	خطائے بزرگان گرفتن خطاست	〃
نیش عقرب نه از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست	〃
هرچه هست از قامت ناساز بے اندام ماست	ورنه تشریف تو بر بالائے کس کوتاه نیست	〃
هر کجا در جهان فلک زده ایست	کار او شاعری در ما لیست	〃
هر که او رو سے بهبود نداشت	دیدن روئے نبی سود نداشت	〃
همه اندر زمن بتو این است	که تو طفلی و خانه رنگین ست	〃
چو شمع از پئے علم باید گداخت	که بے علم نتوان خدا را شناخت	〃
سنگ اسود کا لیا بوسه بتوں کی یاد میں	هم نه بھولے جا کے بتخانه میں بھی بتخانه کی یا[د]	〃
از فرق تا بقدم هر کجا که می نگرم	کرشمه دامن دل میکشد که جا این جاست	〃
دل بدست آور که حج اکبر است	از هزاران کعبه یکدل بهتر است	〃
بس گرسنه خفت و کس ندانست که کیست	بس جان بلب آمد که برو کس نگریست	〃
در بیضه نمی کنند مرغان فریاد	هرچند که بیضه از قفس تنگتر است	طالب آملی
بکوئے یار بریز اشک و حاصلے بردار	پئے زراعت تخم اهل زمین این ست	

آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم است	لاالعلم
آنچه در طبع تو نباید راست	تو نه فهمیده مگو که خطاست	״
هر کرا بر سماط بنشینی	واجب آمد بخدمتش برخاست	״
هر کرا زر در ترازو است	زور در بازواوست	״
آن که در راحت و تنعم زیست	او چه داند که حال گرسنه چیست	״
تو بر اوج فلک چه دانی چیست	چون ندانی که در سرائے تو کیست	״
سخاوت مس عیب را کیمیاست	سخاوت همه دردها را دواست	״
شتر را که شور طرب در سر است	اگر آدمی را نباشد خراست	״
عشق چه آسان نمود آه چه دشوار بود	ہجر چه دشوار بود یار چه آسان گرفت	״
باپ بیچارے نے مر مر کے کمائی دولت	ناخلف بیٹے نے دو دن میں اڑائی دولت	״
آن جان جہان بجان نہانست	وان روح روان انس و جان ست	״
مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے جوگی ہوئے کسکی میت	״
بخانه آمدنت عید عشرت افروزست	مبارک ست که امروز روز نوروزست	״
روئے مقصود که شاهان بدعا می طلبند	سببش بندگی حضرت درویشان ست	״
سبب سربلندم ز احسان دوست	دل و جان من هر دو قربان دوست	״
شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بہار	که اگر خار و گر گل همه پروردهٔ تست	״
مجردان طریقت به نیم جو نخرند	قبائے اطلس آنکس که از هنر عاری ست	״
در مشرب دوستی پسند ست همیں	خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکی ست	״
مابیا و تو سلامت بخیال تو خوشیم	غیر تا دیدن تو هیچ پریشانی نیست	״
برین مژده گر جان فشانم رواست	که این مژده آسایش جان ماست	״
آنکس که اولش عدم و آخرش فناست	در حق او گمان ثبات و بقا خطاست	״
در حیرتم که دشمن کفر و دین چراست	از یک چراغ کعبه و بتخانه روشن ست	״
بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا	که قبرپوش غریبان همین گیاه بس است	نور جہاں

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب	ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است	نور جہاں
بظاہر منگر گرچہ سر سبزم	مگر چوں رنگ حنا باطنم پر از خون است	لا اعلم
جز آستان توام در جہاں پناہے نیست	سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست	״
نمیدانم حدیث نامہ چون است	ہمیں بینم کہ عنوانش بخون است	״
چنین است رسم جہان درشت	گہے زیں بہ اسپ و گہے زیں بہ پشت	״
بشنبہ، چہار شنبہ شمالی خطا است	بہ پنجشنبہ رفتن جنوب بلا است	״
زانکہ اگر از پنجہ پنجہ بہ جست	عاقبت الامر درافتد بشست	״
سفر کن چو جایت ناخوش بود	کزیں جائے رفتن بداں تنگ نیست	״
دولت اگر دولت جمشید نیست	سوئے آینت نومید نیست	״
شخصے ہمہ شب بر سر بیمار گریست	چوں روز آمد بمرد و بیمار بزیست	״
دہل در رفعا نست دایم ولے	چہ حاصل چو اندر میان ہیچ نیست	״
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفتہ را باز نتواں نہفت	״
منزل یار قرین است چہ دوزخ چہ بہشت	سجدہ گر بہ نیاز است چہ مسجد چہ کنشت	خواجہ
ہمراہ اگر شتاب رود ہمرہ تو نیست	دل در کسے مبند کہ دل بستہ تو نیست	״
ہیچ کارے بے تامل گرچہ صائب خوب نیست	بے تامل آستیں افشاندن از دنیا خوش است	صائب
اندر سفر مشقت و دل ملامت است	گر نیست خوش دلی و فرح در اقامت است	״
سفر اہل ایں جہان سقر است	زاں سبب صورت سفر سقر است	
بعد از وفات تربت ما در زمین مجو	در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست	جلال الدین رومی
حجت اہلہا چو دیگ تہی است	کز درون خالی از برون سیہ است	
مورچگاں را چو بود اتفاق	شیر ژیاں را بدر آرند پوست	سعدی
بگذر ز طمع کہ آفت جان و دل است	طامع ہمہ جا ز ہمہ کس منفعل است	״
سفر بہتر از آنکہ در جاے خویش	دلش از غم ایں و آں ابتر است	״
پشہ چو پر شد بزند پیل را	با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
تا دم نخورد دوده نیفزود قدر مرد	تا لعل خون نگرد جگر قیمتی نیافت	لا اعلم
ملت عاشق ز ملت ها جدا است	عاشقاں را مذهب و ملت خدا است	״
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	این رشته را مسوز که چندین دراز نیست	״
شخصے که ازو نفع نه دنیا و دین ست	هیچ است اگر پادشه روئے زمین ست	״
مرا ز تجربه کاری شد این سخن معلوم	که هیچو عشق بعالم بلائے دیگر نیست	״
هر چه هست از قامت ناساز و بد اندام ماست	ورنه تشریف تو بر بالائے کس کوتاه نیست	״
با مخالف شعریان یکجا نشستن خوب نیست	این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوب نیست	״
ابر نآید از پے منع زکات	از زنا افتد وبا اندر جهات	مولانا روم
همه تن خون شوم ز دیده چکیم	گر بدانم که گریه را اثر ست	لا اعلم
هیچ کس به قدرتِ اسرار او آگاه نیست	در حریم کبریائی عقل و جا را راه نیست	״
این مراتب که دیدهٔ جزو نیست	کار کلی هنوز در قدرست	״
شکر خدا که از مدد بخت کارساز	بر حسب آرزوست همه کار و بار دوست	״
اگر جز تو داند که رازِ تو چیست	برین عقل و دانش بباید گریست	״
عنایتے کن و ما را بکارِ ما بگذار	که کارِ ما همه موقوف بر عنایت تست	״
رهروان طریقت به نیم جو نخرند	قبائے اطلس آنکس که از هنر عاری ست	״
ما تنگ ظرفان حریف اینقدر سختی نه ایم	دانهٔ اشکیم ما را گردش چشم آسیاست	״
زمین و آسمان تا برقرار ست	بدنیا نام نیکو یادگار است	״
شکرِ فیض تو چمن چون کند اے ابر بهار	که اگر خار و گر گل همه پروردهٔ تست	״
اے برادر نقد را بر طاق نسیان در منه	یاوه گوئی فرع تا دانیست اصلش هیچ نیست	״
خطا زند به نمک هر که اصل او ز خطاست	ببین بلفظ حلال و حرام راهمراست	״
توبه همی که در آئی نخست	رخنهٔ بیرون شدنش کن درست	״
یوسف از بیمهری اخوان بچاه افتاده است	بیحد نیو و برادر گر پیمبر زاده است	صائب
صاف چون آئینه میباید شدن با نیک و بد	هیچ چیز از هیچ کس در دل نمی باید گذاشت	״

قوت بازو نیاید بی صفائی دل بکار	تیغ تا در زنگ باشد برگ بیدے بیش نیست	صائب
یک اہل دل که مرہم داغ دروں شود	در ہیچ شہر و ہیچ ولایت نماندہ است	״
نیست غافل را کمالے بہتر از اظہار عجز	دست گیر ناشناور دست و پا لا کردن ست	״
از آمد و رفت نفس آگہ نمی گردد کسے	زیں کاروان بیخبر بانگ درآئی برنخواست	حزیں
غرض از ظرف اگر خوردن آبست و طعام		لاعلم
کاسۂ چوب من و کاسۂ فغفور یکیست		
آب دریا زیر کشتی پشتی ست	آب در کشتی ہلاک کشتی ست	״
از احمقاں بگریز چوں عیسی گریخت	صحبت احمق بسے خونہا بریخت	״
ترا چوں من ہزاراں بندگانند	مرا جز کوئے تو راہ دگر نیست	״
خوشتر بجہاں ز بیغمی نیست	دردا که بہیچ آدمی نیست	״
نماز عاشقاں ترک وجود ست	نماز جاہلاں سجدہ سجود ست	״
دریاب کنوں که دولتت ہست بدست		״
کیں دولت و ملک میرود دست بدست		״
عبادت باخلاص نیت نکوست	وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست	״
اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس	خیمۂ افلاک بیچوب و طناب استادہ ست	״
چشمت نگراں و دل بخواب ست	در دست چہ شد اگر کتاب ست	״
کینہ ہر سینہ که بنہاد رخت	دل شود چوں اشتر آزار سخت	״
چوں ز دشمن کسے فراغت یافت	جانب خوشدلی عناں برتافت	״
تیمار غریباں سبب ذکر جمیل ست	جاناں مگر ایں قاعدہ در شہر شما نیست	״
از ورطۂ ما خبر ندارد	آسودہ که بر کنار دریاست	״
اگر با لطف بخوانی مزید الطافت	وگر بقہر برانی درون ما صاف ست	״
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد	که ایں عجوزہ عروس ہزار داماد ست	״
گیرم به یار نامہ نویسم برندہ کیست	جز رنگ آفتاب بکویش روندہ کیست	״

مصرع اول	مصرع دوم	
مے خوردن و خوش زیستن و توبہ شکستن	این ہا ہمہ در مذہب رندانہ ضرورست	لاعلم
ہر کہ از تقصیر خود شد منفعل	آب رحمت از جبین خویش یافت	〃
رفتم اندر تہ خاک انس بتانم باقی ست	عشق جانم ببرد و آفت جانم باقی ست	〃
بندہ داشت ستمگر کہ جفا باکہ دہ	بر گردن او باز دو باکہ گذشت	〃
از کرشمہ ہا جانم تیر زد بمژگانم	چون نہ مرحبا خوانم وقت مرحبا این ست	〃
نرسد عاشقی بہ بوالہوسان	عاشقی دیگر و ہوس دگرست	〃
عیدست و نشاط و طرب و زمزمہ عام ست	مے نوش کنہ بر من اگر بادہ حرام ست	〃
عشق تا خام ست بستۂ ناموس و ننگ	پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست	〃
ہوشیار اے شیشہ رہ پر سنگہاست	ایکقدم زیں رہگذر فرسنگہاست	〃
شب وصال رکھے خیال معصیت	کریں نہ آپ خدارا گناہ بے لذت	〃
تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہیں	نامہ بر سے پوچھتا ہوں جب نشان کوئے دوست	〃
بیا بیا کہ دگر طاقت و قرارم نیست	بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست	〃
زخم دل مجروح جگر سوختگاں را	سازندہ تر از صبر دوائے دگرے نیست	〃
دریں سرائے کہن خوئے کن بخوش سخنی	کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست	〃
گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست	ور نیز بد است بہ تقصیر تو نیست	〃
دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش ست	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست	〃
خوش تر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست	〃
این نکتہ سربستہ بیادم ز حباب ست	کاین عمر بیک چشم زدن نقش بر آب ست	〃
مارا ہوائے گلشن و باغے نماندہ است	اے بوئے گل برو کہ دماغے نماندہ است	〃
راست میگویم من و از راست سر نتوان کشید	ہرچہ در گفتار فخر تست آن ننگ نیست	〃
افسوس کہ عمر رفت و ہوشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست	〃

روئے مقصود که شاهان بدعا می‌طلبند	مبیّنش بندگی حضرت درویشان است	لا اعلم
آگاه بود خضر ز آفات زندگی	دانسته آب را ز سکندر دریغ داشت	"
آن شب قدرے که گویند اہل خلوت امشب است	یا رب این تاثیر دولت از کدامی کوکب است	"
جهان و حیات این همه بے وفاست	فنا را طلب کن که آخر فناست	"
شراب کهنه که روشن گر روان منست	مصاحب من و پیر من و جوان منست	"
تا در نرسد وعدهٔ هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	"
از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست	"
اے ترک شوخ این همه ناز و عتاب چیست	با دل شکستگان ستم بے حساب چیست	"
دگر تنگ باشد ترا جایگاه	خدائے جهان را جهان تنگ نیست	"
چو نتوان عدو را به قوت شکست	به نعمت بباید در فتنه بست	"
مهر از جهان ببر که غذائے لطیف تو	خون ست در لباس اگر شیر مادر ست	"
غافل مرو که منزل بیت الحرام عشق	صد منزل ست و منزل اول قیامت ست	"
اے آنکه باقبال تو در عالم نیست	گیرم که غمت نیست غم ما هم نیست	"
برائے یکدمه شهوت که خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست	"
ایں هستیٔ تو هستیٔ هست دگر ست	ایں مستیٔ تو مستیٔ مست دگر است	"
از فروغ عشق جان تابنده است	جسم عالم زین حرارت زنده است	"
اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید	معشوق منست آنکه بنزدیک تو زشت ست	"
در زندگی بکوش که فرصت همین دم ست	زیرا که روز مرگ بکس آشکار نیست	"
روئے تو گل و لب تو قند ست	گلقند علاج دردمند ست	"
ز پارهٔ دل ما هیچ گوشه خالی نیست	کدام سنگدل این شیشه بر زمین زده است	"
اغنیا ساختند گنبد از طلا و سیم و زر	بہر گور غریباں گنبد گردوں بس ست	"
همه کار ما پر ز عیب و خطاست	که بے عیب ذات خداوند ماست	"
افروختن و سوختن و جامه دریدن	پروانه ز من شمع ز من گل ز من آموخت	"

توبه ز می کردم و آمد بهار	ساقی توبه شکنم آرزوست	لا اعلم
عشق جان را بسوئے جانان رہبر ست	در میان جز و کل پیغمبر ست	"
دامنش مده آنکه بے نماز ست	گرچه دهنش ز فاقه باز ست	"
خوش کنی خاطر وحشی به نگاهے سهل ست	سوئے تو گوشهٔ چشمے ز تو گاهے سهل ست	"
بر تنم هر مو زبانے جز بیاد یار نیست	مو بمو ظاهر نماید حاجت گفتار نیست	"
وفاداری آئین شاهنشهی ست	غم عهد خوردن ز کار آگهی ست	"
صوفی از پیر توے راز نهانی دانست	گوهر هر کس ازین لعل توانی دانست	"
حاصل ز گریه اے دل خانه خراب چیست	آخر ترا چه می شود این اضطراب چیست	"
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چه حاجت ست	"
صحبت آن شخص که بصدق و صفاست	دامن او گیر که از اهل وفاست	"
خرے را که تیمار خر بنده گشت	سجود و شکر به که سی من بپشت	"
قطع صحبت کردن از یاران حضوری خوشتر ست	که حضور ناموافق بیحضوری خوشتر ست	"
دست طلب از دامن صحبت مگسل	تنها نشین که بیم دیوانگی ست	"
هر کس بمنزل مقصود ره نمے یابد	مگر بسعی تمام و دگر بعزم درست	"
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفته را باز نتوان نهفت	"
جنت که رضائے مادران ست	اندر ته پائے مادران ست	"
زاهد نداشت تاب جمال پری رخان	کنجے گرفت و یاد خدا را بهانه ساخت	"
شرف آدمی جو از هنر ست	هر که داناتر ست بالاتر ست	"
ما ز دریائیم و دریا هم ز ماست	این سخن داند کسے کو آشناست	"
عنان عزم بهر جانبے که بر تابی	مکن بدست تردد عنان خود را ست	"
که گرد قطع تعلق کدام شد آزاد	بریده ز همه با خدا گرفتار ست	"
روئے دل از دو طائفه بر تافتن نکوست	از دوستان دشمن و از دشمنان دوست	"
ز کید زنان هم حذر بایدست	ز الطاف ایشان خطر بایدت	"

پرتو نیکاں نگیرد آنکہ بنیادش بدست	تربیت نا اہل را چوں گردگاں برگنبدست	سعدی
توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے	حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست	”
پادشاہے کہ روا دارد ستم بر زیردست	دوستدارش روز سختی دشمنِ زورآورست	”
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشیں	زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیت لشکرست	”
اے سیر ترا نان جویں خوش ننماید	معشوق من است آنکہ بنزدیک تو زشت است	”
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت ست	”
نہ ترسد آنکہ بر افتادگاں نہ بخشاید	کہ گر ز پائے درآید کسش نگیرد دست	”
بہ بازوانِ توانا و قوت سردست	خطاست پنجۂ مسکین ناتواں بشکست	”
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست	.
ز گوش پنبہ بروں آر و داد خلق بدہ	وگر تو می ندہی داد روز دادے ہست	”
راستی موجب رضائے خدا است	کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست	”
بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواہی سلامت برکنار است	”
ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار	کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکی ست	”
قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت	نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت	”
مسکین خر اگرچہ بے تمیز ست	چوں بار ہمی برد عزیز ست	”
گوسپند از برائے چوپاں نیست	بلکہ چوپاں برائے خدمت اوست	”
دریاب کنوں کہ نعمت ہست بدست	کیں دولت و ملک میرود دست بدست	”
اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست	کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست	”
بخت و دولت بکاردانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست	”
عابدانِ جزائے طاعت خواہند	بازرگاں بہائے بضاعت	”
چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست	”
صورت حالِ عارفاں دلق است	ایں قدر بس کہ روئے در خلق است	.
بعذر و توبہ تواں رستن از عذاب خدائے	ولیک می نتواں از زبان مردم رست	”

مصرع اول	مصرع دوم	ماخذ
گر آدمی صفتی ز ملک گرو ببری	کہ سجدہ گاہ ملک خاک آدمی زاد ست	لاعلم
بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست	قعر دریا سلسبیل و روئے دریا آتش ست	〃
احوال پریشانیم اندازۂ کس نیست	اجزائے مرا نسبت شیرازۂ کس نیست	〃
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیکن کس را دید جان دستور نیست	〃
ہرچہ آمد ست بدست پادشاہی تو پیش ازاں	ایں جود آں کس ست کہ از فقر عار نیست	〃
خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند	آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست	〃
چیست ہندو یا مسلماں کوزۂ یک کوزہ گر	گرچہ کوزہ دو شمار آید ولیکن گل یکی ست	〃
کہ سلطنت نپاید نیست	ہر کرا رغبت تن آسانی ست	〃
کینہ ہر سینہ کہ تنہا درخست	دل شود خوش از پئے آزار سخت	〃
شتاب و بدی کار آہرمن ست	پشیمانی بجان و رنج و تن ست	〃
بردباری غنر بیۂ خرد ست	ہر کرا حلم نیست دیو و دد ست	〃
گر حیا شود بر افتد رسم عصمت از میاں	در حجابے در میانست از تقاضائے حیا ست	〃
صف شکن قلب مناہی حیا ست	راہزن خیل ملاہی حیا ست	〃
سعی مفلس کجے بجائے میرسد	آدم بے برگ تیر بے پر ست	〃
شاخ گل ہر جا کہ میروید گل ست	خم مل ہر جا کہ میجوشد مل ست	〃
باغبان را تماشائے چمن در کار نیست	داغہائے سینہ ما کمتر از گلزار نیست	〃
ملت عشق از ہمہ ملت جدا ست	عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست	〃
خوش ست سرود لیکن دل فراغ کجا ست	دل از گلے کہ تسلی شود بباغ کجا ست	〃
چوں بہا طلبند از کشتگاں در حشر	تبسمی کن و بگذر ہمیں ادا کافی ست	〃
شاد باش اے دل کہ فردا روز بازار جزا	مژدہ قتل ست گرچہ وعدۂ دیدار نیست	〃
ہیچ از تقوائے نشد حاصل بجز افسردگی	کلفت چل سالہ من پاک جام بادہ رفت	〃
اندر سفر مشقت و ذل و ملامت ست	گر ہست خوشدلی و فرح در اقامت ست	〃
نہ ہر بازیچہ رمزے می تواں خواند	ز ہر افسانہ فیضے می تواں یافت	〃

ثواب یک نفس عدل شاہ خیر اندیش
بہ از عبادت ہفتاد سال عابد ست

کار امروز مپندار بفردا از تہار
کہ بفردا چو رسی نوبت کار دگرست

بہ احوال آنکس بباید گریست
کہ آمد بود نوزدہ خرج بیست

با جنت نیک ہیچ کسے راستیز نیست
ہر خور و کس ملک بہ از تیغ تیز نیست

زندگی مقصود بہر بندگی ست
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

ملاحت آں قدر ہا داشتت ساقی
کہ مئے خوردن ز دست او حلال ست

لذت دنیا بکام ہیچ کس پایندہ نیست
چون زبان قحبہ ہر دم در دہان دیگر ست

لفظ عبادت ارچہ بشکل عبادت ست
لیکن بنقطہ ز عبادت زیادت ست

از نیت درد صحبت راز بید روان ہیرین
قدر صحت را نداند ہر کہ او بیمار نیست

آن چشماں دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

رو نشے خوبست و کمال ہنر و دامن پاک
لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست
پرستاران بت را طعنہ از چیست

در نومیدی بسے امید ست
پایان شب سیہ سفید ست

آنکہ عیب تو گفت یار تو اوست
وانکہ پوشیدہ داشت مار تو اوست

خوشتر بچہرۂ قدرت نماید خال زہد
ظلمت عفت بقدر کامگاری خوشترست

یک بیاں چہ شائع ست کہ سازیم قدایت
الا بچہ تواں کرد کہ موجود ہمیں ست

بہتری در قبول فرمان ست
ترک فرماں دلیل حرمان ست

معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت

من چہ اگر بہ گنم از سبب شومی بخت
بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت

دولت اگر دولت جمشید ی ست
موئے سفید آیت نومیدی ست

بہر گوشہ افتم ثنا خوانمت
بہر جا کہ باشم خدا دانمت

پیماں شکن کہ ہر کہ پیماں بشکست
از پائے در افتاد برون رفت ز دست

ہاتھ یاں آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
بلکہ ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت

همیشه از لب فواره این سخن جاری ست	که اوج منصب دنیائے دون نگونساری ست	لااعلم
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست	״
سر احقر باوج عزت افراشت	ز دست مرحمت از خاک بر داشت	״
جس شہ کے تاج شاہی میں ہوں گوہر ثبات	اُن کی چمک دمک سے منور ہو کائنات	״
صدف چرا نه کند سینه چاک اے صائب	دریں زمانه که گوهر شناس کمیاب ست	صائب
دعوے محبت ظہوری ترا	ثابت شده مدعی گواه است	لااعلم
هر جا نجابت ست تواضع دلیل اوست	تیغ اصیل را نخمیدن توان شناخت	״
گر زهر دهی شکر توان گفت	ور سنگ زنی ثمر توان گفت	״
چوں رد و قبول همه در پردهٔ غیب ست	زنهار کسے را مکنی عیب که عیب ست	״
سخن به نزد سخنداں برابر جان ست	حدیث نیک بجاں گر خرند ارزاں ست	״
کشتگانِ خنجر تسلیم را	هر زماں از غیب جان دیگر ست	״
جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردن ست	روئے بر خاک سیه آور که اکسیر کیمیاست	״
حق پرستی قطره را در قعر دریا کردن ست	خود شناسی بحر را در قطره پیدا کردن ست	״
هیچ کار زاهد ما حسبةً لله نیست	ایں ریاضت ها که می بینی برائے مطلب ست	״
هر کرا پرورد گیتی عاقبت خونش بریخت	حال آں فرزند چوں باشد که خصمش مادر ست	״
دل اگر دانا بود در هر سخن اسرار هست	چشم گر بینا بود یوسف بهر بازار هست	״
پند حکیم صیقل آئینهٔ دل ست	مقصود هر دو عالم ازاں پند حاصل ست	״
بیفائدہ ہیں چارہ گروں کی مشقتیں	جیتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست	״
خوش ست عهد محبت بدوستاں بستن	ولے چه سود که آں عهد را وفائے نیست	״
مشنو ایں از زن که زن پارساست	که خر بسته به گرچه دزد آشناست	״
مطرب و باده و گل جمله مهیاست ولے	عیش بے یار مهیا نشود یار کجاست	״
مه نور فشاند و سگ بانگ می دهد	سگ را بپرس خشم تو با مهتاب چیست	״

مصرع اول	مصرع دوم	
در پس هر گریه آخر خنده ایست	مرد آخر بین مبارک بنده ایست	″
هزار غوطه زدم و اندران ندیدم در	گناه بخت من است این گناه دریا نیست	″
شکستن کمر کوه قاف چندان نیست	بمور هر که مدارا کند سلیمان ست	صائب
سالکان اکثر که بی جاده وش میشوند	ماندگان راه را از آشنائی چاره نیست	اشرف
از بهر قطع کردن نخل حیات من	چو آره بود دم نفس اندر کشاکش	لا اعلم
ملامت شحنهٔ بازار عشق است	ملامت صیقل زنگار عشق است	″
آسمان در دهر دونان را کند دائم مدد	زن سبب انگشت کوچک صاحب انگشتری ست	″
از صحبت ناجنس مرا گرچه نفور است	لیکن چه توان کرد که آن جائے ضرور است	″
آب خواهی تشنگی آور بدست	تا بجوشد (یارو) ابر رحمت سخت سخت	″
بگیر رسم تعلق دلا ز مرغابی	که چون ز آب بر خاست خشک بر خاست	″
دل گذرگاه جلیل اکبر است	کعبه بنگاه خلیل آزر است	″
صبح دمید و شب گذشت ماه بشب خانه رفت	روئے سحر سیاه کند یار بدین بہانه رفت	″
بات کرنے میں گزرتی ہے ملاقات کی رات	بات ہی کیا ہے جو رہ جاؤ یہیں رات کی رات	″
خشک چوب و خشک تار و خشک پوست	از کجا می آید این آواز دوست	″
خرقهٔ پشمین به پیری طلبی و سیم و زر	کسوت مردان چه سود کار چو مردانه نیست	″
گزشته خواب آئنده خیال است	غنیمت دان همین حالے که حال است	″
شراب ناب که روشنگر روان من است	مصاحب من و پیر من و جوان من است	″
شراب ناب که غارتگر روان من است	عدوے جان من و نقص من و زیان من است	″
من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت	من ہی راگ اور دویش ہے من ہی پریم پریت	″
تلخ است سخنے که بیاد اوست	که تلخی شکر باشد از دست دوست	″
سرنوشت ما بدست خود نوشت	خوش نویس است و نخواهد بد نوشت	″
عبادت بجز خدمت خلق نیست	به تسبیح سجاده و دلق نیست	″
برخیز که این غمکده پرداختنی ست	بپندار که اندوخته اندوختنی است	″

ث

پریشاں دنیا میں جب خود ہو گئے	نام پہ پھر صورت عنقا عبث	صبا
کل کی کل کے ہاتھ ہے اے غافلو	آج تم کو ہے غم فردا عبث	
علم دیں فقہ است و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث	مثنوی
غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی	اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث	لا اعلم
ہر زمانم درد دیگر می رسد	زیں حریفاں بر دل ویراں الغیاث	"
گل گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر	تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث	"
مسیحا تم تو تھے اے جان جہاں سارے مریضوں کے	نصیب دشمناں کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث	"

ج

صحبت ناراستاں ناراست سازد مرد را	می نماید چہرہ در مرآت ناہموار کج	انور
دنیا طلب مباش و مکن جستجوئے گنج	قاروں بخاک تیرہ شد از آرزوے گنج	لا اعلم
ز قسمت ازلی سر نمی تواں پیچید	نصیب کرد ہمارا باستخواں محتاج	"
شغل قد ظہیر نہ پیری خمیدہ نیست	واحسرتا کہ گشتہ ز بار گناہ کج	ظہیر
تا چند بہر سود و زیاں درد سر کشیم	داریم یک سر ایں ہمہ سودا چہ احتیاج	ہلالی
بخشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	درد خونی جگراں نیست بمرہم محتاج	فرحت
نتواں بہ قیل و قال ارباب حال شد	منعم نمی شود کسے از گفتگوے گنج	صائب
منت غیر کجا صاحب جوہر گیرد	نیست ریحان زمرد بہ باراں محتاج	مخلص
عرض مطلب زمی گفتار انشا می کند	حرف ناموزوں بار آرد موزوں احتیاج	بیدل
از تواضع کم نگردد رتبۂ صاحب دلاں	نیست عیبے گر بود شمشیر جوہر دار کج	صائب

معنوی
آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج ۔۔۔ احتیاج است احتیاج است احتیاج

ظہیر
دیوانہ از جنون بہ دیوانہ می رود ۔۔۔ عاقل کسے کہ پا نہ گزارد بسوئے گنج

نزد سلطان وزیر با تدبیر ۔۔۔ گوہرے بے بہا بود در تاج

در شجاعت آدمی ہر چند چوں رستم بود ۔۔۔ میشود چوں زال تا جوید رہ احتیاج

[illegible]
شنیدم ز پیران دنیا رسنج ۔۔۔ کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج

[illegible]
اٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج ۔۔۔ تو ملتا نہیں تب تلک کس کو گنج

حاصل کسی سے کچھ نہیں ہوتا سوا رنج ۔۔۔ دنیا میں لائی ہے ہمیں ہمت برائے رنج

چوں مختلط شد اعتدال مزاج ۔۔۔ نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

خشت اول را نہد چوں بر زمیں معمار کج ۔۔۔ گر رساند تا فلک باشد ہماں دیوار کج

کیمیاگر بغصہ مردہ و رنج ۔۔۔ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

گہ گزندت رسد ز خلق مرنج ۔۔۔ کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

بیمار عشق کا جو پوچھے سے ہوا علاج ۔۔۔ کہہ اے طبیب تو ہی کہ میرا کیا علاج

میتوان داشت نہاں عشق ز مردم لیکن ۔۔۔ زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج

چو بیند کہ از اژدہا ہست رنج ۔۔۔ خردمند نگذارد از دست گنج

نزد اہل معنی ایں کاخ سپنج ۔۔۔ ہست چوں ویرانہ خالی ز گنج

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ۔۔۔ با گر تشفیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند ۔۔۔ جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

آدم سے باغ خلد چھٹا ہم سے کوئے یار ۔۔۔ وہ ابتدائے رنج تھا یہ انتہائے رنج

ممکن نہیں مزاج رہے ایک حال پر ۔۔۔ گہ اشتہائے عیش ہے گاہ اشتہائے رنج

صبا
دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
پیدا کیا ہے ہم کو خدا نے برائے رنج

چ

کنعاں سے جاکے مصر میں یوسف ہوا عزیز	عزت کسی کی ہوتی نہیں ہے وطن کے بیچ	نیر
آتشکدہ میں دیکھ کہ شعلہ ہے بیقرار	آرام دل حصول نہیں ہے وطن کے بیچ	سودا
از زاہد صیاد مجو فیض کہ این پوچ	ریش است ہمیں جبہ و دستار و گرہ بیچ	صائب
بلبلیں آگئیں چمن کے بیچ	آیا غربت زدہ وطن کے بیچ	

ح

ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت قریب	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	لااعلم
خواب غفلت سے کوئی دم جاگ تو زیر فلک	جاکے سونا غافلو زیر زمیں اچھی طرح	"
نے جائے واں بنے ہے نہ بن جائے چین ہے	کیا کیجئے ہمیں تو ہے مشکل سبھی طرح	"
ریش سفید شیخ پہ دھوکہ نہ کھائیو	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	"
نے تاب ہجر میں ہے نہ آرام وصل میں	کم بخت دل کو چین نہیں ہے کسی طرح	"
غم نے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح	بیمار ہوں میں نرگس بیمار کی طرح	"
کھانا پینا چاہئے انسان کو انسان کی طرح	بد تمیزی چاہئے ہرگز نہ حیواں کی طرح	"
بندگی کار جوانی ست بہ پیری مگذار	در شب تار برہ رو کہ بیابانی صبح	"
پیچ پہ پیچ پڑا کاکل پیچاں کی طرح	حال ابتر ہے مرا زلف پریشاں کی طرح	"
معشوق اور بھی ہیں بتا دے جہان میں	کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح	"
بہ از روئے زیباست آواز خوش	کہ این حظ نفس است واں قوت روح	سعدی

زمانِ خوش دلی دریاب و دریاب	کہ دائم در صدف گوہر نباشد	لا اعلم
بلبل ز ادب پا ننہد در صفِ گلزار	تا گل بطلب گاری او لب نگشاید	"
دلِ من لفظ و یادِ تو حقیقت	معنی از لفظ کے جدا باشد	"
زہے سعادت آنکس کہ یارش آرد یار	کنم ز بند غم و محنت و الم آزاد	"
نخواہد این چمن از سرو لالہ خالی ماند	یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید	"
لحن داؤدی چنان محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود	"
خار رنگین نشد ز صحبتِ گل	اثر نیک کے بہ بد باشد	"
عالم کہ کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رہبری کند	سعدی
علم را تا نفروشی و عمل را نخری	تا ابد کے ز ذلت گرد جہالت برود	صافی
مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند	حافظ
تا کہ از جانب خورشید نباشد کششے	کوشش ذرۂ بیچارہ بجائے نرسد	لا اعلم
گردشِ گردونِ گردان گردگان را گرد کرد	بہ سرِ اہلِ تمیز ان ناقصان را مرد کرد	"
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	کہ از تخمِ کہنہ را خاکستر عقرب دوا گردد	"
شادمانی بجہان قسمتِ نادان گشتہ	ہر کجا بود غمے بہرِ دل دانا شد و	"
اہلِ کرم کہ عزتِ جہان شناختند	خجلت کشند گر غمے از دل برون کنند	کلیم
سعادتمند را باشد گوارا نعمتِ عالم	ہما را در گلو ہرگز ندیدم استخوان گیرد	حزین
ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد	دانہ با خاک چو پیوست سرے پیدا کرد	"
جورِ خود را بر ضعیفان آزماید روزگار	تیغ را اول برائے امتحان بر موز نند	سلیم
آسمان بارِ امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند	حافظ
طلوعِ اخترِ دولت نصیب ناکس شد	سرِ چراغ بہ امدادِ خس بلند شود	لا اعلم
نگہ عاقل کجا در محنتِ ایام می افتد	کہ مرغِ زیرک اینجا بیشتر در دام می افتد	"
نمی باشد نگینِ قیمتی را نقش در طالع	ہنر ہر کس کہ دارد در جہان گمنام میگردد	"
صفا دارد جہان تا دل ز کلفت پاک میباشد	شود تاکم سرا عالم چو دل غمناک می باشد	"

بعالم هر که را بینم بدل دردو غمی دارد	تو دست غم منال ای دل که غم هم عالمی دارد	لا اعلم
درین دنیا کسی بی غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نباشد	״
هوای گلشن هستی شگفتن بر نمی تابد	نصیب غنچه خندیدن نباشد تا نفس دارد	״
نه از دنیا غمی دارم نه پروای کسی دارم	ولی دارم سراسر غم غمی دیگر نمی گنجد	״
دنیا الم غفلت و عقبی غم اعمال	آسودگی از ما دو جهان فاصله دارد	״
خداوند از آن بنده خشنود بود	که راضی بکردار یزدان بود	حزین
شکر منعم واجب آید در خرد	ورنه بگشاید در خشم ابد	معنوی
شکر نعمت نعمتت افزون کند	کفر نعمت از کفت بیرون کند	״
چون نباشد دل خرسند که اکسیر غناست	زین چه حاصل که زر و سیم فراوان باشد	حافظ
غم فردا مخور امروز که تا روز دگر	تکیه بر مهلت دیوان قضا نتوان کرد	صافی
بر نمی دارد شراکت ملک تنگ بی غمی	زان سبب اطفال دائم دشمن دیوانه اند	صائب
ندارد حاصلی جز تیره روزی پرتو منت	که ماه از شرم نور عاریت شبها برون آید	لا اعلم
فروغ ماه محالست پایدار بود	دو هفته هست لباسی که مستعار بود	״
صیاد نه هر بار شغالی ببرد	یک روز به بینی که پلنگش بخورد (یا بدرد)	سعدی
هر که بر خویشتن نبخشاید	گر نبخشد برو کسی شاید	״
فضل و هنر ضائعست تا ننمایند	عود بر آتش نهند و مشک بسایند	״
اگر بهر سر موئیت صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	״
وجود مردم دانا مثال زر طلاست	که هر کجا رود قدر و قیمتش دانند	״
بزرگ زاده نادان بشهر وا ماند	که در دیار غریبش بهیچ نستانند	״
چون در پسر موافقت و دلبری بود	اندیشه نیست گر پدر از وی بری بود	״
بدوزد طمع دیده هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند	״
هر که با فولاد بازو پنجه کرد	ساعد سیمین خود را رنجه کرد	״
زمان خوشدلی دریاب و دریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد	حافظ

هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنی را که بدگهر باشد	سعدی
این شکم و غرور خشم تا چند	هست از تو بزرگ تر خداوند	״
نرود مرغ سوی دانه فراز	چو دگر مرغ بیند اندر بند	״
پند گیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	״
آنانکه فخر خویش باجداد میکنند	چون سگ باستخوان ل خوشنود میکنند	״
دولت همه عیب مرد پوشد	چون بارش آب گرد پوشد	״
گر همین یک بیت ست و این ملا	کار طفلان تمام خواهد شد	״
دوستان ور زندان بکار آیند	که بر سفره همه دشمنان و دوست نمایند	״
نخواهم بعد مردن هیچکس بر من کفن پوشد ؎	که چون آتش بمیرد خویش را از خویشتن پوشد	״
بود روشندلان را اجتناب از نعمت شاهان	برد آئینه در بزم سکندر آب و نان از خود	״
مرد دنیا را از اسباب تعلق چاره نیست	تا بود سر منت دستار می باید کشید	* ״
قانع هرکه باندازه بود چون زنبور ؎	همه ایام حیاتش بحلاوت گزرد	صائب
توانی سبز شد در مجلس روحانیان صائب	ترا چون سرو گر در چار موسم یک قبا باشد	״
گنج زر گر نبود گنج قناعت باقی است	آن که آن داد بشاهان بگدایان این داد	حافظ
رنج بیهوده مبر در پی افزونی رزق	چون مه بدر بیک گردهٔ نان قانع شد	لا اعلم
ندارد چشم احسان از خسیسان همت قانع ؎	محال ست استخوان را از دهان سگ هما گیرد	״
عالم بدستگاه قناعت نمی رسد ؎	در چشم مور ملک سلیمان نمی رسد	״
لب تشنه در محیط صدف کرد زندگی	قانع رهین منت حاتم نمی شود	״
کاسهٔ چشم حریصان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد	״
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	״
رو نمی سازد ترش صاحب طمع از حرف تلخ	سگ ز حرص طمع سوزن همره نان می خورد	״

مرا ترک طلب سرمایهٔ صاحب کلاهی شد
چو کشکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد

نه قندی که مردم بصورت خورند	کار با سبا معنی به کاغذ برند	لاالسلیم
گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود	گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	〃
نه زر و سیم نه لعل و گهر خواهد ماند	در بساط تو همین گرد سفر خواهد ماند	مشهدی
بود ملال بمقدار مال هر کس را	بقدر روغن خود هر چراغ میسوزد	لا اعلم
گزند هر که سود و دیگران را از زیان خود	باندک فرصتی صائب زیانش سود میگردد	صائب
زاحسان می شود صاحب کرم را دولت افزون تر	پیاله هر چاه را آب از کشیدن پیش میگردد	لطف
بگیر و بقرض هر چه ز هر کس نمی دهند	دشنام اگر دهند باد پس نمی دهند	سعدی
می کنم فکر بخیلان از کریمان بیشتر	کز ره امساک حفظ آبرو یم می کنند	صائب
کرم ز بخل به اما بخیل به ز کریم	بخیل هر آئینه کس را گدا نمی خواهد	کلیم
عجز با وصف کمالست دلیل عزت	ورنه افتادگی از خار و خسی می آید	رسا
محبت را پس از قطع محبت لذتی باشد	که نخل شاخ پیوند به از اول ثمر دارد	صائب
یکسان بخوب و زشت جهان می کند نظر	آنرا که همچو آئینه هموار کرده اند	مخلص
هر آن کس که گردن بفرمان دهد	بسی بر نیاید که فرمان برد	سعدی
ز اتفاق مگس شهد می شود پیدا	جدا چه از نی شیرین در اتفاق نهان	صائب
پاک طینت کامل از تنها نشینی می شود	قطره گوهر از ره عزلت نشینی می شود	〃
از ضعف هر جا که نشستند نشستند	خیزند چسان چونکه نشستند فتادند	
خود را چنانکه هستی بنما بعیب جویان	چون پرده نداری کسی پرده در نباشد	کلیم
عقل اگر داری بچشم کم مبین دیوانه را	یکتن اقلیم بیابان را مسخر می کند	〃
کم بختی هنرمند نقص هنر نباشد	گر رشته تار باشد عیب گهر نباشد	〃
رزق آنچنان خوش است که کم کم فتد بدست	زهر است روزی که بیکبار می رسد	〃
در عمر خویش دشمن عریان بدن ندارد	مرگ کسی نخواهد هر کس کفن ندارد	〃
با آن گروه که از ساغر و فا مستند	ز ما سلام رسانید هر کجا هستند	〃
رشته عمر بمقراض دو لب قطع شود	بیشتر خلق جهان بر سر گفتار شدند	〃

عیب پاکان زود بر مردم هویدا می شود
در میان شیر خالص موی رسوا می شود — لا اعلم

در بند آن نیم که بدشنام یا دعا	یاد من کسی بهر که مرا یاد می کند	"
بر سفال جسم نازیدن ندارد حاصلی	این سبو امروز اگر نشکست فردا بشکند	"
زاده ظالم ستمگر میشود	تیغ چون بشکست خنجر میشود	"
سخت جانان را بگرمی نرم کردن مشکل است	آب گردد آهن اما باز آهن می شود	"
چه سرکشی بسر افتادگی آید مشو غافل	که کار خویش خواهد کرد آتش هر کجا افتد	"
شد کند از ملایمت سخن زبان خصم	دندان مار را بنرمی توان کشید	"
بتحفهای دشمنان دست مده	دوستان را از دست نتوان داد	"
محبت را پس از قطع محبت لذتی دارد	که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر دارد	"
مرد را باشد خطر چون عزتش برتر شود	خالی از سفتن نباشد قطره چون گوهر شود	"
آنکه از زور بازوی کسب معیشت بود	دست پر آبله صدف پر گهر بود	"
تا برون ز حیات ابد قناعت کن	که خضر وقت بود هر که آبرو دارد	"
دشواری ندارد راه فنا لیکن	راهی که بی رفیق است دشواری ناله	"
گره ز ناخن تدبیر کی گشاده شود	کو از کلید غلط بستگی زیاده شود	"
قسمت ازلی باش از جهان خرسند	که چون فضول شود میهمان گران گردد	"
قفل تقدیر بتدبیر کسی وا نکند	ورنه در زیر فلک اهل خرد بسیار اند	"
نصیب گر بود دانه چو صف رزق از آسمان ریزد چو قسمت نیست روزی از دهن چون آسیا ریزد		"
رزق ما روزی رسان مقدار هر یک داده داد	خوشه را چندین شکم داد و بهر یک دانه داد	"
چه کار از یاری دوران برآید	بهمت کارها آسان برآید	"
از خلق سوال کریمی که واقف است	فرصت طلب کشودن سائل نمی دهد	"
چشم پوشیدن زدنیا بر غنیان مشکل است	نیست ممکن کاسه خود را گدا وارون کند	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن	مہ چو لاغر شود انگشت نما میگردد	لا اعلم
ہر کہ دارد ہمت والا بجائے میرسد	رفتہ رفتہ شمع را استادگی رفتار شد	۔۔
رشتۂ سعی قوی کن کہ رسیدن نتواں	بر سر کنگرۂ مقصود چو پیچت کمند	جامی
مرغ پر نارستہ چوں پراں شود	لقمۂ ہر گربہ ویراں شود	سعدی
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد	۔۔
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	۔۔
چوں قضائے حق رضائے بندہ شد	لطف حق را لائق و زیبندہ شد	۔۔
خواجہ پندارد کہ روزی او دہد	این نمیداند روزی دہ دہد	لا اعلم
رو بسوئے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من	بخت چوں گردد زبوں بر تن قبا دشمن شود	مخفی
مکن اندیشۂ ماضی مشو در فکر مستقبل تو	غنیمت داں ہمیں دم را کہ ہر دم نمی باشد	۔۔
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار میماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار میماند	
بساں شیشۂ خالی کہ بگذارند بر طاقش	بود بے آبرو مفلس اگر بالا نشیں گردد	مخفی
بفہم ہیچ مضموں بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید	
تہی سازد غذائے چوب زال ضعف پیری را	کماں را گرچہ روغن میدہی فربہ نمی گردد	
گوید زباں شیشہ نہانی بگوش جام	ہر کس کہ سرکشد بجہاں سرنگوں شود	
من از قدم سعی بمقصود رسیدہ ام	ہر آبلہ پائے مرا قندیل نما شد	
ز راہ حرص عجب نیست گر بخاک فتند	سبکرواں کہ چو نشتر بلند پروازند	
بصورت ہمہ آدمی پیکر اند	بہ سیرت بسے کم ز گاو و خر اند	
با خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور جہاں چند تواں بود	
اگر بظاہر زاہد از دنیا کند پہلو تہی	از فریب او مشو غافل کہ میداں [illegible]	
ور سنگ خارا نیز سخن میکند اثر	کوہ از صدا ہمیں سخن اظہار میکند	
کم از کثرت نباشد اختلاط تلخ گفتاراں	گزیدن چوں زباں عادت نماید نیش میگردد	
گدا و شاہ را از خاکساراں ہست آسائش	زمیں چوں می لپد ویرانہ آباد میگردد	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
دل چو خالی شد از خیال خودی	حرم خاص کبریا باشد	″
با هر ذره پرتو فیض ازل یکیست	هر کس بقدر همت خود کار می برد	″
شد چشم من ز نعمت عمر دو روزه سیر	از روزگار خضر و مسیحا چه دیده اند	″
بی جوهران به تربیت آدم نمی شوند	شبنم به بوی گل نتواند گلاب شد	امین
شد از زبان شمع مرا روشن این سخن	چون شمع میخورد سر خود هر که سر کشید	شوکت
آهن از معدن فولاد برون می آید	لیک ز آمیزشش او قابل جوهر نشود	ظهیر
مرد را بر تن لباس معرفت آرایش ست	زن طبیعت میل بر دیبای زرکش می کند	″
کی از جمع زر کم شود حرص ممسک	کسی از نخوردن کجا سیر گردد	کاشی
شرف مرد بجود ست و کرامت به سجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	وحید
راه پر دور است و من بس ناتوان	بار عصیانم گرانی می کند	مجذوب
در سخن هرگز نماند جوهر قابل نهان	بوی گل تا غنچه لب وا کرد عریان می شود	مهربان
در سخن گفتن خطای جاهلان پیدا شود	تیر کج چون از کمان بیرون رود رسوا شود	صائب
بغیر شهد خموشی کدام شیرین ست	که از حلاوت آن لب بیکدگر چسپید	″
اطلس و دیبا نباشد پوشش آزادگان	در لباس عیب پوشی زندگانی میکنند	″
اهل دل را به بدی یاد مکن بعد از مرگ	خواب و بیداری این طائفه یکسان باشد	″
از تامل میتوان دریافت صائب عیب خویش	وای بر آن کس که این آئینه را دور افکند	″
ما پیش پای خویش ندیدیم همچو شمع	تا دیگران ز دیدهٔ بینا چه دیده اند	″
کس بعیب ترا پیش چشم نگذارد	ببوس دیدهٔ او را که بر تو حق دارد	″
میرسد فیض سبکروحان باطراف جهان	می شود آفاق روشن صبح چون خندان شود	″
مردم کوته نظر در انتظار محشر اند	دیدهٔ روشن دلان آئینهٔ محشر بود	″
بخدمت بنده از آزاد مردان میگردد	ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود میگردد	″
منعم از خواب عدم تیره روان بر خیزد	هر که شب سیر خورد صبح گران بر خیزد	″
خودی سرگشته دارد راه پیمایان عالم را	ز خود هر کس که پا بیرون گذارد رهنما گردد	″

آنکه مایه دار بود خود نمائی نیست — هرگز گلی کسی به سر باغبان ندید — صائب
مشو از شکر حق غافل که حق از خلق نعمت را — نمیکند بکف ابا به کفران بازمی گیرد — ״
مرد حق را چون شناسد زاهد حق ناشناس — چون رسد در دیگری هر کس که از خود باز ماند — ״
عجز و فنا و گیست سر انجام سرکشی — چون شعله شد ضعیف بخس التجا برد — ״
مانند نور دیده عزیز است در نظر — هر خورده را کسیکه چو عینک بزرگ دید — ״
صحبت یاران یکدل رهنمای مطلب است — آبها یکجا شوند در روی دریا کنند — ״
اگر دو یار موافق زبان یکی سازند — فلک بیک تن تنها چه می تواند کرد — ״
در وطن فیض سفر نیست قدم بیرون نه — قطره در آب محال است که گوهر گردد — ״
نمی شود روشن ز آتش بوسه هر هیزم که هست — نیست ممکن عیب خود کس ز سفیر پنهان کند — ״
در قبضهٔ سعی است کلید در روزی — شیر از کشش طفل ز پستان بدر آید — ״
دهان هر که بد آموز شد بحرف سوال — جراحت است که هرگز بهم نمی آید — ״
ز فریاد و فغان طبل تهی سیری نمی دارد — ندارد گوش من آنکس که در بند شکم باشد — ״
آسمان را دل نسوزد بر شکایت پیشه گان — دایه بیزار است از طفلیکه پستان میگزد — ״
سختی پذیر باش که گردد سفید رو — هر دانه که در دهن آسیا فتاد — ״
سپهر نیک و بد از یکدگر جدا نکند — تمیز گندم و جو از هم آسیا نکند — ״
دل ز قید جسم چون آزاد گردد وا شود — چون حباب از خود کند قالب تهی دریا شود — ״
معلوم شد ز خواب گران گذشتگان — کاسودگی نهفته بزیر زمین بود — ״
زخم شمشیر قضا از سینه می روید چو گل — از زره پوشی چه حاصل از سپر داری چه سود — ״
ز مشرق میشود هر اختری در وقت خود طالع — رسد چون نوبت با طفل را دندان برون آید — ״
لطف حق در تنگ روزی میرساند بی دریغ — بهر روزی آدمی چندین چرا غم میخورد — ״
بهر کاری که همت بسته گردد — اگر خاری بود گلدسته گردد — ״
بهشت آنجا که آزاری نباشد — کسی را با کسی کاری نباشد — ״
عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد — وگر دم درکشم ترسم که مغز استخوان سوزد — لا اعلم

چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گھڑی گھڑی پگ تھکے رہوں بسور بسور	لا اعلم
رونق خوبی ست ایدل مگسل ز رو شد لال	گل جدا از شمع چو افتاد بد بو می شود	کلیم
آہن ارچہ تیرہ ولے نور بود	صیقلے آں تیرگی از روئے ر بود	
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند	غنی
روزنان کے بخود در ماندگانرا کار بکشاید	گرہ امکاں ندارد باز از انگشت پا گردد	محمود
با خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں چند تواں بود	حزیں
چوں مزاج آدمی گل خوار شد	زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شد	"
ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد	در کمی افتاد و عقلش دنگ شد	"
زندگانی غافلاں خواب خیال بیش نیست	حیف وقتا ئیکہ صرف صحبت جاہل کنند	مصحفی
کس نیاموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد	سعدی
بے جوہراں بہ تربیت آدم نمی شوند	شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
بالزام پیالہ اسپے ملزم نمی گردد	اگر صد سال النزامش وہی آدم نمی گردد	صائب
در ذکر خدا بہ کہ شود حرف چو تسبیح	ایام حیاتیکہ بصد سال برآید	"
قامت ہر کہ شود خم ز عبادت صائب	خاتم دست سلیمان جہاں می گردد	"
بہار جوانی بسر اطاعت کن	کہ چوب خشک چو گردید خم نمی گردد	"
از عصائے خود خطر دارند کوراں وقت جنگ	بے بصیرت از دلیل خویش ملزم می شود	"
در دست چہ دارند بجز دیدۂ نگراں	آنہا کہ درین باغ چو نرگس نگرانند	"
جواں را صحبت پیراں حصار عاقبت گردد	بخاک و خوں نشیند تیر چوں دور از کماں گردد	"
صحبت نیکاں خسیاں را دعائے جوشن است	ایمن است از سوختن تا خار در بستاں بود	"
ناقصاں را صحبت کامل عیاراں کیمیاست	خاک را از پرتو خورشید تاباں می کند	"
پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعم را	چو کاغذ چرب باشد نقش را دشوار می گردد	"
بہرہ خواجہ ز اسباب بجز محنت نیست	عرق از بار گراں قسمت حمال بود	"
از چشمہ خورشید مجو آب مروت	کیں چشمہ ز چشم دگراں آب برآرد	"

نیست غیر از خوردن خون روزی از نصیب	آسیا بیدانه چون گردید خود را می خورد	صائب
میتوانی دوزخ خود را بهشتی ساختن	کوثر نقد از چشم اشک بارت داده اند	″
باران بی محل ندهد نفع کشت را	در وقت پیری اشک ندامت چه میکند	″
سخن از استماع قدر پذیرد صائب	قطره در گوش صدف گوهر شهوار شود	″
نکشد سر بگریبان خجالت صائب	هر که امروز در اندیشهٔ فردا باشد	″
از پایهٔ خود پای نهد هر که فروتر	مستی است که پروای لب بام ندارد	″
نه همین روزی خورد مهمان ز خوان میزبان	میزبان هم رزق خود از خوان مهمان میخورد	″
آنچنان کز کاوش آب چشمه می گردد زیاد	دخل ارباب کرم افزون ز سائل می شود	″
زیر شیر ابر نباشد به فشردن موقوف	از کریمان چه ضرورت ست طلب باید کرد	″
هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنی را که بدگهر باشد	سعدی
با گرسنگی قوت پرهیز نماند	افلاس عنان از کف تقوی بستاند	″
بپوش گر بخطائی رسی و طعنه مزن	که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود	″
ای جمال عیب خویشتن آید	طعنه بر عیب دیگران مزنید	″
هر که عیب دیگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دیگران خواهد برد	″
چون خدا خواهد که پرده کس درد	میلش اندر طعنه پاکان برد	″
مرا استاد را هر که محکوم شد	بسی بر نیاید که مخدوم شد	″
نبیدانی ای کودک ناپسند	که مردان ز خدمت بجائی رسند	″
عدو را بالطاف گردن ببند	که نتوان برید به تیغ این کمند	″
چو دشمن کرم بیند و لطف و جود	نیاید دگر خبث ازو در وجود	″
اگر چهل ساله را عقل و ادب نیست	بتحقیقش نشاید آدمی خواند	″
یا وفا خود نبود در عالم	یا مگر کس درین زمانه نکرد	″
به سرو گفت یکی میوه نمی آری	جواب داد که آزادگان تهی دستاند	″
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد	در طلب کاهلی نباید کرد	″

هر که نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	سعدی
خردمند مردم هنر پرورند	که تن پروران از هنر لاغراند	"
اگر بهر سر موئیت دو صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	"
بزرگی بایدت بخشندگی کن	که دانه تا نیفشانی نروید	"
کرا در خرد رائے باشد بلند	نگوید سخن ہائے ناسودمند	نظامی
نپرسیده هر کو سخن یاد کرد	همه گفته خویش بر باد کرد	"
تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	که خواجه خود روش بنده پروری داند	حافظ
گوهر پاک بباید که شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجان نشود	"
با عقل و فهم و دانش داد سخن توان داد	چون جمع شد معانی گوئے سخن توان زد	"
برق تجلی و نفس اهل دل یکیست	منصور دار شجر طور مے کند	"
بخواری منگر اے منعم ضعیفان و نحیفان را	که صدر مسند عزت فقیر ره نشین دارد	"
خون میخوریم و لے سخنے شکایت است	روزی ما از خوان کرم این نواله بود	"
قومے بجد و جهد نهادند وصل دوست	قومے دگر حواله بتقدیر مے کنند	"
جهل را در جنگ دانش لشکرے در کار نیست	صد فلاطون را یکے گنج ملزم می کند	کلیم
هر چند خرمی جهان را سبب بهم	مانند ابر هیچکسم شادمان ندید	
کس ندانست که منزلگه مقصود کجاست	این قدر هست که بانگ جرسے می آید	حافظ
نیک و بد چون همی بباید مرد	خنک آن کس که گوئے نیکی برد	سعدی
هر که مزروع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشه باید چید	"
هر که شاه آن کند که او گوید	حیف باشد که جز نکو گوید	"
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر	زان پیشتر که بانگ برآید فلان نماند	"
تا مرد سخن نگفته باشد	عیب و هنرش نهفته باشد	"
هر بیشه گمان مبر که خالیست	شاید که پلنگ خفته باشد	
پسر نوح با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
دیدیم بسے کہ آب سرچشمہ خورد	چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد	"
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	"
پادشاہے کہ طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	"
بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش زیک جوہر اند	"
بروئے خود در طماع باز نتواں کرد	چو باز شد بہ درشتی فراز نتواں کرد	"
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	"
ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد	کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد	"
اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندراں افتد بسوزد	"
نشیں ترش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد	"
خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف	کہ جرم بیند و نان بر قرار میدارد	"
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	"
آتش سوزاں نکند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند	"
گرچہ تیر از کماں ہمی گزرد	از کماندار بیند اہل خرد	"
زورمندی مکن بر اہل زمیں	تا دعائے بر آسماں نرود	"
حذر کن ز دود درونہائے ریش	کہ ریش درون عاقبت سر کند	"
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہے جہانے بہم بر کند	"
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	"
کار درویش مستمند بر آر	کہ ترا نیز کارہا باشد	"
بناداں آنچناں روزی رساند	کہ دانا اندراں حیراں بماند	"
تشنہ سوختہ در چشمہ روشن چو رسید	تو مپندار کہ از پیل دماں اندیشد	"
ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد	"
بزرگش نخوانند اہل خرد	کہ نام بزرگاں بزشتی برد	"

هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد	سعدی
در قزاگند مرد باید بود	بر مخنث سلاح جنگ چه سود	״
پارسا بین که خرقه در بر کرد	جامهٔ کعبه را جل خر کرد	״
ای بسا اسپ تیزرو که بماند	که خر لنگ جان بمنزل برد	״
میفتد آخر بدستش دولت دنیا و دین	هر که پای او بدامان توکل میرسد	حزین
گفت پیغمبر بآواز بلند	بر توکل زانوی اشتر ببند	مثنوی
موج را سر رشته میگردد بدریا منتهی	راه های مختلف آخر بیکجا میرسد	صائب
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
ببین کرامت بتخانهٔ مرا ای شیخ	که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد	برهمن
مهر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شهوت وصف حیوانی بود	مثنوی
نیست جا در سینه های صاف زنگ کینه را	گرد از آتش تهی سنگینه مینا می شود	ناصر علی
صورت نه بست در دل ما کینهٔ کسی	آئینه هر چه دید فراموش می کند	״
کلفت طبع ندارند نهان صاف دلان	درد در شیشهٔ شفاف نمایان باشد	״
بیاموز ازین چهره لاجورد	که با سرخ سرخ است با زرد زرد	نظامی
آدم ز خلق خوش بمقام ملک رسید	خونیکه مشکناب شود پاک می شود	صائب
از زبان نرم صورت میپذیرد کار سخت	خامهٔ نقاش کوهی را بموی میکشد	مخلص
به نرمی با درشتان میتوان ساخت	زبان همخانهٔ دندان از آن شد	کلیم
خو کن بچرب و نرمی تا آفتی نه بینی	بنگر که نخل مومی پاک از خزان ندارد	راسخ
مشکل بود گرفتن چیزی ز دست خلق	دست کسی بگیر اگر دست میدهد	غنی
حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه سال لاله گون باد	״
نمی آید بکار تیز طبعان جوهر ذاتی	ز آب خود لب شمشیر هرگز تر نمیگردد	غنی
دره وجاهت حشم در کار نیست	مه ز گردون خیمه بر سر می شود	نامی
رفیق خوب نایابست چون اکسیر در عالم	بدست هر که افتد کیمیاگر میتواند شد	

اقلیم دل بزور میسر نمی شود	این فتح بی شکست میسر نمی شود	صائب
رها کن رهی کاں زباں آورد	زه بد خلل در کماں آورد	نظامی
دور نشاط زود بانجام میرسد	می چوں دو ساله عمر کند پیر می شود	صائب
هشیار ا بمجلس مستاں که میبرد	از بهر عیب خویش نگهباں که میبرد	״
غنیمتی شمر ای شمع وصل پروانه	که این معامله تا صبح دم نخواهد ماند	حافظ
سیماب از قرار بود قابل گداز	آرام نیز باعث آزار می شود	رسا
نشوید باده از دل گرد کلفت درد مندان را	بتر دستی ز رخ آئینه بی زنگار کی گردد	صائب
نجوں نتواں ز روی تیغ شستن خط جوهر را	بزور باده از دل ریشهٔ غم بر نمی آید	״
علم و عقل آں که ندارد می و افیونش ده	هر دو پا لنگ چو باشند دو عصا می باید	حزیں
هر حبابیکه سر از باده بر آرد گوید	بر سر ساغر خانه تواں داد بباد	غنی
دهن خویش بدشنام میالا صائب	کیں زر قلب بهر کس که دهی باز دهد	صائب
غنی زخم زباں را هیچ مرهم به نمی سازد	مگر جرح زباں خاصیت زخم دهاں دارد	غنی
نکند زخم زباں بیخبراں را بیدار	پای خوابیده چه پروای مغیلاں دارد	صائب
هنر زاده بی هنر چوں بود	پدر تره باشد پسر لوٹں بود	لا اعلم
شرف مرد بجود است و کرامت بسجود	هر که ایں هر دو ندارد عدمش به ز وجود	״
عاقبت گرگ زاده گرگ شود	گرچه با آدمی بزرگ شود	سعدی
مبیں بچشم حقارت بهیچ خصم ضعیف	که پشه مغز بر آورد از سر نمرود	صائب
باز گردیدن ندارد سود جاهل را ز جهل	قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں می شود	بیگ
دشمن زندگی است موی سفید	روی دشمن سیاه باید کرد	
نجود محتاج خواهد پست فطرت زردمنداں را	طبیب از صحت بیمار خود رنجور می گردد	صائب
فریب پرورش باغباں نخورد آگل	که آب میدهد اما گلاب می گیرد	״
مخند ای نوجواں بهار بر موی سفید ما	که ایں ابر پریشاں بر لب هر بام میریزد	״
گر صفای حرم کعبه ز زمزم باشد	زمزم کعبهٔ دل دیدهٔ پر نم باشد	

ہمت درویش از غم نشدن کمتر شود	از چکیدن باز ماند قطرہ چون گوہر شود	ناصر علی
ہر کہ زشت ست ہمان زشت بعقبی خیزد	کور از خواب محال است کہ بینا خیزد	صائب
سر دگر زاہد خشک ست رہبر بی‌تمیزان را	کہ نابینا عصا را رہنمای خویش میداند	غنی
در جہان امروز از بس قدر اہل زر بود	میزند پہلو بہ عیسی ہر کہ صاحب زر بود	صانع
کسب کمال اہل جہان کسب زر بود	علامہ آن بود کہ زرش بیشتر بود	صائب
زر پرستی می‌کند دل را سیاہ	آخر این صفرا بسودا می‌کشد	بیدل
آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند	لا اعلم
قدری کہ بہ تعظیم کسان کاستہ گردد	ہر دم بچنان قدر سری آراستہ گردد	″
خران را کسی در عروسی نخواند	مگر وقت آن کآب و ہیزم نماند	نظامی
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید	ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید	لا اعلم
بکام جوانی توانی رسید	چو پیری رسد گوشہ باید گزید	″
دری را کہ از غیب شد ناپدید	بجز غیب دان کس نداند کلید	″
بسا قفل کاز نایابی کلید	کشایندہ ناگہ آید پدید	″
بیک تاجور تخت باشد بلند	چو افزون شود ملک یابد گزند	″
نکو رای چون رای را بد کند	خرابی در آبادی خود کند	″
بشغل جہان رنج بردن چہ سود	کہ روزی بکوشش نیابد فزود	″
در خرج بر خود چنان بر مبند	کہ گردی ز ناخوردنش دردمند	″
چو عضوی شود گندہ باید برید	دگر نہ کند عضو دیگر پلید	″
بہر کس دولت دنیا بآئینی اثر بخشد	بہر برجی رسد خورشید تاثیری دگر بخشد	رضا
زبخشش دریا دلان را احتیاج عذر نیست	زخم روی آب کی محتاج مرہم می‌شود	غنی
شوند اہل بصیرت از برای دیگران محزون	گرفتار بلا گر دل شود از دیدہ آب آید	خالص
مکن اعانت ظالم ز سادہ لوحی ہا	کہ تیغ سنگ فسان را سیاہ رو سازد	صائب
چو می بینم کسی از کوی او دل شاد می‌آید	فریبی کردہ اول خود بوہم یاد می‌آید	″

شر انگیز مردم سوی شر رود	که کژدم سوی خانه کمتر رود	لا اعلم
هست حسن بی بقا شایستهٔ دلبستگی	با چراغ برق یک پروانه همراهی نکرد	غنی
جوهر قابل بود از تربیت بس بی نیاز	رفته رفته شیر در بادام روغن می شود	ناصر علی
ز دست تهی بر نیاید امید	بزر برکنی چشم دیو سفید	سعدی
ز رفعت بیشتر باشد صلابت خاکساران را	ز بالا سوی پستی هر که میبیند هراس آید	جودت
گفتمش چیست کدخدائی گفت	ساختن عیش و غصه سازی چند	عمر خیام
نباشد بیش اهل دل فروغی اهل دعوی را	فتد شمع از میان چون مهر نورافشان برون آید	حزین
از طعنهٔ دشمن نشود رنجه دل ما	خاطر ز ستایش گر نادان گله دارد	لا اعلم
بمایه توان از پسر سود کرد	چه سود افتد آنرا که سرمایه خورد	رر
زن و فرزند و یار و خویش و پیوند	برادرخواندگان کاروانند	رر
سعدیا مرد نکونام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند	سعدی
هر که بگل در بماند تا نگیرند دست	هر چه کند جهد بیش پای فروتر شود	لا اعلم
تا رنج تحمل نکنی گنج نبینی	تا شب نرود صبح پدیدار نگردد	رر
ای جوان بر قامت خم گشتهٔ پیران مخند	رفته رفته زندگی بار گرانی می شود	واثق
خر عیسی اگر بمکه رود	چون بیاید هنوز خر باشد	سعدی
غافل نیم ز صورت واماندگان خاک	در پای من ز آبله آئینه بسته اند	
آنانکه دل بغیبت ما شاد می کنند	باری بدان خوشم که مرا یاد می کنند	حاجب
در بند آن نیم که بدشنام یا بغیبت	یادش بخیر هر که مرا یاد می کند	کاشی
دولت چو یافت بدگهر از وی کناره کن	درنده تر شود چو سگ سفله سیر شد	لا اعلم
با سفلگان شراکت روزی زیان بود	سگ دشمن گدا به یک پاره نان بود	حزین
هر چه بر نفس خویش نپسندی	نیز بر نفس دیگران مپسند	سعدی
سر آنکه ببالین نهد هوشمند	که خوابش به قهر اندر آرد به بند	لا اعلم
خر عیسی اگر چه هست خری	بر خر دیگران شرف دارد	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ده مرده مرد را احمق کند	عقل را بے نور و بے رونق کند	مثنوی
چون ز نامردی دل آگنده بود	ریش و سبلت موجب خنده بود	لا اعلم
ہر که افعال دام و دد بود	بر گریبانش گمان بد بود	״
بہست تنہائی به از یاران بد	نیک چون با بد نشیند ہست بد	״
خاکساران جہان را بحقارت منگر	تو چه دانی که درین گرد سوارے باشد	حافظ
سخن گفتن آنکه بود سودمند	کز ان گفته آوازه گردد بلند	نظامی
اگر نخل خرما نباشد بلند	ز تاراج ہر طفل یابد گزند	لا اعلم
ز ہر آدمی سرفرازی کند	سر آن شد که مردم نوازی کند	״
چو باران که یک یک مہیا شود	شود سیل و آنگه بدریا شود	״
عشاق دیگر از که وفا آرزو کنند	دل نیز رفته رفته بآن بے وفا رسید	״
عارفان صائب ز سعد و نحس انجم فارغند	صلح کل با ثابت سیار انجم کرده اند	صائب
بمرد آخر و نیک نامی ببرد	زہے نیک نامے که نامش نمرد	لا اعلم
بر انداز بیخے که خار آورد	درختے بپرور که بار آورد	״
نیک سہل ست زنده بیجان کرد	کشته را باز زنده نتوان کرد	״
ندہد مرد ہوشمند جواب	مگر آنگه کزو سوال کنند	سعدی
بدان را نیک دار اے مرد ہشیار	که نیکان خود بزرگ و نیک روز اند	لا اعلم
از حاضران بخیر نکردند خلق یاد	از یاد رفتگان ہمه کس یاد می کنند	״
پند گیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	״
بزرگان مسافر بجان پرورند	که نام نکوئی بعالم برند	سعدی
دل بیہده دار و ز نخن چشم سعادت	از سایه خود فیض کجا بال ہما جوید	لا اعلم
مشو زنہار در دولت ز حال دوستان غافل	که این خواب گران با دولت بیدار می باشد	״
خارج از امکان عقلی روز و شب کوشیده ام	حاصل دانش مرا جز این نادانی نبود	״
بدنیا قدر ارباب مذلت بیش می باشد	کف سائل ز اعضائے دگر و پیش می باشد	״

در بزم وصال تو به هنگام تماشا	نظاره ز جنبیدن مژگان گله دارد	لا اعلم
منگر بچشم کم بعزیزان عزیز من	یوسف غلام کس بخریدن نمی شود	صائب
دنی باکار بی رنج کسان سامان نمی یابد	چو رنگ حنا تا نریزد خون مردم نان نمی یابد	اثر
اصیل زاده چو مفلس شود از و مپیوند	درخت گل چو تهی گشت بار رگ گردد	لا اعلم
در جوانی میتوان بر خورد صائب از حیات	در بهار اینچنین تخمی نکاری چه سود	صائب
بد را کدورت از دل بی کینه میرسد	زنگی خجل شود چو بآئینه میرسد	″
هوس چون بی نهایت شد نماند جای آسایش	چو دریای بی کنار افتاد طوفان بیشتر باشد	حزین
خود را بهر که سنجی چیزی ز خویش کم کن	خواهی که زر تو افزون کس در هنر نباشد	کلیم
چو کم خوردن طبیعت شد کسی را	چو سختی پیش آید سهل گیرد	سعدی
رتبه عالی نسب از عجز افزون تر شود	قطره از بالا به پستی چون رسد گوهر شود	لا اعلم
بر صدر بود چشم تواضع طلبان را	آسوده بود هر که بپایا ننشیند	″
دل بدشمن چون ملایم شد مصفا می شود	سنگ با آتش چو نرمی کرد مینا می شود	″
گوشه گیران کامیاب از عالم بالا شوند	فکرها از گوشه گیری آسمان پیما شوند	″
از تواضعهای مردم سخت حیرانم غنی	هر که می افتد بپایم کنده پا می شود	غنی
کلفت زدای کینه دلها تواضع است	از تیشه میتوان گره سنگ باز کرد	لا اعلم
بدین رواق زبرجد نوشته اند بزر	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند	حافظ
با کریمی گر کسی احسان سزد	هر یکی را او عوض مقصد دهد	مثنوی
ز بی حاصلان از حاصل دنیا چه میپرسی	که هر کس تخم افشاند است از حاصل خبر دارد	صائب
کرم پیشه کن کآدمی زاده صید	باحسان توان کرد و وحشی بقید	سعدی
بعالم کسی سر برآرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	″
آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند	السی
نیست در گل شوخی بوئی که در عطر گل است	فیض پاکان از گداز دل دو بالا می شود	مهربان
یار استان توان برد از نیش راه حق را	موسی صلاح دیگر غیر از عصا ندارد	صائب

صافی دلان ندانند آیین پرده‌پوشی	آیینه زشت و زیبا ناچار می‌نماید	حزین
هر آن کس که جور بزرگان نبرد	بسوزد دلش بر ضعیفان خورد	سعدی
نه آیین عقل است و رای خرد	که دانا فریب مشعبد خورد	"
هر که چون رشته زباریک‌خیالان گردد	روزیش تنگ‌تر از رشته سوزن باشد	صائب
نه دانا بسعی اجل جان برد	نه دانان بناساز خوردن بمرد	سعدی
از بدان فیض مجالست به نیکان برسد	تیر کج باعث آرام نشان می‌گردد	لااعلم
آنها که زخم از سنگ خاموشی خورده اند	از نفس آرمیده حضر بیشتر کنند	صائب
تا عقل نباشد نتوان خرج نمودن	کز بستگی گوش زبان لال برآید	"
ز بیگانگان چشم زن کور باد	چو بیرون شد از خانه در گور باد	سعدی
تسکین دل ز صحبت روشندلان طلب	آیینه بیقراری سیماب می‌برد	مجهول
چون یوسف از امداد خسیسان مرو از راه	کز چاه برآرند و ببازار فروشند	صائب
تیغ بر مرده کشیدن ز جوان مردی نیست	غیبت مردم پیشینه نمی باید کرد	"
در چراغ دیده من آب روشن می‌شود	بخت چون باشد چراغ از آب روشن می‌شود	"
فیض سخن باهل سخن گو نمی رسد	از نافه بوی مشک با آهو نمی رسد	غنی
صائب شعر نکو عمر فراوان دارد	قول مردان جهان ست سخن جان دارد	صائب
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آری شود ولیک بخون جگر شود	حافظ
آینده را قیاس کن از حال خود ببین	کز رفتگان بخیر کجا یاد می‌کنند	صائب
از حاضران بخیر نه کردند خلق یاد	از یاد رفتگان همه کس یاد می‌کنند	لااعلم
دوستان را باحسان یاد کردن همت است	ورنه هر نخل بپای خود ثمر می‌افگند	"
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
بدان را نوازش کن ای نیک مرد	که سگ پاس دارد چو نان تو خورد	سعدی
اهل سعادت ازلی ابدا نمی شوند	بر بستر هیچ کس پر و بال هما ندید	لااعلم
ستم بر زیر دستان هر که کش اختر دارد	فلک را شیوه عاجزکشی زیر و زبر دارد	آفرین

تار و پود موج این دریا بهم پیوسته است	میزند برهم حبابها هرکه یک دل بشکند	صائب
نیست ارباب ستم را بهره از رزق حلال	تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد	راقم
زبر دست اضطراب زیر دست آسیا کی دارد	دو شاهد بر کلام من دو سنگ آسیا باشد	لا اعلم
زینهار ایمن مباش ای ظالم از خشم حلیم	چون زمین در جنبش آید خانها ویران کند	غنی
ز بند سخت تا صبح ظلم ظالم میشود افزون	دم شمشیر چون بر سنگ سایند تیزتر گردد	لا اعلم
نیست ظالم را پس از مظلوم چندان فرصتی	شمع با پروانه در یک شب ز محفل میرود	״
پادشاهی که طرح ظلم فگند	پای دیوار ملک خویش بکند	سعدی
با مردم فتاده مکن دشمنی که برق	بر خرمنی نتاخت که خود هم فنا نشد	لا اعلم
جفا جویا ستمگارا حذر از آه مظلومان	که تیر آه مظلومان نهان در سنگ جا دارد	״
دولت دنیا که تمنا کند	با که وفا کرد که با ما کند	״
سکندر شه هفت کشور نماند	نماند کسی چون سکندر نماند	نظامی
دل چون اطفال مبند بدین نقش و نگار	کین بهاریست که یکدست خزان خواهد شد	لا اعلم
عقده دل بستگی را اندک اندک باز کن	ورنه مرگ این رشته را یکبار غافل میکشد	״
دل در جهان مبند که این نو نهال را	از بهر سر زمین دگر آفریده اند	״
فلک اسباب دنیا زان برای ناکسان دارد	هما گر سایه دارد بهر ای استخوان دارد	״
جهان و در جهان خلق بسیار دید	رسد از همه با کسی نارسید	״
دل تاریک از فکر دنیا نیست دلگیری	که باغ و گلستانی چند جز ویران نمی باشد	״
مالداران جهان سرمست غفلت گشته اند	نقش دنیا رود رم اینجا طلسم خواب شد	فاروق
اهل عالم طفل طبعان تند و بیمار هوس	کی تواند طفل چون بیمار شد پرهیز کرد	کلیم
ترک آسایش اگر لذت ندارد پس چرا	گل تن آن نازک تنی از خار بستر میکند	״
دل را مکن بصحبت اهل زمانه بند	مثل حباب در برج از کرانه بند	اظهر
خوشا شمعیکه سرتا پا بسوزد	بسازد با خود و تنها بسوزد	لا اعلم
مئے صرف وحدت کسی نوش کرد	که دنیا و عقبا فراموش کرد	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
دست چون عیسیٰ از دنیا پاک بباید فشاند	گرد ره در دامن افلاک می باید فشاند	صائب
مقید دو جہاں کی شود بیک سر مو	کسیکه شیوهٔ اهل قلندری دارد	صافی
ہما به که امروز مردم خورد	که فردا پس از من بغارت برند	سعدی
خانهٔ عمر تو میریزد شب و روز از فلک	تا بکی غافل نشینی خانه ویران میشود	مخفی
تار و پود عالم امکان بهم پیوسته است	عالمی را شاد کرد آنکس که دل را شاد کرد	لا اعلم
احسان هنری نیست به امید تلافی	نیکی بکسی کن که بکار تو نیاید	صائب
چو از افلاس کس بیمار باشد	علاجش شربت دینار باشد	حزیں
غافلان را مالش ایام هوش افزا شود	چشم بی مالیدن از خواب گران کی وا شود	سرخوش
تقدیر قطع رشتهٔ تدبیر می کند	تدبیر ساده لوح چه تقدیر میکند	صائب
بجام خضر اگر دسترس بود زنهار	چو نیست از کف هم مشرب احتراز کنید	صافی
یا کعبه یا کنشت بروز پس سر دو راه	یکدل نمی توان بدو قبله نماز کرد	صائب
اسکندرانِ بخیل آئینهٔ دل را سیاه	وای بر آن کس که بر نان خسی مهمان شود	لا اعلم
فریب جود فرومایگان مخور زنهار	که می کنند ترا آخر هیچ تا عطا بخشند	"
مرنج از طعنهٔ خصم و مکن عرض کمال خود	که خود عیب و هنر بهتر کند اظهار حال خود	حزیں
نه هر که چهره برافروخت دلبری داند	نه هر که آئینه سازد سکندری داند	لا اعلم
پیش لا یعقل ز دانش دم زدن دیوانگی ست	گفتگوی عقل را با مردم عاقل کنید	مخفی
کینه قدر چو یابد ز راستی گذرد	پیاده پیشه کند کجروی چو فرزین شد	بیدل
گفتار صدق باعث آزار می شود	چون قول حق بلند شود دار می شود	صائب
بچشم سرمه با این خیر خواهی خوش نمی آید	کند هر گاه احسانی بمردم خودنما باشد	لا اعلم
مرد تمام آنکه نگفت بکرد	و آنکه بگوید بکند نیم مرد	"
سخت بد کسی که یار بود	سگ گزد گر شتر سوار بود	"
مکن تکبر و فخر ای جوان که عالم پیر	بسی ز نخوت شداد و عاد دارد یاد	"
اهل دنیا را ز دنیا بیشتر باشد خطر	زن چو با غیر آشنا شد دشمن شوهر شود	"

نتایج از دعاے زاہدان خشک نرسیدن	کہ از شمشیر چوبیں ہیچ بوے خون نمی آید	فانی
حباب از سربلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری بر سر اوج آسماں دارد	قاسم
سرکشی سرمایۂ نقصان دولت می شود	نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود	آزاد
یاری بظاہر چہ بکار آید خوش آں یارے کہ او	ہم بظاہر یار بود و ہم بباطن یار بود	وحشی
کدام چیز عزیزاں ز دید گر گیرند	بغیر آں کہ ز احوال ہم خبر گیرند	آشنا
ایں سخن از پیر کنعانم بخاطر ماندہ است	دیدن روے عزیزاں چشم روشن میکند	حسن
کامل نشود چو ہر دو نگہ دو بخانہ بند	آرد چو باز پر نشود آشیانہ بند	والا
نباشد مردم صاحب طمع را ہمت عالی	کہ مقناطیس را چیزے بجز آہن نمی گیرد	لا اعلم
جوہر نماے گوہر ذاتی خویش باش	خاکش بسر کہ زندہ بنام پدر بود	"
دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد	دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد	سعدی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پاے برو کتابے چند	"
قاصد خوش خبر امروز نوا ساز آمد	کز سفر یار سفر کردۂ ما باز آمد	
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند	سعدی
کار بر وقت نگہدار کہ نافع بود	نوش دارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند	
دانی کہ بہ منزلہ سبک رو سوار کیست	عمر عزیز ماست کہ برباد می رود	لا اعلم
از دست گداے بینوا ناید ہیچ	جز آں کہ بصدق دل دعاے بکند	"
غافل یہ لوگ چین سے بیٹھے ہیں ہے غضب	کوس رحیل کی ہے صدا روز یہاں بلند	افسوس
گر پیر نود سال بمیرد عجبے نیست	ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد	لا اعلم
شاہ ما را دہ دہد منت نہد	رازق ما رزق بے منت دہد	"
با صاف دل مجادلہ با خویش دشمنیست	ہر کس کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد	"
ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دیں بیفزاید	"
بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید	"
حلم حق با تو مواسا کند	چونکہ از حد بگذرد رسوا کند	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
کند تحمل بسیار مرد را بے قدر	کمان چوں تن بکشیدن دہد گشادہ شود	لا اعلم
اگر صد عیب دارد مرد درویش	رفیقانش یکے از صد ندانند	〃
کار دنیا کسے بتمام نکرد	ہرچہ گیرید مختصر گیرید	〃
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	حافظ
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ برتن درد	لا اعلم
مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	〃
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	سعدی
چہ داند کس کہ چندیں درچہ کارند	ہمہ تن روشدہ رو در کہ آرند	جامی
ذوق جہاں ندارد بے دوست زندگانی	بے دوست زندگانی ذوق جہاں ندارد	حافظ
ذکر ایشاں ذکر آں یزداں بود	یاد نیکاں یاد آں سبحان بود	لا اعلم
رہ برد بے راہ مرد ہرچند رہ پیچاں بود	زن مکن دختر مکن ہرچند زن ارزاں بود	〃
لقمہ کہ سر پوش نہ بروے بود	از مگس و مور اماں کے بود	〃
ذرہ را تا نہ بود ہمت عالی حافظ	لائق خطرہ خورشید درخشاں شود	حافظ
رحم کردن بر ضعیفاں رحم بر خود کردنست	وائے بر شیرے کہ آتش در نیستان افگند	لا اعلم
ببیں کرامت بتخانہ مرا اے شیخ	کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد	〃
در کعبہ و بتخانہ سنگ شد و چوب شد	یک جا حجر الاسود یک جا بت ہندو شد	〃
ز رنج و راحت گیتی مشو غافل مرنجاں دل	کہ آئیں جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد	〃
مسجد و دیر کعبہ و بتخانہ یکے است	ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغائے تو بود	〃
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد	سعدی
گر زدہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	لا اعلم
شیران جہاں اسیر یک زن شدہ اند	اے وائے بر آں کس کہ دو زن مے طلبد	〃
مفلساں را کس نمی پسند د بیناکن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	〃
گویند مرداں غم دیوانہ میخورند	دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد	〃

مصرع اول	مصرع دوم	قائل
آنچہ نصیب است بہم می رسد	گر نہ ستانی بستم می رسد	لااعلم
ہر گیاہے کہ بر زمیں روید	وحدہ لاشریک لہ گوید	فیضی
چوں باراں کہ یک یک مہیا شود	شود سیل و آنگہ بدریا شود	لااعلم
بہ دنبال روزی چہ باید دوید	تو بنشین کہ خود روزی آید پدید	"
کار نہ ایں گنبد گردوں کند	ہر چہ کند ہمت مرداں کند	"
سگے را نشانی بہ تخت بلند	بلیسیدن آسیامی رود۔	"
دشمن دانا کہ پے جاں بود	بہتر ازاں دوست کہ ناداں بود	"
دوستاں در زنداں بکار آیند	کہ بر سفرہ دشمناں ہم دوست نمایند	"
ہمت اگر ہمت مرداں بود	مور تواند کہ سلیماں بود	"
بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد	چوں باز کنی مادر مادر باشد	"
بسیار آسیا کو غریوال بود	چوں بیند مزدور دیوال بود	"
دلبر آں نیست کہ موے و میانے دارد	بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد	"
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند	"
تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد	سعدی
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	"
شپرہ گر وصل آفتاب نخواہد	رونق بازار آفتاب نکاہد	"
حسد ہر جا کہ آتش بر فروزد	ہم از اول حسوداں را بسوزد	"
دریں باغ سروے نیامد بلند	کہ باد اجل بیخش از بن نکند	لااعلم
ہر کہ بیہودہ گردن افرازد	خویشتن را بگردن اندازد	"
دانہ زیر افتد زبر دستش کند	خوشہ سر میکشد زیر افتد	"
ہر کہ شد خاکنشین برگ و برے پیدا کرد	سبز شد دانہ کہ با خاک سری پیدا کرد	"
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد	سعدی
در ہمہ کار مشورہ باید	کار بے مشورہ نمی شاید	لااعلم

چون بنده خدای خویش خواند	باید که بجز خدا نداند	سعدی
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی	بده وگرنه ستمگر بزور بستاند	״
آواز خوش از کام و دهان و لب شیرین	گر نغمه کند ور نکند دل بفریبد	״
ترک دنیا بمردم آموزند	خویشتن سیم و غله اندوزند	״
عالم آنکس بود که بد نکند	نه بگوید بخلق و خود نکند	״
عالم که کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رهبری کند	״
هزار خویش که بیگانه از خدا باشد	فدای یک تن بیگانه کآشنا باشد	״
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد	در طلب کاهلی نشاید کرد	״
آسیا زیرین متحرک نیست	لاجرم تحمل بار گران میکند	״
صیاد نه هر بار شغالی ببرد	باشد که یکی روز پلنگش بدرد (یا بخورد)	״
شب پره گر وصل آفتاب نخواهد	رونق بازار آفتاب نکاهد	״
هر که دل پیش دلبری دارد	ریش در دست دیگری دارد	״
وفاداری مدار از بلبلان چشم	که هر دم بر گل دیگر سرایند	״
زن کز مرد بی رضا برخیزد	بس فتنه و جنگ از آن سرا برخیزد	״
سگ بدریای هفتگانه بشوی	که چون تر شد پلیدتر باشد	״
اگر ریگ بیابان در شود	چشم گدایان پر نشود	״
هر که با اهل خود وفا نکند	نشود دوست روی و دانشمند	״
فرشته خوی شود آدمی بکم خوردن	دگر خورد چو بهایم بیوفتد چو جماد	״
مکن نماز بر آن هیچکس که هیچ نکرد	که عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	״
سمند بادپا از تک فرو ماند	شتربان همچنان آهسته می راند	״
سنگ بدگوهر اگر کاسه زرین شکند	قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود	״
دوستی را که بعمری فرا چنگ آرند	نشاید که بیک دم بیازارند	״
در خرمی سرای به بند	که بانگ زن از وی برآید بلند	

حال در ماندگان کسے داند	کہ با حوال خویش در ماند	سعدی
ہر کہ بر زیر دستان نہ بخشاید	بجفائے زیر دستاں گرفتار آید	״
چو کم خوردن طبیعت شد کسے را	چو سختی پیش آید سہل گیرد	״
نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید	نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید	״
گر گل شکر خوری بتکلف زیاں کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	״
ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	״
عاجز باشد کہ دست قوت یابد	برخیزد و دست عاجزان برتابد	״
آنکس کہ توانگرت نمی گرداند	او مصلحت تو از تو بہتر داند	״
سخن نیز دسخنداں ادا مکن حافظ	کہ تحفہ کس در و گوہر بہ بحر و کاں نبرد	حافظ
سود و زیاں مایہ چو خواہد شدن ز دست	از بہر ایں معاملہ غمگیں مباش و شاد	״
مزن دم ز حکمت کہ در وقت مرگ	ارسطو دہد جاں چو بیچارہ شد	״
گفتگو از عقد دنداں گوہر غلطاں شود	پوچ گو گردد دہن تا لیکہ بے دنداں شود	صائب
چند تواں ساخت موی خویش چوں قیر از خضاب	چوں نمی گردد جواں دل از سیہ کاری چہ سود	״
خضاب پردہ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
ریخت دنداںہائے سگ چوں پیر شد	ترک حیواں کرد و سرگیں گیر شد	معنوی
ہر دو در کشور یار و بے بخوں رنگ کشند	کیں خضابیست کز و پیر جواں میگردد	مخلص
نمی سازد غذائے چرب زائل ضعف پیری را	کماں را اگرچہ روغن میدہی فربہ نمیگردد	ناصر علی
مشورت در کارہا واجب بود	تا پشیمانی در آخر کم شود .	معنوی
عذر احمق بدتر از جرمش بود .	عذر دانا در پئے علمش بود	״
پائے استدلالیاں چوبیں بود	پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود	״
چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد	״
کلید گنج وجود ست معرفت ایدل	بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود	״
ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد ۔	بداں ماند کہ آتش اندک را مہمل گرداند	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
حقوق خدمت صد ساله لعب طفلان ست	بکشورے که در و کودکاں خداوند اند	حافظ
چوں که اسرار نہاں در دل بود	آں ارادت زود تر حاصل شود	″
زانکه چوں سگ سیر شد سرکش شود ۔	کے سوے صید و شکار خویش دود	″
مہر زن بر دہن خنده که در بزم جہاں	سر خود می خورد آں پسته که خنداں باشد	صائب
چارهٔ دل عقل پر تدبیر نتوانست کرد	خضر ایں ویرانه را تعمیر نتوانست کرد	″
اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست	خواب شب تعبیر خواہد یافت چوں فردا شود	عالی
بخنده زندگی خویش را مده برباد	که در چمن گل نشگفته بیشتر ماند	صائب
ہرزه گویاں بر سر خود خود بلا می آورند	خندهٔ کبکاں دلیل راه شاہیں میشود	راسخ
مآل خندهٔ شادی بود پشیمانی	گلاب تلخ ز گل یادگار می ماند	صائب
زابر گریاں شاخ سبز و تر شود	زانکه شمع از گریه روشن تر شود	
در دل پیر تمنائے خزاں بسیار ست	ایں بہاریست که در فصل خزاں می باشد	صائب
آدمی پیر چه شد حرص جواں می گردد	خواب در وقت سحرگاه گراں می گردد	لااعلم
بفگنده است پیری خواجه را ایں رعشه در اعضا	کزو دلبستگیہا بر سر اسباب می لرزد	″
گفتم نکشم میل بخوباں چو شوم پیر	فریاد که چوں پیر شدم حرص فزوں شد	″
داغ دشمن کافی از دوراں کم فرصت ندید	دوستاں را ہر که در ایام دولت یاد کرد	″
بے ادب تنہا نه خود را داشت بد ۔	بلکه آتش در ہمه آفاق زد ۔	″
ناز ایں قدر بنعمت و نیاز بہر چیست	ایں تحفه را بدست تو در خواب داده اند	
تنگدستی فی الحقیقت مایه دیوانگی ست	بید از بے حاصلی در باغ مجنوں می شود	کلیم
بے مگس ہرگز نباشد عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد ۔	″
دوستی با ناتواناں مایه روشن دلی ست	موم چوں با رشته سازد شمع محفل می شود	″
بگذر ز جمع مال که زنبور بے نصیب	با خویشتن ز شاں عسل نیش می برد ۔	″
زامیزش کجاں نشود طبع راست کج	از اتصال حرف الف خم نمی شود ۔	″
ایمن ز کجرواں نتواں شد بہیچ حال	خط بزمیں ز رفتن خود مار می کشد	″

بحرف هیچ کس انگشت اعتراض منه	که مستفیض شود از تو وعده و گردد	لااعلم
جادهٔ سر منزل ما راستی ست	چون برون افتد خط از مسطر پریشان میشود	״
در زیر بار قرض نماند کف کریم	با دستگیر خلق خدا یار می شود	״
با ادب باهمه سر کن که دل شاه و گدا	در ترازوی مکافات برابر باشد	״
ز فکر بیش و کم رزق غم مخور صائب	که راه طی شود و توشه در کمر ماند	صائب
هر کس که بی رفیق موافق سفر کند	با خود هزار قافله تشویش می برد	״
هزار بار شود آشنا و دیگر بار	ترا ببیند و گوید که این چه کس باشد	״
حضور قلب بود شرط در ادای نماز	حضور خلق ترا در نماز می آید	صائب
روزی اگر بغیر رسد تنگدل مباش	رو شکر کن مباد کزین هم بتر شود	حافظ
کریم اوست که خود را بخیل می داند	عزیز اوست که خود را ذلیل میداند	صائب
سعادت ازلی را بکسب نتوان یافت	که زاغ از خورش استخوان هما نشود	کلیم
مکن با دوستان از آشنائی اختلاط افزون	در آید چون درون دیده مژگان خار می گردد	غنی
به پستان آمدن خون جگر را شیر می سازد	جوان را یکدم اندوه غریبی پیر می سازد	حزین
از در حق بدر خلق مبر حاجت خویش	شکوهٔ یار با اغیار نمی باید کرد	عاقل
سخت گفتن بمحل به ز خوشامد باشد	هر سخن وقتی و هر نکته مکانی دارد	صائب
جواب تلخ به نقد از لب ترش رویان	هزار بار به از قند انتظار آمد ؎	لااعلم
بزرگش نخوانند اهل خرد	که نام بزرگان به زشتی برد	سعدی
از ابلیس هرگز نیاید سجود	نه از بدگهر نیکوئی در وجود	״
بکار کس نمی آید نسب مخفی درین عالم	خر عیسی حسب مند است گر در کیسه زر دارد	مخفی
تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار	که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند ؎	حافظ
حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست	که آشنا سخن آشنا نگه دارد ؎	لااعلم
من این مرقع پشمینه بهر آن دارم ؎	که زیر خرقه کشم می کس این گمان نبرد	״
هر کجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرهم نهی ندارد سود	״

تہی دست گر مایہ داری کند	چو لنگے ست کو راہواری کند	لاادری
بد اصل را چگونہ توان کرد تربیت	کس در درون جامہ چرا مار پرورد	"
ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک	صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد	"
شوق در گفتگو نمی آید	بحر اندر سبو نمی آید	"
گر قلم قصہ شوق تو نویسد ہمہ عمر	عمر آخر شود و قصہ بپایاں نرسد	"
کردہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	"
ہر کہ آسودگی و راحت جست	دل خود را از بخت شاد نکرد	"
مرا اے کاش کے مادر نمی زاد	و گر می زاد پس شیرم نمی داد	"
علاج نفس کافر را بہنگام جوانی کن	کہ ایں مار سیہ چوں پیر گردد اژدہا گردد	"
جوانمرد ہموارہ با کس بود	کس او را نباشد کہ ناکس بود	"
عمرت دراز باد کہ ایزد براے خلق	دست ترا کلید در رزق آفرید	"
بنام آنکہ او نامے ندارد	بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد	"
ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ	از یمن دعاے شب و ورد سحری بود	حافظ
محتاج بزیور نبود حسن خداداد	دنداں گہر حاجت مسواک ندارند	صائب
می افتد رود سبک سر ز معراج غرور	چقدر کوزۂ خالی بہ لب بام بود	"
زمین نرم بود پردہ دار دام فریب	ز فکر دشمن ہموار احتراز کنید	"
رسد بظالم دیگر ذخیرہ ظالم	نصیب تیر شود پر چو از عقاب آید	"
حرص از طینت پیراں نبرد موے سفید	ایں چنے نیست کہ ساکن بہ تباشیر بود	"
نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	لاادری
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہاں سوار انند	
بایں ہمت عالی نتوانیم رسید	ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند	
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	کلاہ گوشۂ من با فتاب رسید	
ہر چہ گیرد علتے علت شود	کفر گیرد ملتے ملت شود	مولانا روم

مصرعِ اول	مصرعِ ثانی	شاعر
جہانت بکام و فلک یار باد	جہاں آفرینت نگہدار باد	لاعلم
لاف دانش میزنی خود رائی دانی چہ سود	دعوے از خود میکنی خود رائی دانی چہ سود	"
درراہ خدا کہ رہزناں اند	حقا کہ ہمی زناں زناں اند	"
معاذ اللہ عجب کارے افتاد	بسر تا بردہ دیوارے افتاد	"
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند	"
تا سمند رہم پایہ گشتم از سر کوششی	نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد	"
شد غلامے کہ آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد	سعدی
چو شبہا نشستم دریں سیر گم	کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم	"
روزگار مرا بشد بنادانی	من نکردم شما حذر بکنید	"
مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز	آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند	"
امید فیض از نو دولتاں ہرگز مجو صائب	پیادہ چوں شود فرزیں براہ کجروی گردد	صائب
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود یہاں بھی	گو شیشۂ ساعت میں رہے ریگ رواں بند	آتش
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	پھڑک پھڑک کے قفس ہی میں دو نگا جاں صیاد	رند
بعد مرنے کے مری قبر پہ وہ آیا میر	یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد	میر تقی
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد	خاں
از اختلاط جہاں بیگانہ کی شو و خویش	ہر چند جامہ تنگ است جز و بدن نگردد	لاعلم
گرہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	"
للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید	"
من از بیگانگاں ہرگز نالم	کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد	"
محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے پوچھئے شانِ محمدؐ	"
مشکلے نیست کہ آساں نشود	مرد باید کہ ہراساں نشود	"
مراد یست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	"
نوشتہ بماند سیاہ بر سفید	نویسندہ را نیست فردا امید	"

هر آں مرد کہ گرد بادہ گردد	اگر رستم بود کوں دادہ گردد	لا اعلم
سگین خر آرزوئے دم کرد	نا یافتہ دم دو گوش گم کرد	"
گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود	گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر چنیں بود	"
زاہداں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند	"
ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب	چو زن پستاں خود مالد حظوظ نفس کے یابد	صائب
مار کہ دم را گفت گزیدن مردم	کفر است زیرا کہ مے میرند	لا اعلم
دنداں تو جملہ در دہانند	چشماں تو زیر ابروانند	"
حق کسے را اگر بیند ازو	گرگش از خیل خانہ ننوازد	"
بخت چوں خنداں بود سنداں بدنداں بشکند	بخت خواب آلودہ را فالودہ دنداں بشکند	"
اگر رفیق نباشد عصا بگیر عزیز	کہ ہمچو موسیٰ ترا نیز غمگسار بود	"
دریغا کہ عمر جوانی نماند	جوانی چہ سر از زندگانی نماند	"
حریفاں بادہا خوردند و رفتند	تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند	"
طلبگار گوہر کہ کانے کند	بہ پندار و امید جانے کند	"
آبروئے بزم ما اے جان جاناں با تو بود	رونق ایں گلشن اے مرغ سحرخواں با تو بود	"
سفر از غم خلاصی کے دہد بخت لئیماں را	ہماں در بحر باشد گرچہ کشتی بر کنار آید	"
بدی چہ کنی بجائے کسے	کہ او نکند بجائے تو بد	"
ہر دم زمانہ داغ دگرگونہ ور دہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	"
شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستاں	کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند	"
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکساں نکرد	سعدی
چناں پہن خوان کرم گسترد	کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد	"
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	"
چہ داند کس کہ چندیں در چہ کار اند	ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند	جامی
پسر نوح با بداں بنشست	خاندان نبوتش گم شد	لا اعلم

وفاداری مجو از بلبلان چشم	کہ ہر دم بر گل دیگر سرایند	لا اعلم
باش با شخص سیاست سر بشو یدا ز مرض	باش تا این درد مند آخر بدرماں برسد	″
دردمندے کہ کند درد نہاں پیش طبیب	درد او بے سببی قابل درماں نشود	حافظ
اینکہ می بینی خلاف آدم اند	نیستند آدم خلاف آدم اند	لا اعلم
بروز د طمع دیدۂ ہوشمند	در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند	″
من ز وضع زمانہ در فکرم	کہ مبادا ازین بتر گردد۔	″
از دست و زبان کہ بر آید	کز عہدہ شکرش بدر آید	سعدی
دانی کہ بر نگین سلیمان چہ نقش بود	خطے بزر نوشتہ کہ این نیز بگذرد	لا اعلم
چشمے داری و عالمے در نظر است	دیگر چہ معلم و کتابت باید۔	″
خدائے راست مسلم بزرگی الطاف	کہ جرم بیند و نان بر قرار می دارد	سعدی
این نہ مردانند اینہا صورت اند	بستۂ نان اند و مرد شہوت اند۔	لا اعلم
حقوق خدمت صد سالہ اہل اطفال است	بہ کشوریکہ درو کودکاں خداوندند	″
بگو دل را کہ گرد غم نگردد	ازیرا غم ز خوردن کم نگردد	″
ہماناں دان دوست کو دوستاں را	غذائے دل و راحت جاں فرستند	″
کمال صدق محبت ببین نہ نقص گناہ	کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند	″
حجاب نو عروساں ور بر شوہر نمیماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند	مخفی
پسند حکیم عین صواب است محض خیر	فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید	لا اعلم
چشم دارم کہ ہم ز روے کرم	کرمت عذر خواہ من باشد	″
وعدہ تو ہر کہ باور کند	انتظارش خاک بر سر کند	″
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد	سعدی
اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری	شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود	لا اعلم
داد غفلت روزگارم را بباد	داد داد از دست غفلت داد داد	″
طالع شہرت رسوائی مجنوں پیش است	ورنہ طشت من و او ہر دو ز یک بام افتاد	″

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدم و بهار آخر شد	لااعلم
گر ز هر دهند نوش می باید کرد	دشنام دهند گوش می باید کرد	〃
ترا ای عندلیب آن دم شود عید	که سر از تن جدا گردیده باشد	〃
بی آه و ناله بر دل ما نگذرد شبی	میراث عندلیب بما از کجا رسید	〃
تا که از جانب معشوق نباشد کششی	کوشش عاشق بیچاره بجای نرسد	〃
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
مست می بیدار گردد نیم شب	مست ساقی را قیامت بامداد	لااعلم
مبارک منزلی کان خانه را ماهی چنین باشد	همایون کشوری کان عرصه را شاهی چنین باشد	〃
از مکر و فریب زن نباشی ایمن	رم از آهو رمد چرا مکان گیرد	〃
ستم ظاهر او لطف نهانی دارد	صید را زود کند ذبح که لاغر نشود	〃
خشم هشیار شد چه باید کرد	فتنه بیدار شد چه باید کرد	〃
منه راز پنهان خود در برند	که آن راز دستی بدستی برند	〃
چون قضا آید طبیب ابله شود	آن دوا در نفع خود گمره شود	〃
چو ترک سر نکنی ترک یار باید کرد	ازین دو کار یکی اختیار باید کرد	〃
عشق است نه سرسریست که از دل بدر شود	با شیر اندر آمد و با جان بدر رود	〃
بی دولت اگر مسجد آدینه بسازد	یا طاق فرو افتد و یا قبله کج آید	〃
پدرکش پادشاهی را نشاید	دگر شاید بجز شش مه نپاید	〃
خزانرا کسی در عروسی نخواهد	گر آن زمان کباب و هنرم نماند	〃
چراغی را که ایزد بر فروزد	هر آنکو پف زند ریشش بسوزد	〃
کارم ز دور چرخ بسامان نمی رسد	خون شد دلم ز درد و بدرمان نمی رسد	〃
اکنون کرا دماغ که پرسد ز باغبان	بلبل چه گفت و گل چه شنید و صبا چه کرد	〃
نه ظالم نه ظلم شقاوت بماند	که لعنت برو تا قیامت بماند	〃
بسا جواهر خوش آب در ته دریا	فتاده است که کس هیچ زان ندارد یاد	〃

سلطنت سہل ست خود را آشنای فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود	لااعلم
بلند و پست جہان را چو اعتبارے نیست	زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد	″
دل ویران طلب گنج سعادت گر ہوش آری	کہ چغد این خراب آباد اقبال ہما دارد	″
ندہد مرد ہوشمند جواب	مگر آنگہ کزو سوال کنند۔	″
ور کریمے دو صد گناہ دارد	کرمش عیبہا فرو پوشد	″
ہر کہ بر خود در سوال کشاد	تا بمیرد نیاز مند بود۔	″
ہر کہ بزندگی نانش نخورند	چوں بمیرد نامش نہ برند	″
ہر سخن کاندران نباشد صدق	ہیچ خیرے دران سخن نبود	″
از دست گدائے بینوا آمد ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند	″
ہر دم زمانہ داغ الم بر جگر نہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	″
خضاب پردہ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
آں ناکساں کہ فخر باجداد میکنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد میکنند	لااعلم
نخواہد این چمن از سرو و لالہ خالی ماند	یکے ہمیرود و دیگرے ہمی آید	″
زہے سعادت آنکس کہ یارش آرد یار	کنم زبند و غم و محنت و الم آزاد	″
نخست موعظت پیر مجلس این سخن است	کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنند	″
ہر کہ او نیک مے کند یابد	نیک و بد ہر چہ میکند یابد	″
مید از سرے بخاکساران جہان	شکرانہ آن کہ سرفرازت کردند	″
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند	حافظ
بلاگوئی و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن	خوبروے کین چنین باشد بلائے جان بود	لااعلم
بسے خانہ خراب از مے شد آباد	بسے خانہ کہ دادش بادہ برباد۔	″
آں زنے راکہ پشت شد چوکماں	نفس راست ہمچو تیر شود۔	″
صحبت دخترے کہ جاں بخشد	زہر قاتل بود چو پیر بود۔	″
در خری بو سرا سے بہ بند	کہ بانگ زن ازو سے برآید بلند	″

زنامحرماں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	لا اعلم
زن چو زینجہ قدم آنسو نہد	مرد ہماں بہ کہ بیک سو جہد	״
علاج دینی و دنیاست صحبت زن نیک	زہے سعادت مردیکہ زن چنین دارد	״
ز ہمنشین نکو کام دل تواند یافت	کسے کہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد	״
صبح پیری می دمد آخر دمے ہشیار شد	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شد	״
چوں توانستم ندانستم چہ سود۔	چوں بدانستم توانستم چہ بود	״
مباد اکس از زن مہر جوید۔	از شورہ بیاباں گل نروید۔	״
خواجہ بیمار شود ببین چہ کساں بیایند	بہر پرسیدن بیکس مگساں بیایند۔	״
سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد	ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد	״
حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر۔	گل بر نچنید کہ آنکہ ہمہ خار پرورد	״
زن آنچہ کہ در پردہ پنہاں بود	کہ آہنگ بے پردہ افغاں بود	״
درد آنکہ طبیب صبر مے فرماید	ویں نفس حریص را شکر مے آید۔	״
دست خود و دہان خود ۔	گر نخوری زبان خود۔	״
سنجیاں ز اموال بر مے خورند	بخیلاں غم سیم و زر مے خورند۔	سعدی
سر سبزی تو ز سر خروئی خیزد	واں گونہ کہ زنگار ز مس می زاید۔	لا اعلم
سنگ بدریائے ہفت گانہ بشو	چوں کہ تر شد پلید خواہد شد	سعدی
سنگ بر بارہ حصار مزن	چہ بود گر حصار سنگ آید	״
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ حد خود داند۔	״
شب گربہ سمور مے نماید	زنگی بچہ حور مے نماید۔	״
ظالم بمرگ دست ندارد از ستم	آخر عقاب پر تیر مے شود۔	״
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	״
محبت است کہ دل را امید ہے آرام	وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد	״
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضان اندیشد	سعدی

من و مربی من هردو آنچنان مفلوک	که هر دو را ده مربی خوب مے باید	لااعلم
نرخ متاعیکه فراواں بود .	گر مثل جاں بود ارزاں بود .	″
هر که آمد بجہاں زاہل فنا خواہد بود	آنکه پاینده و باقیست خدا خواہد بود	″
ہر کہ سلطان مرید او باشد	گر همه بد کند نکو باشد .	″
ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد	سعدی
ہر کہ گریزد ز خرابات شاہ .	بارکشش غول بیاباں بود	
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن تا پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	عرفی
آنکس که بداند و بداند که نداند	اسپ طرب خویش بمنزل رساند	لااعلم
آنکس که بداند و بداند که بداند	آں هم خرک لنگ بمنزل برساند	″
اگر ایں بار جاں برہم نرفت	دیگرم عاشقی ہوس نبود	″
چشم ازرق موے سگوں رنگ زرد	ایں چنیں کس با کسے نیکی نکرد .	″
در برابر چو گوسفند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در .	″
رشته چو گسست میتواں بست	لیکن بمیاں گره بماند	″
شاہ اگر لطف بے عدد راند	بنده باید حد خود نگاه دارد	″
کلبهٔ احزان تسلی بخش نیست	در بیاباں می تواں فریاد کرد	″
قدم نامبارک و مسعود	گر بدریا رود برآرد دود .	″
ہر دم زمانه داغ دگر گونه در دہد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دہد	″
امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوے وصل تو عمرم تمام شد	″
کارے که بعقل بر نیاید	دیوانگے درد بیاید .	″
سرّ تا ہمه دارائے فلک میداند	کومعے بموے رگ رگ میداند	″
دشمن دانا که غم جاں بود	بهتر ازاں دوست که ناداں بود	″
بد اندیش ہم در سر شر رود	چو گزدم که تا خانه کمتر رود .	″
یارا ز تو چشم بد ایام جدا کرد	چشم بد ایام چگویم که چہا کرد	″

تو جان منی و عزم رفتن داری	چون جان برود این تن بیجان چه کند	لا اعلم
دولت چو به پیشکاری آید	هر کار چنان کند که شاید	"
ازین نوید مبارک که ناگهان آمد	بشارتی بدل و مژده بجان آمد	"
خدای که بالا و پست آفرید	زبردست هر زیردست آفرید	"
سگ اصحاب کهف روزی چند	پی نیکان گرفت مردم شد	سعدی
کلاغی تک کبک در گوش کرد	تک خویشتن را فراموش کرد	لا اعلم
نرخ متاعیکه فراوان بود	گر به مثل جان بود ارزان بود	"
هر کجا چشمه بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند	سعدی
زمانه دگرگونه آئین نهاد	شد آن مرغ کو بیضهٔ زرین نهاد	نظامی
گر مصور صورت آنجا بجان خواهد کشید	حیرتی دارم که نازش را چسان خواهد کشید	لا اعلم
خط دمید و مطلب عاشق تمام شد	ای ترک من مناز که ترکی تمام شد	"
نازک بدن چنانکه اگر بگذرد بر آب	چون پای بر حباب نهد آبله فتد	"
گر نمی پرسی که یاری داشتم حالش چه شد	کشتهٔ من نیم جانی داشت احوالش چه شد	"
عید اگر نزدیک باشد با غریبان را چه سود	چون ازان مه وعدهٔ دیدار می افتد بعید	"
دل که افسرده شد از سینه برون باید کرد	مرده هر چند عزیز است نگه نتوان کرد	"
بعالم هر کرا بینم بدل درد و غمی دارد	ز دست غم منال ای دل که غم هم عالمی دارد	"
دل بهرش چه نهم تکیه بعهدش چکنم	که بیک صحبت اغیار دگرگون گردد	"
در همه کار مشورت باید	کار بی مشورت نکو ناید	"
بدی چه کنی بجای کسی	که او نکند بجای تو بد	"
دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بهار تو ز دامان گله دارد	"
از سفرها بنده کیخسرو شود	بی سفرها ماه کی خسرو شود	"
فکر آینده مکن بیهده تصدیع مکش	خود بخود هر چه نصیب است همان خواهد بود	"
چه می پرسی ز من حال دل غمدیده ام چون شد	دلم شد خون و خون شد آب و آب از دیده بیرون شد	"

تو دور افتادگان را گاه گاہے یاد میکردی		لاعلم
مگر گم کرده قاصد ره که پیغامی نمی آرد ۔		〃
جواب نامه ام زان شاه خوبان دیر می آید ۔		〃
جوان گر میرسد قاصد ز کویش پیر می آید		〃
شب هجران تو از روز قیامت کم نیست	غالباً روز قیامت شب هجران باشد	〃
اگرچه وعدهٔ خوبان وفا نمیدارد	خوش آن حیات که در انتظار میگذرد	〃
بگوشم مژدهٔ وصل از در و دیوار می آید	دلم هم می طپد در سینه امشب یار می آید	〃
در دم ز عهد گذشت بر رسان خبر کنید	کارم بجان رسید بجانان خبر کنید	〃
گویند روز حشر بپایان نمیرسد	صد روز آن بیک شب هجران هم رسد	〃
تا کسے از وعدهٔ وصلم دهی اے شوخ فریب	این سخن را بکسے گو که ترا نشناسد	〃
من پند کسان نمی کنم گوش	این را به کسے دگر بگویند	〃
نداشتم من ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه برباد	〃
رفت آن بیوفا از نامه ام شادم نکرد	من بے یادش چو کردم او مرا یادم نکرد	〃
مگر آب و هوائے آن زمین خاصیتے دارد	که هر کس میرود آنجا فرامش کار میگردد	〃
مدتے شد که ره مهر و وفا مسدود است	نه کسے میرود آنجا نه کسے می آید۔	〃
بیا بیا که جدائی نهایتے دارد.	طپیدن دل بے صبر غایتے دارد	〃
از درد هجر شکوه ز جانان نمی کنم	گیرم همان که وعده نمود و وفا نکرد	〃
نمی آئی نمیخواهی نمی جوئی نمی پرسی	چرا از آشنایان اینقدر کس بیخبر باشد	〃
گوهر پاک بباید که شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و کلوخے در و مرجان نشود	〃
گر جان بدهی سنگ سیه لعل نگردد	با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد	〃
اے کبک خوش خرام کجا می روی بایست	غره مشو که گربه عابد نماز کرد	〃
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آرے شود ولیک بخون جگر شود	〃
اشقیا را دیدهٔ بینا نبود	نیک و بد در دیدهٔ شان یکسان بود	〃

عروس ملک نکوروے دخترست ولے	وفا نمی کند این سست مہر با داماد	لا اعلم
عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند	״
زخوردہ گیری روز حساب آزادم	ورق سیاہ چناں کردہ ام کہ نتوان خواند	طاہر
حسود را نتوان کرد از جدل خاموش	مگر بہ تیغ تغافل زباں بریدہ شود	عزت
غمناک نباید بود از طعن حسود اے دل	شاید کہ چو وابینی خیرے تو دریں باشد	حافظ
تا دخل نباشد نتواں خرج نمودن	سربستگی گوشش زباں لال برآمد	صائب
از گلوی خود ربودن وقت حاجت ہمت است	ورنہ ہر کس وقت سیری پیش سگان افگند	لا اعلم
سر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید	״
بیا تا در صف رندان بیاتک جنگ نی نوشیم	کہ سا از شرع زین افسانہ بیقانون نخواہد شد	״
راز بکشاے برکس کہ درین مرکز خاک	سیر کردیم بسے محرم اسرار نبود	״
روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	״
تخلق احسان نمودن موجب آخر نکو باشد	خنا از دستگیری مردم آخر سرخرو باشد	״
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	تا نسوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود	״
بتدبیر رستم در آید بہ بند	کہ اسفندیارش نجست از کمند	״
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	ہمیشہ آتش سوزندہ اشتہا دارد	״
غفلت بجہاں اگر نمی شد	از عمر دمی بسر می شد۔	״
توانگری نہ بود مال دیگراں خوردن	نظر بنان گداے توانگران نکنند۔	״
چار من آب است اگر خواہی کنی غسل بدن	قطرۂ زیں آب بہر غسل دل کافی بود	״
یوسف از تعبیر خواب خویش آگاہی نداشت	کارساز دیگراں در کار خود بیچارہ بود۔	״
شاد باش اے دل کہ آخر عقدہ ات وا میشود	قطرۂ ماہی رسد جاے کہ دریا میشود۔	״
مملکت با معدلت خوشتر بود	ثمرۂ دارین از ان حاصل شود	״
ہر کہ تعجیل کند پیرو شیطان گردد	آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد	״
گوش بر گفتہ بیہودہ غماز منہ	کو ز بدخوئی خود خانہ برانداز د۔	״

وقت از دست رفته باز نیاید	غافلی این چنین نمی شاید	لااعلم
در تعجیل مکشا در امورات	قدم سنجیده نه کز جا نلغزد	"
شرط عقل آنکه سعی بنماید	تا به تقدیر او چه می آید	"
هر ضعیفی که با قوی پیچید	آب دانسته زهر را نوشید	"
نیک را عاقبت همان نیک است	بد بیابد آنکه خوی بد دارد	"
صحبت نیک چو شیر است در آب	نه چو هیزم که همه نار شود	"
تواضع ترا ارجمندی دهد	ز روی شرف سر بلندی دهد	"
خیر کن یا دلیل خیری باش	تا ترا هم بدان ثواب دهند	"
دولتیان رخ ز جهان تافتند	دولت باقی ز کرم یافتند	"
بهمه خلق جهان خلق پسندیده نمای	که سوی خلد برین راه بدان خواهد بود	"
ملک مفتی طلبی پیروی دلها کن	لشکریت گر نبود ملک مسلم نشود	"
هر شاه که او نیت خود راست کند	یابد ز خدای آنچه درخواست کند	"
بنای کار بنه بر ثبات و ایمن باش	که هر بنا که بر اصل است پایدار بود	"
در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانی پدید	"
بنای دولت خویش آن کسی خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند	"
سخی را شرم می آید که ز سائل	خجل از درگه او باز گردد	"
تقدیر چو سابق است تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود	"
ما کار خویش را بخدا و نه کارساز	بگذاشتیم تا کرم او چها کند	"
گرت چو نوح نبی هست صبر در غم طوفان	بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید	"
نه بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرد را هنر باید	"
شکر سوی شهر سعادت برد	هر که کند شکر زیادت برد	"
هر که با خلاص قدم می زند	بلی وقعت که قدم می زند	"
نکورو تاب مستوری ندارد	ور در بندی سر از روزن برآرد	"

هر کار که عارست ملال افزاید	در حالت احتیاج بد نه بنماید	لاعلم
دلیری که او شیر را پی کند	نه همچون توئی عاجزی کی کند	//
جراحتی که ز تیغ زبان رسد بر دل	به هیچ مرهم راحت نکو نخواهد شد	//
آنچه داری بخور امروز غم و هم مخور	چون بفرداست روزی فردا برسد	//
کار در وسعت دست منما برآر	که ترا تیز کارها باشد	//
چون توانستی ندانستی چه سود	چون بدانستی توانستی نه بود	//
چون خداوند از تو خوشنود است	خشم دیگرکسان ضرر نکند	//
شکر نعمت نعمت افزون میدهد	مفلسان را گنج قارون میدهد	//
گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد	//
زان پیشتر که مرگ بناگه فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوه فنا رسد	//
بد اصل را چگونه کسی تربیت کند	در جیب خود چگونه کسی مار پرورد	//
قلم رخت جای که توانند کشید	سر شمشیر نتوانند آنجا رسید	//
بجای خار گلبن می نشانند	بجای زهر شکر می چشانند	//
مرد قانع بزرگوار بود	طامع البته خوار و زار بود	//
ترا شب بعیش و طرب میرود	چه دانی که بر ما چه شب میرود	//
هر که از سودای شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	//
چون تو نتوانی کشیدن بار خود	بار اگر گشت مرنج از یار خود	//
آتشی را که خلق ازو سوزند	جز بکشتن علاج نتوان کرد	//
گر تیغ سیاست سلاطین نبود	در عالم خاک آب خوش کس نخورد	//
سخن که آن ز غرض پاک و از طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی در آن اثر دارد	//
خوش بود گر محک تجربه آید بمیان	تا سیه روی شود هر که در او غش باشد	//
من نه آنم که سر از خط وفا بردارم	گر چه سازند جدا چون قلم بند از بند	//
کار ها راست کند عاقل کامل بسخن	سر لعب لشکر جرار میسر نشود	//

راز خود با کسے نباید گفت	کہ بسے اندران خطر باشد	۱۱اعلم
راستی راہست راہ مستقیم	گر دراں خارے فتد دورافگند	"
ز فیض خدمت پیر خردمند	شود شاگرد فرزانہ ہنرمند	"
فضل او یک لحظہ سازد ذرہ را چوں آفتاب	ابر رحمت قطرہ را مانند دریا می کند	"
شجاعت ہم سخاوت ہم تواضع	کہ ہر سہ در دل سلطاں بباید	"
تواضع کن تکبر دور گرداں	بریں رہ رو کہ راہ راست باشد	"
عدل سلطان موجب امن خلائق میشود	شہرۂ آسودگی از شرق تا مغرب رود	"
گرچہ تبدیل خونے گردد	لیک صحبت عجب اثر دارد	"
ہر کہ احساں کردہ بادے بد کند	تیشہ را از خود بپائے خود زند	"
عدل کردن زیب سلطانی بود	در ممالک نام با نیکی برد۔	"
ہر قاری بیشتر طمع باشد	ہوشمندی بہ پند گوش بہ بند	"
مشو غافل ز ظاہر ہائے دشمن	کہ چوں صباغ ہر دم رنگے آرد	"
مرد بد اطوار از تزویر خود۔	مال ہر کس از فریبی میخورد	"
ہر د ابلہ در فریب زن شود	وائے بر آں کو ز خود غافل بود	"
متاع خوب ہر جا کہ یابید	بجان منت خریداری نمائید	"
تدبیر مصلحت بر آرد	گر خواہش انتقام دارد۔	"
گوش بر پند بزرگاں بنہید	تا کہ از رنج صعوبت برہید	"
دوستی بعد امتحاں شاید	نہ ہر چیز خود بیالاید۔	"
عقل برتر ز صد گہر باشد	ہمچو خرمہرہ سیم و زر باشد	"
قول بزرگانست کہ خوش گفتہ اند	صحبت ہم جنس اثر ہا می کند	"
جو مانو گے عورت کا کہنا مزید	تو دنیا میں کہلاؤ گے زن مرید	"
ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید	وہ دست کز و بوئے کباب جگر آید	"
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد۔	"

برق چشمک زن ز طرف کوہساراں میرسد	ساقیا سامان ساغر کن کہ باراں میرسد	لااعلم
بہر کجا روم وصف دوستاں گویم	براۓ یار فروشی دکاں نمی باید۔	″
ساقیا عمر دراز و قدحت پُر مے باد	کہ بہ سعیٔ تو ام اندوہ خمار آخر شد	″
چناں زی کہ ذکرت بہ تحسیں کنند	چو مردی نہ بر گور نفریں کنند	″
حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی	ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمیرسد	حافظ
از مرگ میندیش و غم رزق مخور	کیں ہر دو بوقت خویش تا چار رسد	″
طلبگار گوہر کہ سکانے کنند	بہ پندار د امید جانے کند۔	″
کس نا مد ازاں جہاں کہ تا پرسم ازو	کا احوال مسافراں عالم چوں شد	″
ما کار خویش را بخداوند کارساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	″
روز ہجراں و شب فرقت یار آخر شد	زدم ایں فال و گذشت اختر و کار آخر شد	″
جہاں خوش ست و لیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جہاں چہ کار آید۔	″
پنجہ زد عشقت لباس پارسائی پارہ شد	طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد	″
بہ زمینے کہ نشان کف پائے تو بود	سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود	″
ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد	زخوبی سرو او چوں سرو آزاد	″
خال را چوں دید زاہد سبحہ از دستش فتاد	از براۓ دانۂ صد دانہ را بر باد داد	″
کروٹیں لے لے کے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم	کس طرح سے خفتگان خاک آجاتی ہے نیند	″
گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	″
ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بد گہر باشد۔	″
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال	کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود	″
ابر ست و بہارست و ہوا ہم مزہ دارد	برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد۔	″
ایں سبزہ و ایں چشمہ و ایں لالہ و ایں گل	آں شرح ندارد کہ بگفتار در آید	″
ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید	گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید	″
آں ناکساں کہ فخر باجداد می کنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد می کنند	″

غم هجر تو پایانی ندارد	چه درد است این که درمانی ندارد	لا اعلم
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو	ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود۔	″
از دست و زبانے که بر آید	کز عهدهٔ شکرش بدر آید	″
امید نیست دگر دفع این ملال شود	مگر بمیرم واے جاں بتو وصال شود	″
سخنے ست کلام خوش که گویند ازاں	چنداں که کرم نمود درویش نشد	″
از بیاباں عدم بر سر بازار وجود	بتلاش کفنے آمده عریانے چند	″
نه کس می دهاند نه بکس میدهد	خدای دهاند خدا می دهد۔	″
هر که او را نفس توسن رام شد	از خردمندان نیکو نام شد	″
هر که مزرع خود و خورد بخوید	وقت خرمنش خوشه باید چید	″
اے بسا اسپ تیز رو که بماند	که خر لنگ جاں بمنزل برد	″
عاقل آں باشد که او شاکر بود	وانکه بر نفس خود قادر بود	″
شاه گر لطف بے عدد راند	بنده باید که قدر خود داند۔	″
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	گر نسوزد شمع کے پروانه شیدا می شود	″
هر چیستند که دل بداں گراید	گر جهد کنی بدست آید۔	″
فلک بے رحم و عالم دشمن و معشوق بے پروا	مرا بر آرزو ہائے نظیری خنده می آید	نظیر
دلم دلدار مے جوید تنم آرام می خواهد	عجائب کشمکش دارم که جانم مفت میکاهد	″
چوں هلال ابروش را ماه نو از دور دید	خم شد از تعظیم تا گوید مبارکباد عید	″
غلط ست آنکه گویند که بدل رهست دل را	دل من زغصه خوں شد دل تو خبر ندارد	″
کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد	وہی بکا ہے وہی زاری اور وہی فریاد	″
مطلبے گر بود از ہستی ہمیں آزار بود	ورنه در کنج عدم آسودگی بسیار بود	″
تو بادشاه جهانی جهاں ز دست مده	که بادشاه جهاں را جهاں بکار آید۔	″
ز راه خاکساری گر کسے بر خاک بنشیند	چو خورشید جهاں افروز بر افلاک بنشیند	″
اے کبک خوش خرام که خوش میروی بناز	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد۔	″

مصرع اول	مصرع ثانی	
نہ ہندوم نہ مسلماں نہ محتسب نہ فقیہ	بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود	لااعلم
حسن تو ہمیشہ در فزوں باد	رویت ہمہ سال لالہ گوں باد	″
حباب از سر بلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر بہ اوج آسماں دارد	″
نمیدانم ترا در دل چہ افتاد	کہ دادی صحبت دیرینہ بر باد	″
ہر کہ جان را عزیز می دارد	با جہاں ندارش چہ کار بود	″
ہر کہ از سوداے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	″
حدیث درد دلاویز داستانے ہست	کہ ذوق بیش دہد چوں دراز تر گردد	″
ابلہ شدہ زن زن وفا می طلبی	اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید	″
خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند	″
با ہمیں مرداں بباید ساخت	چہ تواں کرد مرداں ایں اند	″
ہر چہ از پیش شہ آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود	″
تو دستگیر شوا ے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہاں سوار انند	″
در حقیقت تنگدستی مایہ دیوانگی ست	در چمن بید از غم بیحاصلی مجنوں شود	″
زر نہاں داشتن بود مشکل	گرچہ دارند حیلہ ہا سازد	″
نہ پوچھ درد اسیری کی داستاں صیاد	سنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغاں صیاد	″
پاے پر آبلہ و منزل عشق ست دراز	آیا ایں بادیہ انجام شود یا نشود	″
ز عالم کسے سر بر آرد بلند	کہ در کار عالم بود ہوشمند	″
با گرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوے بستاند	″
اے دل صبور باش مخور غم کہ عاقبت	ایں شام صبح گردد و ایں شب سحر شود	″
قانع بہ تجلی نشود طالب دیدار	پروانہ بہ مہتاب تسلی نتواں کرد	″
تکلف بر طرف جاناں بیا بر دیدہ ام بنشیں	کہ در بزم سیہ بختاں بلا بالا نشیں باشد	″
اگر در ہر دو جانب جا بلا نشند	وگر زنجیر باشد کربلا نند	″
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد	حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند	″

شرف مرد بجود ست و کرامت بسجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	لااعلم
هر چیز که دل بدان گر آید۔	گر جهد کنی بدستت آید۔	״
علاج نفس کافر ابهنگام جوانی کن	که این مار سیه چون پیر گردد اژدها گردد	״
پوچھیں یہاں کا حال تو کہنا یہ نامہ بر	تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد۔	״
چون خداوند از تو خوشنود ست	خشم دیگر کسان ضرر نکند	״
ہمت بلند دار و زبونی مکن که چرخ	هر جا زبون تری ست برو چیره تر شود	״
هر که آسودگی و راحت جست	دل خود را ز بخت شاد نکرد	״
میل کسے کن که وفایت کند	جان هدف تیر بلایت کند	״
دولت یافته ز دست مده	که بدان دولتت نه باز آید۔	״
کار ها راست کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود	״
چند بتوان ساخت موے خویش چوں قیر از خضاب	چوں نمی گردد جواں دل زیں سیه کاری چه سود	״
خوبرو کج کلهان صلح و صفا نیز کنند	غنچه سازند دل و کار صبا نیز کنند	״
آنچه کردی تو بمن هیچ به انسان نکند	مرگ با جان نکند کفر به ایمان نکند	״
که داند که این دخمهٔ دام و دد	چه بازیچه ها دارد از نیک و بد	״
شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	که در عالم کسے احوال فردا را نمی داند۔	״
ز سر طوق گنبد بگردوں رسید	چو پیرے که او را پراند مرید	״
صبا پیشش رخت چشم بسته می آید	ادب بزم تو صد جا نشسته می آید	״
ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید	هاں مگر پیش نهد لطف شما گامے چند	״
دل همه دیده شد و دیده همه دل گردید	که مراد دل و نیاز تو حاصل گردد	״
بدتر از مرگ انتظار آمد	نه پیام آمد و نه یار آمد	״
اگرچه وعدهٔ خوباں وفا نمی دارد	خوش آں حیات که در انتظار می گزرد	״
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم که غم با من دریں شبها نمی گنجد	״
مرا چوں دولت وصل محباں یاد می آید	ز چشم اشک می بارد ز دل فریاد می آید	״

مصرع اول	مصرع دوم	
تواضع ترا ارجمندی دہد	زروے شرف سربلندی دہد	۱۱۶ علم
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود	یار اگر نکشد مرنج از یار خود	"
سخن کہ آں زغرض پاک واز طمع خالی ست	اگر بسنگ تو گوئی دراں اثر دارد۔	"
حدیث سرِّ دل دل داند و بس	زبان و لب دراں محرم نباشد	"
ہرکہ بدی کرد بجز بد ندید	آفت آں زود بوے در رسید	"
دوستی را چنیں کسے باید	کہ ازو کار بستہ بکشاید	"
رفتہ رفتہ موج اشکم در گلو زنجیر شد	اشک دامنگیر ما آخر گریباں گیر شد	"
مرد قانع بزرگوار بود۔	طامع البتہ خوار و زار بود	"
قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد	مردے بجہاں قدرے کے آراستہ گردد	"
ہرکس کہ بقول خصم مغرور شود	سمع و خردش تیرہ و بے نور شود	"
نیست در عالم بدے چوں یار بد	یار بد بدتر بود از مار بد۔	"
خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں	تا سیہ روئے شود ہرکہ درو غش باشد	"
یک نگاہ غلط انداز ز چشم ساقی	کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جام کند	"
ما نامہ بہ برگ گل نوشتیم	باشد کہ صبا باو رساند۔	"
از وعدۂ وصال غمم از دل نمیرود	نتواں ببوے بادہ علاج خمار کرد	"
اب وفور ضعف سے ضبط فغاں ہوتا نہیں	فاش ہو جائے نہ کیوں رازِ نہاں اہل درد	"
نے زر و سیم نہ باغ و نہ مکاں می باید	آنچہ در راہ خدا مید ہی آں می یابد	"
چنیں گفت شاہ جہاں کیقباد	کہ نفریں بد بر زنِ نیک باد	"
نیاید بست دل با مال و فرزند	بباید بود تنہا با خداوند	"
اے اجل گر ہمتے داری بیا امشب مکش	ورنہ بے منت فراق یار فردا می کشد	"
من پیش تو مجرم تو در پیش خداے	گر عفو کنی حق ز تو ہم عفو کند۔	"
بد اصل را چگونہ کسے تربیت کند	در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد	"
ہر شاہ کہ او نیت خود راست کند	یابد ز خداے آنچہ درخواست کند	"

شکر خدائے را کہ تواند شمار کرد	تا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد	لااعلم
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	″
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	عرفی
غافل ز بیقراری عشاق نیست حسن	فانوس پردہ داری پروانہ می کند	″
آواز خوش از کام و دہانے کہ برآید	گر نغمہ کند ورنہ کند دل بفریبد۔	″
رنج و غم کی ہے کہانی دوستان اہل درد	غیر بھی روتے ہیں سن سن کر بیاں اہل درد	″
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	″
با بداں کم نشین کہ صحبت بد	گرچہ پاکی ترا پلید کند	″
وصلے کہ درو ملال باشد	ہجراں بہ ازاں وصال باشد	″
برگ سبز است تحفۂ درویش	چہ کند بے نوا ہمیں دارد	″
ابر باید کہ بصحرا بارد	زاں چہ حاصل کہ بدریا بارد	″
نہ قندی کہ مردم بصورت خورند	ارباب معنی بکاغذ برند	″
چوں رشتہ گسست میتواں بست	لیکن بمیاں گرہ بماند	
پس ز پیے آنچہ نخواہد رسید	رنجش بیہودہ چہ باید کشید	″
ہر کجا داغ بایدت فرمود	چوں تو مرہم نہی ندارد سود	″
سبک سر ہمیشہ بخواری بود	ستون خرد بردباری بود	″
شہا تخت اقبال جائے تو باد	سر پر فلک متکائے تو باد	″
درخت دوستی بنشاں کہ کام دل ببار آرد	نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد	″
از ستم ہر کہ دگرے را ریش کرد	آں جراحت بر وجود خویش کرد	″
ہمت بلند دار کہ مردان روزگار	از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند	″
من ز خود رفتم دیارم آمد۔	بیخودی طرفہ بکارم آمد۔	″
کرم پیشہ کن کادمی زادہ صید۔	باحساں تواں کرد وحشی بقید	″
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔	″

ہر دم زمانه داغ دگرگونه می دهد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر نهد	لا اعلم
فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ	معاذ اللہ غلط کردم که دوزخ زان نشان باشد	"
من تائب و من زاہد لیکن چکنم دل را	با طائفه خوباں و ز دیده سرے دارد	"
نسیم صبح که دیوانه وار می گزرد	ندانمت ز گدائیں دیاری گزرد	"
نزاع آنچناں آتشے بر فروزد	که از تاب آں ہرچه باشد بسوزد	"
از سفر ہا بدہ کہنه و شود	بے سفر ہا ماه کے خوش رو شود	"
نباشد پسندیده عقل و شرع	که بے بینه شاه فرماں دهد	"
گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد	"
رو مپیچ از مشورت زیرا که ارباب خرد	مشورت را پیشکار اہل دولت گفته اند	"
گفتمش چیست که خدائی گفت	ساعتے عیش و غصه سالے چند	"
شیراں جہاں اسیر یک زن شده اند	اے واے بر آنکس که دو زن می طلبد	"
رشته عمر و محبت ہم وفائے زن پلید	چشم مور و پاے مار و نان ملاکس ندید	"
خضاب پرده پیری نمی شود صائب	بمکر و حیله خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
حقه یک دم دو دم سه دم باشد	نه که میراث جد و عم باشد	"
شیر آں باشد که آدم می خورد	شیر آں باشد که آدم ہی خورد	"
ہر کرا بخت راہبر باشد	در ہمه کار با ظفر باشد	"
نخستیں نشان خرد آں بود	که از بار ہمه سال ترساں بود	"
گلیم ما دلق از عشق ہر دو سوخته ایم	ترا تجلی و ما را نقاب می سوزد	"
ادب بہتر از گنج قاروں بود	فزوں تر ز ملک فریدوں بود	"
عروس ملک کسے در کنار گیرد چست	که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند	"
بر مسند ناز کے نشیند بمراد	آنکس که ره مراد بر دل نگشاد	"
شکر سوئے سعادت برد	ہر که کند شکر زیادت برد	"
آں ناکساں که فخر بر اجداد می کنند	چوں سگ به استخوان دل خود شاد می کنند	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
مفلساں را کس نمی پرسد زمینا کن قیاس	چونکه خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	لا اعلم
هر آں کهتر که با مهتر ستیزد	چناں افتد که هرگز بر نخیزد۔	〃
هر که زبهر دگراں چاه کرد	بهر خود او زیر زمیں راه کرد۔	〃
از دوست سود گر رسد و گر زیاں رسد	نیکوست هر چه از طرف دوستاں رسد	〃
ایں باده که روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد	〃
فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ	معاذ الله غلط کردم که دوزخ زاں نشاں باشد	〃
ما کار خویش را بخدا وند کارساز	بسپرده ایم تا کرم او چها کند	〃
هر که عاقل بود از خوبیٔ عنواں داند	که دریں نامه خبرهاے نکو خواهد بود۔	〃
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم که غم با من دریں غم خانه فی رقصد	〃
کشتهٔ که عشق دار و نگزارد ست بدنیباں	بجنازه گر نیائی بمزار خواهی آمد	خسرو
بیک آمدن ربودی دل و جاں صد چو خسرو	چه شود اگر بدینساں دو سه بار خواهی آمد	〃
بلبم رسیده جانم تو بیا که زنده مانم	پس از آنکه من نمانم بچه کار خواهی آمد	〃
بے تو آمد جاں بدل از دل کنوں آمد بلب	ایں مسافر تا قدم منزل بمنزل میرود	
بس نامور بزیر زمیں دفن کرده اند	کز هستیش بروے زمیں یک نشاں نماند	سعدی
سحر ز هاتف غیبم رسید مژده بگوش	که کس همیشه گرفتار غم نخواهد ماند	حافظ
تو چناں زی که چو بمیری برہی	نه چناں گر تو بمیری برہند۔	لا اعلم
مپرس حال دل آنکه که در سخن آئی	کریم چوں گهر افشاں شود گدا چه کند۔	〃
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاید همیں نفس نفس واپسیں بود	〃
گر نفس بخواهد از تو گلقند	خاکش بدهی تو لقمهٔ چند	
بشنو از نے چوں حکایت می کند	وز جدائی ها شکایت می کند	مولانا روم
سخی را شرم می آید که سائل	خجل از درگه او باز گردد۔	لا اعلم
عقل کل ہے صلح کل کی پسند	پائے دنیا میں نہ کوئی بھی گزند	〃
کشا کش گره مدعا مبارک باد	ثمر فشانی نخل دعا مبارک باد	〃

صائبا خجلت سائل ز نعیم در کرد	بے زری کرد من آنچه بقارون زر کرد	صائب
مے صاف وحدت کسے نوش کرد	که دنیا و عقبے فراموش کرد	لا اعلم
فراست دیدهٔ دل بر کشاید	ہر آں جانے که باشد او نماید	"
جہاں بگشتم و دردا بہیچ شہر و دیار	نیافتم که فروشند بخت در بازار	عرفی
بترس از صحبت آنکس که ز خلقے بیازارد	بآتش ہر که شد نزدیک بیم سوختن دارد	لا اعلم
اگر دشمن دوتا گردد ز تعظیمش مشو غافل	کماں چندانکه خم گردد خدنگش کارگر آید	"
ہر که خدمت کرد او مخدوم شد	ہر که خود را دید او محروم شد	"
بیدرا اگر ببر و رند چو عود	بر نیاید نسیم عود ز بید	"
پریشاں روزگارم طرهٔ محبوب می داند	بلے حال پریشاں را پریشاں خوب می داند	"
ازیں دست چناں بزی که بعد از مردن	انگشت گزیدنی بیاران ماند۔	"
جس کا دل لبریز ہو پھر اس کو کیا آتی ہے نیند	کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند	"
ہنوز ایں اول عشق ست جاناں گریہ کمتر کن	که ایں طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد	"
بنائے کار بہ ثبات و ایمن باش	که ہر بنا که بر اصل ست پایدار بود	"
در مطلب سکونتم ار یابم ز بے بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگان را پسند	"
فقر و فاقه بر دم آموزند	خویشتن سیم و غله اندوزند	"
آنکه در بند دل آزاری بود	در عقوبت کار او زاری بود	"
چو با پنجهٔ شیر پنجه کند	یقین بازوے خویش رنجه کند	"
مرا جا شد خرم را نیز جا شد	زن دہقان بزاید یا نزاید	"
ہر که بے فکر و تانی عملے گیرد پیش	آخر الامر ازاں کرده پشیماں گردد	"
بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود	گره قطره بدریا چو رسد باز شود۔	"
چه داند رتبهٔ خار مغیلاں	سیه روزے که دامانے ندارد	"
کلید گنج مقادیر در خزانه اوست	بزور بازوے تدبیر کس درے نکشاد	"
چشم ازرق موے میگوں روے زرد	ایں چنیں کس با کسے یاری نکرد	"

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود	ہر کرا این دو نباشد عدمش بہ ز وجود	لااعلم
مفلساں را کس نمی خواہد ز بیناکن قیاس	تا تہی شد دیگرش کس دست در گردن نزد	〃
نکالیو نہ قدم آشیاں سے او بلبل	لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد	〃
جہاں برابروے عید از ہلال وسمہ کشید	ہلال عید برابروے یار باید دید	〃
داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	نظارہ ز گل چیدن مژگاں گلہ دارد	〃
قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد	وگر ناخدا جامہ بر تن درد	〃
چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود	تواں گریست بر آنکس کہ پاکباز بود۔	〃
چناں زندگانی کن اندر جہاں	کہ گر مردہ باشی نگویند مرد	〃
افسوس دلا کہ جان جاناں رفتند	سیمیں بدناں و گلعذاراں رفتند	〃
ندانم ترا در دل چہ افتاد	کہ دادی صحبت دیرینہ برباد	〃
ایمنی از خصم محنت ہاے بسیار آورد	تخم غفلت ہر کہ کارد رنج دل بار آورد	〃
مے خور مے خور اگر خدا می خواہی	ناکردہ گناہ پیش قاضی نبرند	〃
دولت ہمہ عیب مرد پوشد	چوں بارش آب گرد پوشد	〃
زخم شمشیر قضا از سینہ میر دید چو گل	از زرہ پوشی چہ حاصل از سپرداری چہ سود	〃
ہر کہ باخلاص قدم میزند	عیسی وقتست کہ دم میزند	〃
از پنجہ من چاک گریباں گلہ دارد	وز گریہ من گوشہ داماں گلہ دارد۔	〃
از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی می نمود	〃
عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند۔	〃
تا چند ترا ز خائی و بیہودہ درمیاں	اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد۔	〃
دیگراں را ہنر بزر باشد	پیش ما بے زری ہنر باشد	〃
غافل مشو ز عشوۂ دنیا کہ ایں عجوز	مکارہ می نشیند و مکارہ می رود	〃
مہر تو در وجودم و عشق تو در سرم	باشیر اندروں شد و با جاں بدر شود	〃
تقدیر چو سابق است تعلیم چہ سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چہ سود۔	〃

جنگجو کج کلہاں صلح و صفا نیز کنند	غنچہ ساز ند دل و کار صبا نیز کنند	لا اعلم
زور دست ار پیش میرود با ما	با خداوند غیب داں نرود۔	”
حسد رنجیست سوزندہ کز آتش بجاں افتد	چہ جائے جاں کہ از حسد آتش در جہاں افتد	”
ہر کہ از سودائے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	”
ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد	برخیز کہ نغزیدن پا ہم مزہ دارد۔	”
پنجہ زد عشق و لباس پارسائی پارہ شد	طاقت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد	”
خوش دلم کرد سر شیشہ سلامت باشد	دختر رز کہ مرا کرد جواں پیر شود	”
ز عالم کسے سر بر آرد بلند	کہ در کار عالم بود ہوشمند	”
نے خط نہ پیام دلبر آمد	جانم ز تغافلت بر آمد	”
گنج زر گر نبود گنج قناعت کافی ست	آنکہ آں داد بشاہاں بگدایاں ایں داد	”
کس نامد از آں جہاں کہ پرسم از وے	کاحوال مسافراں عالم چوں شد	”
یار را گر پرسیدن بیمار غم ست	گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید	”
بد کسے داں کہ دوست کم دارد	بدتر آں کو گرفت و بگذارد۔	”
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	”
ہر کہ آموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد	سعدی
قلم رخت جائے تواند کشیدن	کہ شمشیر نتواند آنجا رسید	لا اعلم
نمیدانی اے کودک خود پسند	کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند	”
ناپاک اصل گرچہ در اول وفا کند	آخر از اں بگردد و قصد جفا کند	”
چشم خونخوار تو از بسکہ سیہ کار افتاد	آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد	”
آنچہ کردی تو بمن ہیچ بہ انساں نکند	مرگ با جاں نکند کفر بہ ایماں نکند	”
چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند	عراقی
یاری ظاہر چہ کار آید خوش آں یاری کہ او	ہم بظاہر یار بود و ہم بہ باطن یار بود	”
خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مبدل کند	لا اعلم

ناکرده هیچ سود تن اندر زیان وهد	مردیکه ریش خویش بدست زنان دهد	لاالعلم
عابد که نه از بهر خدا گوشه نشیند -	بیچاره در آئینه تاریک چه بیند	〃
بکوشش نروید گل از شاخ بید	نه زنگی به گرمابه گردد سفید	〃
باگرسنگی قوت پرهیز نماند	افلاس عنان از کف تقوے بستاند	〃
لائق محفل نباشد هر که خندد بے محل -	کفش چون دندان برآرد دور از پای کنند	〃
زکم خوردن کسے را تب نگیرد	ز پرخوردن بروزے صد بمیرد	〃
سحرم دولت بیدار ببالیں آمد	گفت برخیز که خسرو شیریں آمد	〃
غمش در نهانخانهٔ دل نشیند	بنازے که لیلے بمحمل نشیند	〃
کسیکه دست بفتراک دولت تو زند	هزار آرزو از روزگار بر بندد	〃
ستارهٔ درخشید و ماه مجلس شد	دل رمیدهٔ ما را انیس و مونس شد	〃
دیدی که خون ناحق پروانه شمع را -	چندان امان نداد که شب را سحر کرد	〃
آرے جماع جمله مرغان جماع نیست	کون را بکون نهند و همی سرسری کنند	میر شیرو
همائے گو مفگن سایهٔ شرف هرگز	بران دیار که طوطی کم از زغن باشد	〃
این نزهت عمر ما چو گل ده روز است	خندان لب و تازه روے می باید بود	〃
کلاه تنگ کبک در گوش کرد	تنگ خویشتن هم فراموش کرد	〃
آدمی بنتا ہے انسان ٹھوکریں کھانیکے بعد	رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانیکے بعد	〃
سر حق ز عارف کامل کسے نه گفت	در حیرتم که باده فروش از کجا شنید	〃
خر که زند و کار کسے نگشاید	مطبخ زند و نان بکسے نماند -	〃
گر دل و دست بحر کان باشد	دل و دست خدایگان باشد	〃
گر گل شکر خوری بتکلف زیان کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	〃
یار باید سرو قد - اما نه چندان سرو قد	کز برائے بوسه نردبان باید نهاد	〃
قومے به تمنائے زر و مال خوش اند	قومے به تماشائے خط و خال خوش اند	〃
بیدل همه را به حال بد می بینم -	خوش حال کسانیکه بهر حال خوش اند	بیدل

مصرع اول	مصرع دوم	حوالہ
هر آنکس که در تو نظاره کند	ورق هائے بیهوده پاره کند	لا اعلم
گر نبودے ذات حق اندر وجود	آب و گل را کے ملک کردے سجود	”
بے مگس هرگز نه باشد عنکبوت	رزق را روزی رسان پر می دهد	”
پھنسایا کنج قفس میں ہے آب و دانے نے	وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد	”
بنوش باده که ایام غم نخواهد ماند	چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند	”
چون صحابه جاه و حشمت یافتند	مصطفی را بے کفن بگذاشتند	”
گفتم ز بلبلے که علاج فراق چیست	از شاخ گل شنید و فتاد و طپید و مرد	”
گفتم که خار از پا کشم محمل نهان شد از نظر	یک لحظه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد	”
گردش گردون گردان گردگان را اگر گرد	بر سر اهل تمیزان ناکسان را مرد کرد	”
مصلحت دین آنست که یاران همه کار	بگذارند و خم طرهٔ یارے گیرند	”
بے ادب تنها نه خود را داشت بد	بلکه آتش در همه آفاق زد	”

ر

مصرع اول	مصرع دوم	حوالہ
نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنت پائدار	”
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشان کند نیم دگر	”
هر چه دانا کند کند نادان	لیک بعد از خرابی بسیار	”
یا مرا بهر دو دست کند خواجه درکنار	یا موج روزی افکندش مرده برکنار	”
دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر	راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر	”
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر	نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر	”
گفتگوئے چرب و نرمی کا عجب دیکھا اثر	موم کر دیتی ہے گویا ہی پتھر سے بشر	”
چل رہی ہے اس کی ہر سو ہوائے خوشگوار	ہو نہ اب کھٹکا خزاں سے رخنہ انداز بہار	”
نام نیک رفتگان ضائع مکن	تا بماند نام نیکت برقرار	”

ہر آں طفل کو جور آموزگار	نہ بیند جفا بیند از روزگار	لااعلم
عاقل است آں کہ گیرد اندر گوش	در نوشتست پند بر دیوار	〃
مرد خردمند ہنر پیشہ را	عمر دو بایست دریں روزگار	〃
اے صبا گر کوچہ جاناں میں ہو تیرا گذر	عرض کر میرا اسلام شوق با صد انتظار	〃
دل را بدل رہیست دریں گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ و از سوئے مہر مہر	〃
درحقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر	نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار	〃
آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری و دیو بگزر	〃
دوستی را ہزار شخص کم ست	دشمنی را یکے بود بسیار	〃
مثل ایں چنیں گفتہ آموزگار	مکن بد کہ بد بینی از روزگار	〃
بوقت نفاذ قضا و قدر	ہمہ زیرکاں کور گردند و کر	〃
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار	
کند بنیاد دلم و تیشش ببیں	کعبہ ویراں کرد ابہامش نگر	واقف
ذوق دشنام یار گشت مرا	قاصد آں حرف را مکن تکرار	ذوق
پرستار زادہ نیاید بکار	اگرچہ بود زادہ شہریار	لااعلم
چو خپیل آمد فرو ریزد پر و بال	چو نصحت آنشست آمد بدیوار	〃
در برابر چو گوسپند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در	سعدی
کسے کو ندارد نشان پدر	تو بیگانہ خوان و مخوانش پسر	لااعلم
پان کھا کر لب اعجاز دکھا تو صاحب	تا چمک جائیں گہر لعل بدخشاں ہو کر	〃
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر	〃
راز دل را از دو کس پنہاں مدار	از طبیب حاذق و از یار غار	〃
کت انبہ کت انبلی کت سسر در کت بیر	جوں جوں ترقی [illegible]	لااعلم
تلسی جگ میں آن کر دکھ سکھ ہیں چار	بہوت چھپے بھائی [illegible]	تلسی داس
قدیمان خود را بیفزا قدر	کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر	لااعلم

اگر پائے پیل ست و گر پائے مور	بہر یک تو داری ضعیفی و زور	
ز ترکتاز حوادث دریں فتن بارا	نہ خانہ ماند نہ مایہ نہ رخت نہ کا چار	نظری
بیندیش ازاں طفلک بے پدر	و ز آہ دل دردمندش حذر	سعدی
چو دیدی کار رہ و رکار گر آر	قیاس کار گر از کار بردار	جامی
برسر ملک مباد آں ملک فرمانده	کہ خدا را نبود بندهٔ فرماں بردار	لاأعلم
ہر کہ سبک بار سبک خیز تر	مرغ سبک پر بہ پرد تیز تر	"
محشرستاں کیا نہیں ہے عالم کون و فساد	واعظ ناداں نہ کر اندیشۂ روز شمار	"
یاد ہے اے زندگی جو کچھ کیا تو نے سلوک	وقت آخر کچھ سنائینگے اجل کو حال زار	شاطر
دھوپ دن کی و رات کی گرمی	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار	لاأعلم
علم سے عقل سے تدبیر سے	اس سے حاصل مرادہائے کثیر	"
ہوس ہے یہی سب کی ہیں سیم و زر	جہاں تک ملے اپنی جیب بھر	"
ترا دیدہ بیں و دل ہوشیار	ز خود از ہمہ بیشتر شرمدار	"
چہ مایہ رنج کشیدم ز عشق تا ایں کار	با آب دیدہ و خون جگر گرفت قرار	"
زن تو کن اے یار در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار	"
علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازاں علم بہ بود بسیار	حکیم سنائی
سمجھتے نہیں اس کا کیا ہے نتیجہ	سراسر بھرا ہے دماغوں میں گوبر	لاأعلم
علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار	ہر کہ می گوید کہ من دانم ازو باور مدار	"
بنا پریم پیچھے نہیں تلسی نند کشور	رام رام سب کوئی کہے ٹھگ ٹھاکر اور چور	تلسی
کرم بیں و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	سعدی
اول اندیش آنگہی گفتار	پائے پست آمدست و پس دیوار	"
یار ناپائدار دوست مدار	دوستی را نشاید ایں غدار	"
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشاں کند نیمے دگر	.
ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ	ہمچناں در بند اقلیمے دگر	"

غم زیردستان بخور زینهار	بترس از زبردستی روزگار	سعدی
چو عضوی بدرد آورد روزگار	دگر عضوها را نماند قرار	〃
چه مردی کند در صف کارزار	که دستش تهی باشد از روزگار	〃
گاوان و خران باربردار	به ز آدمیانِ مردم آزار	〃
نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنتِ پایدار	〃
ناسزائی را که بینی بختیار	عاقلان تسلیم کردند اختیار	〃
اتفادست در جهان بسیار	بی تمیز ارجمند و عاقل خوار	〃
نام نیک رفتگان ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پایدار	〃
بدست آهک تفته کردن خمیر	به از دست بر سینه پیش امیر	〃
هر کرا جامهٔ پارسا بینی	پارسادان و نیکمرد انگار	〃
عاصیان از گناه توبه کنند	عارفان از عبادت استغفار	〃
دلقت بچه کار آید و تسبیح و مرقع	خود از عملهای نکوهیده بری دار	〃
مرد باید که گیرد اندر گوش	ور نبشت است پند بر دیوار	〃
نماند حاتم طائی ولیک تا به ابد	بماند نام بلندش به نیکوئی مشهور	〃
زکوٰة مال بدر کن که فضلهٔ رز را	چو باغبان بزند بیشتر دهد انگور	〃
نور گیتی فروز چشمهٔ هور	زشت باشد بچشم موشک کور	〃
نگفته ندارد کسی با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	〃
سود دریا نیک بودی گر نبودی بیم موج	صحبت گل خوش بدی گر نیستی تشویش خار	〃
چون پیر شدی ز کودکی دست بدار	بازی و ظرافت جوانان بگذار	〃
استاد و معلم چو بود بی آزار	خرسک بازند کودکان در بازار	〃
چو انسان را نباشد فضل و احسان	چه فرق از آدمی تا نقشِ دیوار	〃
بدست آوردن دنیا هنر نیست	یکی را گر توانی دل بدست آر	〃
مهیا کن روزئی مار و مور	اگر چند بی دست و پایند زور	〃

بلبلاں مژدۂ بہار بیار	خبر بد بہ بوم شوم گذار	سعدی
اندک اندک بہم شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	״
ہم بھی اے جان من اتنے تو نہیں ناکارہ	ہو جو کچھ کام کبھی ہم سے بھی فرمایا کر	مصحفی
یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے	غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر	جرأت
جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر	بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	ناسخ
کیا روز بد میں ساتھ رہے کوئی ہمنشیں	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں چمن سے دور	״
اسفل نہیں ہیں فیض سے اعلیٰ کے بے نصیب	مہتاب ہے زمین پہ مہ آسمان پر	״
ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر	اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر	ذوق
جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصہ کو زیر	بنائے سانپ کو کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر	״
واں سے یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے	یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لے کر	״
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور	کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور	حسن
ٹھہرنے دی ہے چین سے یہ گردش چرخ	آسیا بنکے سدا کھائے ہے پتھر چکر	ظفر
رفعت جاہ میں بھی گردش طالع تو گئی	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر مہ و اختر چکر	״
میں ہوں آوارہ برنگ بوئے گل	ایک جا ہرگز نہیں مجھ کو قرار	״
خفتگان خاک سے کیا خاک ہم پوچھیں کہ اب	مسند و افسر کہاں ہے زیر پا بالائے سر	نصیر
بار خزانہ ہے سر قاروں پہ اب تلک	باندھو نہ غافلو پے تحصیل زر کمر	صبا
فیض صحبت سے بزرگوں کے ہے خردوں کو فروغ	قطرہ بنتا ہے گہر داخل دریا ہو کر	״
آگ کی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی	زر گل باغ سے اڑ جائیگا پارا ہو کر	״
شامیانہ منعموں کو چاہئے	ہم بسر کرلیں گے کمبل تان کر	صبا
حقیر و زار وہ رہتا ہے جس کو حرص دنیا ہے	کبھی بوٹی نہیں چڑھتی ہے جسم بد دیانت پر	״
پائیداری نہیں کچھ دولت دنیا کو ولا	لے گیا تخت اٹھا کر نہ سلیماں سر پر	״
تپ دروں کا بیاں حال کیا کرے رنجور	لبوں پہ سینکڑوں چھالے جگر میں ہیں ناسور	
گر انساں کو ہے لازم کس حقیقت پہ پھیلا	بعد مرنیکے پھریگا اک جہاں بالائے سر	[illegible]

مصرعہ	مصرعہ	شاعر
آئے کے دنیا سے یہ تحفہ لے چلے ہم روسیاہ	ہاتھ میں اعمالنامہ بار عصیاں پیٹھ پر	عشقی
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو	موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر	
رہتی کہاں فصل خزاں کی مدتوں تک گرمیاں	چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہا	نسیم
عجب کو ہے ٹھوکر اوس سے چلیے سنبھل کر دیکھ کر	چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھکر	احسان
جو زیرک بود و شاہ آموزگار	ہمہ زیرکاں آورد روزگار	لا اعلم
کہ ہم سائل خود را غنی کند یک بار	دوبارہ لب نکشاید صدف ز ابر بہار	"
میں ہوں بشر کلام بشر ہے مرا کلام	حاسد کو اعتراض ہو حق کے کلام پر	"
ہر دو باید کہ گیرد اندر گوش	گر نبشتہ است پند بر دیوار	"
میں کیا جانوں چمن کہتے ہیں کسکو آشیاں کیا ہے	کھلیں آنکھیں تو میری خانۂ صیاد میں آکر	"
جہاں میں ساں نہیں ہے کسی کو قرار	خزاں اس چمن کی ہے آخر بہار	"
چلا جا قبلہ رو گردن جھکا کر	کیے جا کام اپنا دل لگا کر	"
ہے ان کے واسطے مدد بخت کارساز	ہے جن کو اپنی قوت بازو پہ اعتبار	"
نازش ہے اپنی خوبی تقدیر پہ مجھے	پہونچا ہے آسماں پہ مرا پائے افتخار	"
جن کو ہے آرزوئے وصال عروس فتح	لیتے ہیں بوسۂ دم شمشیر آبدار	"
کیوں نہ تھکے چاہے شب بیداری محنت دماغ	متصل کام سے کیسے نہ پڑے طبع پہ بار	"
مردوں کا نام سمجھ ہستی پہ رہ گیا	شہرت پذیر سارے جہاں میں ہے ان کا وار	آصف
[illegible] کرتے نہیں لگتی بار	نہ ہو اس سے مایوس امیدوار	لا اعلم
مردمی از سفلہ مدار استوار	کایں ہمہ فتنہ است سرانجام کار	"
پیچ کس پند آید تشد از ہزار	بمردی کہ دست از نعمت مدار	"
گر ہنرے داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر	"
دو دگر دوں یک دو روزے گر بکام ما نبود	دائما یکساں نباشد کار دوراں غم مخور	"
دو چیز آدمی را برآند بزور	یکے آب و دانہ دگر خاک گور	"
زحمت خود را ز مردم دور دار	بار خود بر کس میفگن زینہار	"

کہاں باغ دنیا میں ایسا شجر	کہ پہونچا نہ جس پر قضا کا تبر	لا اعلم
چو پیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کش نیاید بکار	״
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ یک شد در نبشتن شیر شیر	״
ترا گر بود اژدہا یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار	״
نیست بر مردم صاحب ہنر	خدمتے از عہد پسندیدہ تر	״
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ کہ مہر پدر	״
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	درویش صفت باش و کلاہ تتری دار	״
چھپ گیا وہ مہر رخشاں زمرہ دوراں چھوڑ کر	چلدیا وہ ماہ کنعاں قید زنداں چھوڑ کر	״
برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	سعدی
یہ کیسی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو	جو ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر	میر
آشیاں سے نہ اڑے پہونچے نہ ہم دام تلک	ہم تو بے بال و پری سمجھے ہیں پر سے بہتر	سودا
اس قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر	مہربانی اس قدر نامہربانی اس قدر	درد
نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر	جو گیا یاں سے گیا حسرت و ارماں لیکر	مصحفی
دوستی تھی مجھے دونوں سے گئے تا در قبر	دوش پر اپنے مری گبر و مسلماں لیکر	״
دشمن فقیر کی ہے سیہ بختی فقیر	گرتی ہے برق بھی تو گلیم سیاہ پر	״
عجب کیا کام بیقدروں سے نکلے گر امیروں کا	رفوئے شال ہے موقوف اک دھجی کی سوزن پر	״
میکشد قامت بقدر ریشہ ہر نخل کہ ہست	ہر قدر پستی فزوں تر سرفرازی بیشتر	غنی
معصیت را خورد مشمر در دیار زندگی	عالمے را می تواں آتش زدن از یک شرار	״
دانہ بہتر در زمین نرم بالا می کشد	سرفرازی بیشتر چوں خاکساری ہا بیشتر	رفیع
سفر بردم عزلت گزین و بہ عزت	کہ ہست زیب دہ تاج خسرواں گوہر	شایق
نانک دکھیا سب سنسار	سو سکھیا جس نام ادہار	نانک
طوق منت بر ندارد گردن آزادگاں	ترک احساں از بزرگاں ست احساں دگر	صائب
آفتاب آسا قناعت کن بنان خویشتن	لقمہ ہائے چرب دوناں را بہ دوناں وا گزار	علی

میان بلبل و پروانہ فرق بسیارست	کجا بہ رتبۂ کردار میرسد گفتار	حافظ
ہر کہ دارد روغنے دائم چراغش روشن ست	از صدف دارم بخاطر این سخن را گوش دار	جامی
دکھا نہ جوش و خروش اتنا سر چڑھ کر	گئے جہاں سے ہیں دریا بہت اتر چڑھ کر	ذوق
او فتادست در جہان بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	لا اعلم
کہ تیزی و تندی نیاید بکار	بہ نرمی برآید ز سوراخ مار	″
بسا قفلے است کانرا ہست ناچار	ز مفتاح خرد از دست ہشیار	
نبشتہ است بر گور بہرام گور	کہ دست کرم بہ ز بازوئے زور	سعدی
گرفتیم عالم بمردی و زور	ولیکن نبردیم با خود بگور	لا اعلم
پشت من بشکن و پیمان مشکن	خون من می خور و زنہار مخور	
سامان دہر را ہمہ اسباب غم شمار	ہر چیز از تو فوت شود مغتنم شمار	صائب
چو بنیاد عمرست نا پایدار	بہ نقد این نفس را غنیمت شمار	
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل و بشگفد لالہ زار	سعدی
دلا در جہان دل منہ زینہار	کہ کس بر سبیل نگیرد قرار	
نخل را در برگ ریز از خود فشاندن جود نیست	درہم و دینار را در زندگانی کن نثار	صائب
ہر آن کو نماند پسش یادگار	درخت وجودش نیاورد بار	سعدی
چون نمی ماند جہان بر یک قرار	نام نیکو بہ کہ ماند یادگار	لا اعلم
شکوہ کردن از شتاب عمر کافر نعمتی ست	عمر چون آبست و باشد آب خوشتر در گزار	
ہست بر آبادی و ویرانہ یکسان فیض ابر	نیست عالی ہمتان را با کسے در دل غبار	حشمت
دروغ اے برادر مگو زینہار	کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار	سعدی
خرقہ پوشان را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی برون کن چون نداری اعتبار	
ہمیں تا برآید بحیلہ سر کار	مدارائے دشمن بہ از کار زار	سعدی
چو از زر تمنائے زر بیشتر	توانگر تر آنکس کہ درویش تر	نظامی
بریدن ز ہر آشنائی شمار	بس ست آشنائی من آمرزگار	لا اعلم

صلاح خاص ازاں کس طلب که طاعت را	کند ز دیدهٔ خلق از گناه پنهان تر	لااعلم
درختاں ز عندلیباں بانگ افسوس نخاست	چوں ورق برگشت چشم یاری از یاراں مدار	״
نتواں شمار کرد جفائے زمانه را	لیکن هزار شکر که نبود بیک هزار	״
میده بممسک لیں از رنج تمام از دست نقد	گل نمی ریزد بروں تا نگردد دل فگار	״
آخر شب مه بروں آید ز شرم کاستن	خویش را در مفلسی منما باهل روزگار	״
صلح کن با دشمناں و از کینه اش ایمن نشیں	سنگ را تا نشکنی بیروں نمی آید شرار	ناصر علی
ظاهر نقره سپید است و نیز	دست و جامه زاں سیه گردد چو قیر	مغوی
غافلند ایں خلق از خود اے پسر	لاجرم گویند عیب یک دگر	״
برگها هم رنگ باشد در نظر	میوه ها هر یک بود نوع دگر	״
عقل قوت گیرد از عقل دگر	نیشکر کامل شود از نیشکر	״
حب الوطن از ملک سلیماں خوش تر	خار وطن از سنبل و ریحاں خوش تر	لااعلم
یوسف که به مصر بادشاهی می کرد	می گفت گدا بودن کنعاں خوش تر	״
دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر	جلتے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر	״
چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گھڑی کی پگ تھکے رہوں بسور بسور	״
زمین پر سے زیر زمیں کچھ تو لے جا	که آنا نہیں ہے دوبارا زمیں پر	جرأت
جوانان شائسته و بخت ور	ز گفتار پیراں نه پیچند سر	سعدی
کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرت انساں پہ	فعل بد تو ان سے ہو لعنت کریں شیطان پر	انشاء
نسخهٔ مخلوط عالم قابل اصلاح نیست	وقت خود ضایع مکن بر طاق نسیانش گزار	صائب
نیست از عزلت غرض زهاد را جز صید خلق	عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشه گیر	״
از ته دل گفتگوئے اهل حق را گوش کن	خالی از سرچشمهٔ حیواں سبوئے خود میار	״
بیاباں رسد کیسهٔ سیم و زر	نگردد تهی کیسهٔ پیشه ور	״
تا نظر با زرست دل در سینه دارد اضطراب	شمع بے فانوس در دریا نمی گیرد قرار	״
ریاضت کش از بهر نام و غرور	که طبل تهی را رود بانگ در در	״

کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز	بجو دبر آتش دوزخ مکن تیز	صائب
مروز یہ بار گنہ اے پسر	کہ حمال عاجز بود در سفر	״
بیکار محض کرتی ہے انساں کو فقیری	معذور نطق سے ہو زباں جیسے پھول کی	اسیر
خدایا نہیں ہے کوئی چارہ گر	مگر تو کہ ہے سب کی تجھ کو خبر	اسمٰعیل
جو دم کٹے خوشی سے غنیمت ہے مفت ہے	رکھے خدا جہان کے رنج و تعب سے دور	تراب
تبدیل وضع کرنے سے رسوا ہو آدمی	اسواسطے اٹھاتے ہیں انگلی ہلال پر	جویا
بات کہنی وہی زیبا ہے کہ جس میں ہو اثر	ورنہ بے صرفہ نصیحت سے خموشی بہتر	حالی
گو کہ بدتر فقر سے یارب نہ تھی کوئی بلا	تھا مگر ثروت میں اس سے بھی زیادہ شور و شر	״
اگر دی ہے دولت خدا نے تمہیں	کرو صرف اللہ کی راہ پر	حامد
جھڑکتے ہو سائل کو کس واسطے	نہ بندوں کی شرم نہ اللہ کا ڈر	״
کرو اہل حاجت کو تقسیم مال	کہ ہے جمع کرنا بہت پرخطر	״
کیا بخل قاروں نے تو کیا ملا	سخاوت سے حاتم ہوا نامور	״
جو بوؤ گے تخم سخاوت یہاں	قیامت میں پاؤ گے اس کا ثمر	״
خواب سے اہل جہاں ہو بیدار	ہوں خبردار سفر ہے تیار	داور
ہائے نخوت یہ تری تیرا غرور	ایکدن تجھ سے یہ ہو جائینگے دور	״
ان کو ہے پر عرش اعظم پر اڑاتے ہیں مرید	کیا غضب لائیں خدا جانے جو بھول بیٹھے پیر پر	ذوق
اپنے خوش ہیں دیکھکر حال زبوں	غیر روتے ہیں مری تقدیر پر	ذاکر
نیک انجام ہے نیکی کا بدی کا بد ہے	طالب خیر نہ ہوئے کوئی بد ظن ہو کر	سعید
ناخدا غائب ہے طوفان حوادث کا ہے زور	بحر ہستی میں جہاز عمر پر ہم ہیں سوار	شاطر
آہ خود ہو گئے ہیں خاک مل کر خاک میں	پانوں رکھدینا بھی جن کو خاک پر تھا ناگوار	״
غفلت و حیرت سے فرصت کب ملی ہمکو یہاں	تڑپنے بھی پائے نہ ہم جی بھر کے اے ابر بہار	״
بروں کو بھی برا مت کہہ سرائے دہر میں غافل	وہی آواز پھر آئے گی گنبد کی صدا ہو کر	عاجز
چھوڑنے جاتے ہیں بزم عیش یار و غمگسار	ہم کو بھی جانا پڑیگا ہو گی جب اپنی پکار	عزیز

لکھا گیا جو کہ صفحۂ دل پر	کبھی جاتا نہیں ہے اس کا اثر	کمال
تقدیر کے واسطے ہے لازم تدبیر	گر کیجے دعا تو ہے امید تاثیر	لمعہ
تیوری ہی کہے دیتی ہے حال دل انساں	ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور	مجبور
خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری ہے بیکاری	مسلط ہو نہیں سکتا ہے شیطاں مرد شاغل پر	محب
کس ڈھب سے راہ عشق چلوں ہی یہ ڈر ہے مجھے	پھوٹیں کہیں نہ آبلے ٹوٹیں کہیں نہ خار	میر
آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو	جائے گا بنا نعش تیری لاش عریاں چھوڑ کر	ناسخ
جو رہنمائے خلق ہے دنیا سے ہے نفور	بستی میں آئے خضر نہ ویرانہ چھوڑ کر	نظم
مرقع درد کا بنکر الم کی داستاں ہوکر	رہا یک چند میں بھی عبرت صاحبدلاں ہوکر	وحشت
صاحب طالع کو بعد از مرگ بھی ملتا ہی اوج	دیکھے نیزوں پر ہیں اکثر صاحب افسر کے سر	ہمدم
سرہنگ لطیف خوئے دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار	سعدی
مکن رحم بر مرد بسیار خوار	کہ بسیار خسپست بسیار خوار	"
نخورد شیر نیم خوردۂ سگ	گر بہ سختی بمیرد اندر غار	"
تن بہ بیچارگی و گرسنگی	بنہ و دست پیش سفلہ مدار	"
گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک	بے ہنر را بہ ہیچ کس مشمار	"
پرنیان و نسیج بر نا اہل	لاجورد و طلاست بر دیوار	"
بہ لطافت چو بر نیاید کار	سر بہ بے حرمتی کشد ناچار	"
از زر و سیم راحتے برساں	خویشتن ہم تمتعے برگیر	"
کسے نتواند گرفت دامن دولت بزور	کوشش بیفائدست وسمہ برابروئے کور	"
چو پرخاش بینی تحمل بیار	کہ سہلے ببندد در کارزار	"
سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار	"
بہر چہ امر شود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم رود بندہ ایم خدمتگار	لا اعلم
اگر تو شوی تیز و انگشت گر	ازو جز سیاہی نیابی دگر	"
ہر چہ در قسمت ست می آید	نہ شود کم زیادہ از تقدیر	"

یارب من اگر بدم سراسر	از نیکی خویشتن تو مگذر	لا اعلم
لائق محفل نباشد هر که خندد بے محل	کفش چون دندان نماید بیشود از پا دور	״
عید نیست و دارد هر کسے عزم تماشائے دگر	ما را نباشد غیر تو در دل تمنائے دگر	״
قاصد رسید و نامه رسید و خبر رسید	در حیرتم که جان بکدامی کنم نثار	״
غش مجھے آیا جو میں پہنچا در دلدار پر	پاؤں کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر	ناسخ
در بیابان گر بشوق کعبه خواهی زد قدم	سرزنشها گر کند خار مغیلان غم مخور	حافظ
داد مطلوبان بده مقصود محتاجان برآر	دین و دنیا را بدین داد و دهش معمور دار	لا اعلم
سر برآوردی بدولت پائدی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگان را دستگیر	״
آنچه یک پیر زن کند بسحر	نکند صد هزار تیر و تبر	״
هست طواف حرم کردگار	در دو جہان واسطۂ اقتدار	״
امور مملکت خویش خسروان دانند	گدائے گوشه نشینے ترا بدخل چه کار	״
ندیدم ز بختا از سر گشته تر	نگون طالع و بخت برگشته تر	״
هر کس ز دولت کرا نه گیرد	او را سبک از میانه بردار	״
تکبر کند هر که شد بے هنر	مالش ندامت بود سر بسر	״
در امور سلطنت از عدل برتر هیچ نیست	نام سلطان زان نماید تا قیامت یادگار	״
خدمت مخدوم هر کس کرد از دل اختیار	نام خود در هر دو عالم میگذارد یادگار	״
اقبال شود یار و صد عیب شود دور	بر تخت سلیمان بکند جلوه گری مور	״
اول اندیش و بعد ازان کردار	نرسد لغزشت در آخر کار	״
کبھی فصل گل کی چمن میں بہار	کبھی خشک سبزہ خزاں کا غبار	״
شاہا ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خستہ دلریش نگر	״
ہر چند نیم لائق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر	״
کرم بین و لطف خداوندگار	گنه بنده کردست و او شرمسار	״
تا به یکے تجربه آموختی	زان دگرے تجربه بردی بکار	״

نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	سعدی
نصیحت کہ نمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر	
یک روز بود عید بیک سال یکبار	ہموارہ مرا عید ز دیدار تو ہموار	
جہاں بگشتم و دردا بہیچ شہر و دیار	نیافتم کہ فروشند بخت در بازار	عرفی
از عزیزاں با تو مارا ہست پیوند دگر	جای یوسف را نگیرد ہیچ فرزند دگر	
جوان و جوان بخت و روشن ضمیر	بدولت جوان و بتدبیر پیر	
از تنزل نیست فطرت را ابا شد بیباک	بیم افتادن نباشد ہر کہ باشد بے سوار	غنی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی برون کن چون نداری تاب بار	صائب
نکردند در دست من اختیار	کہ من خویشتن را کنم بختیار	سعدی
درختیکہ بخشش بود برقرار	بپرور کہ روزی دہد میوہ بار	″
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکیں شود	میرسد در گوش ما را ایں صدا از کوہسار	فرحت
معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر	غنی
یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور	کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور	لاعلم
جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر	جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو بہتر	″
ہر روز روز عید و ہر شب شب برات	ہر صبح لطف بادہ و ہر شام یک نگار	″
دو صرف از ربع زیست و یکے کہ میماند	ہماں زیست بسر اینجا زیست بر سر زر	″
قہر و لطف اندر محل خود نکوست	جائے گل گل باش و جائے خار خار	″
سوختم از غصہ دریں نو بہار	بادہ من در خم و من در خمار	″
کسے را امتحاں نا کردہ صد بار	مگرداں پیش خویشش صاحب اسرار	″
میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھام لو دستار	میر
منم یارب کہ جاناں را ز عارض بوسہ می چینم	دعائے صبحدم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	لاعلم

کٹی گویا شب جوانی بس آن پہنچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دن خدا خدا کر ″

زن حائضہ سے کر دیں حذر	نہیں تو مرض کا ہے اس سے خطر	علم ۱۷
اوروں کے عیب دیکھ کے ہنستا ہے جو بشر	اے یار دو جہاں میں ہے مغرور بیشتر	″
یہ دشت خاک بھی کس کس طرح کا رنگ لاتی ہے	تماشا ہے نہیں رہتا ہمیشہ ایک صورت پر	″
فتنہ پرداز جفا ساز ستمگر عیار	ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر	″
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختہ بر کنار	″
برآوردن کار امیدوار	بہ از قید بندی شکستن ہزار	″
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بندی بہ پیش امیر	″
چہار چیز ز دل غم برد کدام چہار	شراب و سبزہ و آب رواں و روئے نگار	″
کمان عشق ہر جا افگند تیر	سپرداری نباشد کار تدبیر	″
ایکہ دستت میرسد کارے بکن	پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	″
بہ لشکر شود ملک عالم میسر	بہ مال ست ترتیب لشکر میسر	″
پھر بہار آئیگی تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا	وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نہ کھا	″
جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب	خوب تو آپ کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر	″
بہر چہ امر رود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم شود بندہ ایم و خدمت گار	″
ہے مضحکہ جہاں میں جو ہو عشق بے محل	دل دیجیے تو یار طرحدار دیکھ کر	″
مشورت با دوستان ذی شعور	ہست در ہنگام حاجت بالضرور	″
بہار آئی ہے جوبن ہے گل نسرین و سوسن پر	جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر	″
مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	وز سر ایشاں بلائے ظالماں را دور دار	″
بیتاب ہو کے روح زلیخا نے آہ کی	سنسان حسن و عشق کا بازار دیکھ کر	″
باہستگی کار عالم برآر	کہ در کار گرمی نیاید بکار	″
ازکجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز	عطر آگیں تا بدامن عنبر افشاں تا کمر	″
اندک اندک ہمی شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	″
رزق تو در خور خواہش ہے پہونچتا سب کو	مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر	″

عرق آلودہ زلفیں ہیں رخ رنگین جاناں پر	ترشح کا ہے عالم ابر چھایا ہے گلستاں پر	
زمفلسی چو نباشد بدست یک دینار	چہ سود گر بفروشند بخت در بازار	سعید
نزدیک اسکا بہ ہنر ور	عجیب نبود ز بخیل بدتر	لاعلم
اگر دیدے رخ آں ماہ پیکر	خلیل بت شکن می گشت آذر	〃
غوطہ دریائے سخن میں ہے لگانا بہتر	آ گئے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر	
مدار پند خود از ہیچکس دریغ و بگو	اگرچہ از طرف مستمع بود تقصیر	
زناں را کید ہائے بس عظیم ست	زکید زن شود دانا گرفتار	
غمگین مشو کہ ساقی قدرت ز جام دہر	گہ صاف لطف می دہد و گاہ دُرد قہر	
جو تنگدست ہیں ان کو ملازمت موزوں	تجارت ان کو ہے شایاں جو لوگ ہیں زردار	
نبارد ہوا تا نگوئی ببار	زمیں ناورد تا نگوئی بیار	نظامی
ہاں مشو نومید چوں واقف نہ ز اسرار غیب	باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور	لاعلم
آدمی پہچان لیتا ہے قیافہ دیکھ کر	خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر	〃
دلا ز حال بد خود جزع مکن زنہار	صبور باش کہ نیکو شود باخر کار	〃
ندیدم ز غمہا ز سرگشتہ تر	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	
جو کوئی حد سے بڑھا اوس کی خرابی آئی	خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو ہو کر	
خبردار ہشیار اے ذوالفقار	طوائف کا ہرگز نہیں اعتبار	
قضا چوں ز گردوں فرو ہشت پر	ہمہ عاقلاں کور گردند و کر	
اے رشک قمر کلبۂ احزاں میں ہمارے	رہ جا کسی شب اپنا ہی کاشانہ سمجھکر	
کوہکن ہم تو نہیں ہیں جو سر اپنا پھوڑیں	چوم کر چھوڑ دیا کرتے ہیں بھاری پتھر	
جو عادل رہے گا تو شام و سحر	کہیں گے تجھے خسرو دادگر	
ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو	ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر	
آنکھ سے آنسو بہے سینہ میں دل ٹکڑے ہوا	رو دیا جب پاس سے بھائی کو بھائی کھینچکر	
عمر قلیل آمد و علم کثیر	انچہ ضروریست ہماں پیش گیر	

حیرت ہمہ کس دریں عالم ہمہ بیش ست	ہر کہ دانا تر دریں ہنگامہ حیران بیشتر	۱۱ اعلم
ابھی گل ہنس رہے تھے اور غنچے چہچہاتے تھے	یکایک چھا گئی کیسی اداسی باغ عالم پر	″
باطل ست آن کہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار	″
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور	″
میان جاہل و عاقل تفاوت این قدر ست	کہ این کشیدہ عنان باشد آن گسستہ مہار	″
سخن تا نپرسند لب بستہ دار	گہر تشکنی تیشہ آہستہ دار	″
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب کہیں	آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار	″
جنگ و صلحے بے محل ناید بکار	جائے گل گل باش و جائے خار خار	
یا دل توان کرد اصلاح کار	ازان پیش کز کف رود اختیار	
خمیرے کزان روشن ست از غبار	شود نقش غیبے در و آشکار	″
چو وقت آید نماز وقت بگذار	فرائض با جماعت ہوش میدار	″
بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر	این چنین تسبیح کے دارد اثر	″
وصلے سے جو صلے تھے وہ لوہے سے ڈھلے	آج وہ سب ہٹ گئے گو رغیبان دیکھ کر	″
زینہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار	″
فرق ست میان آنکہ یارش در بر	با آنکہ دو چشم انتظارش بر در	″
لطف خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا	تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈ نکالا گوہر	″
ندہد ہوشمند روشن رائے	بفرومایہ کارہائے خطیر	″
ہم کو تو ل کے حسینوں سے بڑے رنج ہوئے	خوش رہا کرتے تھے پریوں میں سلیمان ہو کر	″
تباہی میں نہ ڈالے گردش بخت آسمان آکر	مدد اے خانہ بر دوشی چلا ہوں لامکان ہو کر	″
منور ہو گئی میری لحد کس مہ لقا سے	چڑھائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر	″
ہست در ہنگام حاجت پر ضرر	مشورت با دوستان ذی شعور	″
برو بہ علم و عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش	مباش غرہ بہ تزئین چہرہ و دستار	″
چو در طاس رخشندہ افتاد مور	رہانندہ را چارہ باید نہ زور	″

ہر کرا جامہ پارسا بینی	پارسا دان و نیک مرد انگار	علم ۱۱
ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا	از درخت بید می جوید ثمر	//
دشمن اگرچہ خرد بود از طریق حزم	او را بزرگ دان و غم کار خویش خور	//
خموشی سے ہے خیر کی بات خوشتر	بڑی بات کہنے سے چپ رہنا بہتر	//
تا توانی دور باش از سو خوار	زانکہ ہست از دشمنان کردگار	//
سبزہ پا چو تو قاہر دلیل دانش نیست	زباں گویدم و کردم ز گفتہ استغفار	//
دارم ز کفر و دین بہر یک قدم و سیر	دل میرود بہ کعبہ و من میروم بہ دیر	//
یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر	اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر	//
تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار	//
کھلتے ہیں کچھ اشتیاق کے طور	رخ میری طرف نظر کہیں اور	//
بدہ ساقی آں تلخ شیریں گوار	کہ شیریں بود بادہ از دست یار	//
بگاڑ بھی نہیں ان کا بناؤ سے خالی	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	//
مجھ سا جانباز وفادار نہ پاؤ گے کہیں	گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر	//
چاہ پیاسے تک نہیں آتا کبھی	دوڑ کر جاتا ہے پیاسا چاہ پر	//
سر برآوردی بدولت پایمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دستگیر	//
زیر دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھو تو لو	ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر	//
سرو در باغ بیک پائے قادست نگر	ہر کا بے تو دو دگر بودش پائے دگر	//
ہر کرا شد چشم او فارغ ز نور	چشم باطن بیند از نزدیک و دور	//
ز منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد	تو ابلہانہ گریزی بہ آبگینہ حصار	//
منجنیق آہ مظلوماں بہ صبح	سخت گیرد ظالماں را در حصار	//
غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا میری جان پر	آیا اگر نہ حرف شکایت زبان پر	//
ہم وہ مشتاق اذیت ہیں فلک غور سے سن	زخم کھاتے ہیں امید نمک افشانی پر	//
محبت کی اگر عقدہ کشائی ہو تو کیونکر ہو	رقیب روسیہ رہتا ہے مار آستیں بنکر	//

ز

اگر صد سال مانی ور یکے روز ۔ بباید رفتن ازین کاخ دل افروز

دل جلوں پہ روتے ہیں جنکو ہے کچھ بھی سوز جگر ۔ شمع کرتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز ۔ میر تقی

فیض نیکوں سے نہ ہو اون کو جو ہیں بد سرشت
کیا کرے باران زمین شور میں اشجار سبز ۔ "

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز ۔ میں ہوں اپنی شکست کی آواز ۔ آتش

مجکو پوچھو تو یہ عجب کیا ہے ۔ میں غریب اور تم غریب نواز ۔ غالب

ہوں گرفتار الفت صیاد ۔ ورنہ باقی ہے طاقت پرواز ۔ "

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ۔ ای دل کجا حلاوت وصل نگار روز ۔ صبا

مرا خود دلے دردمندست ریز ۔ تو نیز ای نمک بر جراحت مریز ۔ لا اعلم

اگر میخواہی کہ نشو دیچہ مور ۔ عفو راست و شوی مکن خواب روز ۔ "

کلید در دوزخ ست آن نماز ۔ کہ در چشم مردم نمائید دراز ۔ "

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ۔ کبوتر با کبوتر باز با باز ۔ "

چون نداری ناخن درندہ تیز ۔ با بدان آن بہ کہ کم گیری ستیز ۔ سعدی

دل من داند و من دانم و داند دل من ۔ داغ فرزند کند فرزند دیگر را عزیز

مٹ گئے تیرے مٹانے کے نشاں بھی اب تو ۔ اے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز

موئے بہ تلبیس سیاہ کردہ گیر ۔ راست نخواہد شدن این پشت کوز ۔ سعدی

ہر چند جفا کند کہ شکایت نہ کنیم ۔ گوئیم کہ جرم از طرف ماست ہنوز

وقت ضرورت چو نماند گریز ۔ دست بگیرد سر شمشیر تیز ۔ سعدی

چو جنگ آوری با کسے برستیز ۔ کہ از وے گزیرت بود یا گریز ۔ "

اسپ تازی دو تک رود بشتاب
اشتر آہستہ میرود شب و روز ۔ "

میراث پدر خواہی علم پدر آموز
کیں مال پدر خرچ توان کرد بہ دہ روز — سعدی

مرغک از بیضہ بروں آید و روزی طلبد
آدمی زادہ ندارد خبر و عقل و تمیز — ״

گر بغریبی رود از شہر خویش
سختی و محنت نبرد پینہ دوز — ״

کرم لطف کن آنجا کہ بینی ستیز
نبرد قز اگند را تیغ تیز — ״

ز تقوی چراغ رواں بر فروز
کہ چوں نیکبختاں شوی نیک روز — ״

میفزاید ظلمت دل صحبت افسردہ دل
چوں زمستاں بیشتر گردد شود شبہا دراز — آفریں

از خود آرا طمع سیرت شناسی خطاست
کہ بروں سازد روں ساز نگردد ہرگز — صائب

صدف دار گوہر شناساں راز
زباں جز بگوہر نہ کردند باز — ״

بہ بستاں گل راست کردن فراز
کہ بوئے و رنگے دہد دل نواز — نظامی

جہاں بہ نزد خردمند محنت آباد ست
فراغت ار طلبی از سر جہاں برخیز — لا اعلم

او سجدہ پیش آدم و ایں پیش حق نکرد
شیطاں ہزار مرتبہ بہتر ز بے نماز

چو خاکت می خورد چندیں مخور غم   برو شادی کن اے یار دل افروز — سعدی

از غم احسان کس دست طلب را پر مکن	آبرو خواہی بناں خشک چوں آئینہ ساز	غنی
سر تا قدمش کرشمہ و ناز	ہم سرکش حسن و ہم سرافراز	۱۱ اعلم
یار ستمگار مشو اے عزیز	تا کہ ازاں قوم نباشی تو نیز	″
دریں گنبد بہ نیکی برکشش آواز	کہ گنبد ہرچہ گوئی گویدت باز	″
از صحبت بادشہ بپرہیز	چوں ہیزم خشک ز آتش تیز	″
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز	″
منعم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز	″
دل بستہ اے خردمندان راز	چہ گفتی نشاید بزنجیر باز	″
بخت رمیدہ رو بسوئے من نہادہ باز	بر من در سعادت و دولت کشادہ باز	″
بلبل وہ ہوں چھٹا نہ پس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہیں مرے مشت پر ہنوز	″
تو باز ساعد شاہی باستخواں منگر	ہمائے ہمت خود را بلند دہ پرواز	″
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	″
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوئے یار	جوں گرد راہ پھرتے ہیں ہم در بدر ہنوز	″
روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز	″
برو مثال زشامیکہ صبح در پئے اوست	کہ نیش و نوش بہم باشند نشیب و فراز	″
آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر عبادت را بسوز	″
یاد آن رونق بازار ہنر در بغداد	یاد آں گرمی ہنگامۂ فن در شیراز	″

س

چو گنجشک در باز ار دید از قفس — قرارش نماند در آں یک نفس — ″

حرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا
اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس — ″

شمع روتی ہے کہ ہنستی ہے مگر جلتی ہے	یہی رونیکی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	لا اعلم
شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے	ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس	”
ہم وہ آوارہ وہ سرگشتہ ظفر ہیں کہ ہمیں	یہی رونے کی ہوس ہے نہ ہی ہنسنے کی ہوس	ظفر
ہے لباسوں میں لباس اپنا لباس	اور سب شوق تھے بے وسواس	”
گر تو میخواہی کہ باشی خوش نویس	می نویس و می نویس و می نویس	”
تلسی کا گھر دور ہے گھٹ کر دوں کیہاں	کر نیکا سو ہی بھر نیکا تم کیوں بھئے اداس	تلسی داس
بے فیض سے مرغی بھلی جو انڈے دیوے ہیں	لیکن یہ بکی بھلی جو عالم کہا سنے نہیں	سالک رام
نج کریں نہیں بانٹے اور کریں سب ہیں	پنج کیا تھا بھاٹ نے سب کے بانٹے ہیں	لا اعلم
ڈبولے ڈبولے سب پہلے اک ڈبولے پہلے کیس	ناری ڈر سے نہ پیری ڈرے اور گئے ہیں	گنگ
عمل گرد ہی مرد منعم شناس	کہ مفلس ندارد ز سلطان ہراس	لا اعلم
گر نیابد کش رغبت کس	پرستولاں باغ باشند و بس	”
دلم خانۂ مہر یار است و بس	ازاں می نگنجد درو کین کس	”
نیاسا یہ اندر دیار تو کس	چو آسائش خویش خواہی و بس	”
یا رب بے پرواہ فریاد دل من بے اثر	ہم ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس	”
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس	سعدی
ندارم طمع بر زر و سیم کس	اگرچہ بیابم بر آں دسترس	نظامی
غنیمت شمار ایں گرامی نفس	کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس	حافظ
با لباس فقر ناید خلعت شاہی درست	زشت باشد جامۂ نیمی اطلس و نیمی پلاس	جامی
برنمی آید بقا تیغ زور بازوے حریص	از لعاب عنکبوتے می شود عاجز مگس	صائب
فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد	تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس	حافظ
در بیابان توکل توشۂ درکار نیست	زاد ایں رہ دانۂ دل بس بود دام چو جرس	صائب
دام آفت داں مکن رغبت بدنیا بوالہوس	می شود زنجیر آخر رشتۂ پائے مگس	والا
دل شکستن و کام دل از دہر دو محال است	با تحیہ ستورہ دنیا چہ کند کس	حزیں

بیندیش وآنگہ برآور نفس وزاں پیش بس کن کہ گویند بس	سعدی
جہاں اے برادر نماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس	"
ترک دنیا وشہوت ست وہوس پارسائی نہ ترک جامہ وبس	"
روز آئیں ہم جو آج بٹھا دو بلا کے پاس یوں بے بلائے ہم تو نہ جائیں خدا کے پاس	لا اعلم
ایں ہمہ زینت زناں باشد مرد را کبر وخایہ زینت بس	"
چو در مقابلہ چشم لطف بیند کس شود مخجل زدہ ایں خجالت او را بس	"
صحبت شاہ را ز روئے قیاس ہمچو دریائے بیکرانہ شناس	"
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس وسکوت سخن شناس	صائب
ترک ستم کن زندہ است بترس وز فزع روز قیامت بترس	"
آؤ مجنوں غم فرقت کی کریں کچھ باتیں دل بہل جاتا ہے بیمار کا بیمار کے پاس	"
ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس	"

ش

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نیم یک لحظه از یاد تو خاموش	فراموشی شده از دل فراموش	لا اعلم
بود دشمنش تازه و دوست ریش	کسی کش بود دشمن از دوست بیش	״
سر بر خط تو نهاده بودم زین پیش	اکنون خط تو نهاده ام بر سر خویش	״
بعقل مثل طفل شو فکرت خدا کند	آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	״
سفله هرچند غنی گشت بعزت نرسد	پیکدان گرچه ز زر باشد تف درونش	״
مسلمانی کسی داند که در یک رنگی وحدت	ز هر مو چشمهٔ خون ریزد ار خوانی مسلمانش	״
تا بهمواری برآید کار در تندی مکوش	بهر خاری دارد از پی این شراب جام خوش	صائب
چو غنچه گرچه فروبستگیست کار جهان	تو همچو باد بهاری گره گشا می باش	حافظ
بهر خدمت پیش ارباب سخن آماده باش	نقش خود را چو قلم بنشان و خود استاده باش	غنی
کار خود کن راست چون فواره از امداد غیر	خود نهال خویش و خود آب روان خویش باش	اشرف
ببین که فتنهٔ عالم زیاده می زاید	بصد هزار غم آبستن است مادر عیش	لا اعلم
مکن تا توانی دل خلق ریش	وگر میکنی میکنی بیخ خویش	سعدی
خواجه در عیب است غرقه تا بگوش	خواجه را مالست و باش عیب پوش	لا اعلم
عمریست هوا است که با خضر هم نفس باشی	نهان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش	*
بستان ز خلق خام و بده پخته در عوض	سرگرم خوش معاملگی چون تنور باش	راسخ
یکی جامه در نیک نامی بپوش	بنیکی دگر جامها می فروش	نظامی
ره راستی گیر امروز پیش	که آگاه هم امروز فردای خویش	سعدی
خداوند تدبیر و فرهنگ و هوش	نگوید سخن تا نه بیند خموش	״
تا که شاهین زبانت بترازوی دو گوش	سخن خویش نسنجید سخندان مفروش	غنی
خواهی که بی حساب بجنت ترا برند	صائب بمرده زن و بی حساب باش	صائب
زندگانی و مردنش بد بود	که نماند و ماند سیم و زرش	سعدی

ہدیہ ما تنگدستان را بچشم کم مبین — از در دست پر سر خوان آئی سرو تنها باش — لااعلم

سنگ کہ وفاسے بپا نیستش — بہتر از آن کس کہ وفا نیستش — 〃

نیرزد عسل جان من زخم نیش — قناعت نکوتر بدوشاب خویش — 〃

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ — کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کار خویش — 〃

کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس و پیش — پر دیکھئے کیا کرتی ہے تقدیر پس و پیش — ظفر

جھوپڑوں میں ہم فقیروں کی بسر ہو جائیگی — اپنے محلوں میں رہیں اے آسماں زردار خوش — صبا

چو آزردہ شد خصم ایمن مباش — خراشیدہ را ہست خشم خراش — لااعلم

رموز مصلحت ملک خسروان دانند — گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش — حافظ

کون سنتا ہے فغان درویش — قہر درویش بجان درویش — 〃

نگویند از سر بازیچہ حرفے — کزان پندے نگیرد صاحب ہوش — سعدی

اگر صد باب حکمت پیش نادان — بخوانند آیدش بازیچہ در گوش — 〃

من نگویم زیان کن یا بفکر سود باش — اے ز فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش — لااعلم

ز دستم رفتہ ماہ و ہفتہ خویش — کجا یابم عمر رفتہ خویش — 〃

اگر خلق راضی نباشد ز خویش — چو بیگانگانش برانند پیش — 〃

گر سخنے آید بگوش اے او بگیر — داد او بستان و بیدادش مباش — 〃

سعدی ہمہ روز پند مردم — میگوید و خود نمی کند گوش — 〃

کون سنتا ہے فغان درویش — اور رونا بھی بزبان درویش — 〃

تعلیم ز راہ کبر و رکب مباش — چیزے بسوئے خود کشی چیزے کسی مباش — 〃

تا جہد کنی بدو کہ حلوا فروش — بی لطف حق نمی آید بجوش — 〃

آنرا کہ خدائی لب و نسبت خاکش — وانرا کہ نبود ہیچ گو اسپ چو خاکش — 〃

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ — باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش — 〃

سننے سمجھنے کو بات حق سنے دے ہم کو گوش — 〃
حق لطف جسکے ہوا انجام ہم خموش

عزیزے کہ پر فتنہ بینی سرش	مباز ار و بیروں کن از کشورش	لاعلم
آنکس کہ ترا بکشت باز آید پیش	شاید کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش	״
سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش	سیلی خواہد بضرورت سرش	״
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را	تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس	״
بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود	لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	״
دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند	آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش	״
تا نسازی راست در دل حرف را بر لب میار	تیر رفتست بیروں از کماں غافل مباش	صائب
نباشد ہر کرا امروز در خاطر غم فردا	شب آدینہ اطفال باشد جملہ ایامش	״
بہ ز خاموشی نباشد بیکساں را دور باش	در چو باشد بستہ دربان گر نباشد گو مباش	״
کدام جامہ بہ از پردہ پوشی خلق است	بپوش چشم خود از عیب خلق و عریاں باش	״
پردۂ مردم دریدن پردۂ عیب خود است	عیب خود می پوشد از چشم خلائق عیب پوش	״
تخو بہ ہیچ دل زار و ہر چہ خواہی خور	بپوش چشم خود از عیب و ہر چہ خواہی پوش	״
می کند زہر ہلاہل کار خود در انگبیں	از گزند دشمن شیریں زباں غافل مباش	״
چشم من نیست بآسودگی خود صائب	ہست در راحت ارباب مرا راحت خویش	״
فرش ما افتادگی اسباب ما آزادگی	خانۂ ما را نگہباں اگر نباشد گو مباش	״
شود عیار بد و نیک در سفر ظاہر	یکیست تیر کج و راست تا بود در کیش	״
اگر تو می جوئی کشادہ کار خود از آسماں	آسماں از ما بود سرگشتہ در کار خویش	״
چہ آسودگی خواہی از آسماں	کہ بے آب گرداں بود آسیاش	״
چو باحساں بتواں آزادگاں را بندہ کرد	از بخیلی بندۂ سیم و زر دنیا مباش	״
ترا خامشی اے خداوند ہوش	وقار است و نااہل را پردہ پوش	سعدی
مکن عیب خلق اے خردمند فاش	بعیب خودش ز خلق مشغول باش	״
خانۂ آباداں دروں باید نہ بیروں پر نگار	مرد عارف اندروں و گو بروں ویرانہ باش	״
ہزاراں کس کہ عیبش نگو بیند پیش	ہنر داند از جاہلی عیب خویش	״

هر که نه در راه عزیزاں بود	بار گرانست کشیدن بدوش	سعدی
خدا هر چه خواهد کند بنده باش	رضا پیش گیر و سر افگنده باش	"
زباں را نگه دار در کار خویش	نفس بر مزن جز بهنگام خویش	نظامی
بجائے رسیداست ادراک و هوش	که خر نغمه سنج است و بلبل خموش	حافظ
از نارسیدگی ست که زاهد کند خروش	سیلاب چوں به بحر رسد می شود خموش	لا اعلم
ببیں که می کند استاده بر نشسته سلام	فروتنی کن و از جملهٔ عزیزاں باش	"
از دشمن ملائم زبان پر حذر باش	چوں سگ خموش افتد ناگاه گزباش	"
سر آئینهٔ خود نگردد خموش	و لیکن نه هر وقت باز است گوش	"
مرغ کآب شور باشد مسکنش	او چه داند جائے آب روشنش	مثنوی
هر کسے گر عیب خود دیدے ز پیش	کے بدے فارغ وے از اصلاح خویش	"
بر بند زباں گوش سخنداں چو مینا بی	جائیکه بهر پرده نشنو نیست خمش باش	حزیں
میا بچو سپهر چیں برابروے مردی	بزیر تیغ بلا هم چو زخم خنداں باش	"
پشیمانم کنوں از کردهٔ خویش	چها دیدم ز پیش آوردهٔ خویش	غنیمت
فرق شاهی و بندگی برخاست	چوں قضائے نوشته آمد پیش	لا اعلم
مجال سخن تا نبینی ز پیش	به بیهوده گفتن مبر قدر خویش	"
چوں رنده بسوئے غیر بخشنده مباش	چوں تیشه بسوئے خویش پاشنده باش	"
چوں تیر قضا ز شست تقدیر بجست	هرگز نه کند رد سپر تدبیرش	"
دنیا اگر دهند نه خیزم ز جائے خویش	من بسته ام حنائے قناعت بپائے خویش	"
کسے را که آری بزنهار خویش	نگه دار اندازهٔ کار خویش	"
مرد بد در فکر بد بینی بود	عاقلی از مکر او هشیار باش	"
آدمی سعی کار گر کند همه عمر	نه برد ذرهٔ ز قسمت بیش	"

بادشاه را جرأت و تدبیر صائب لازم است
تا که زود آساں شود هر مشکلش آید ز پیش — صائب

وقتے دوائے مردم بیمار کردمے — اکنوں چناں شدم کہ ندانم دوائے خویش — اعتماد

تا ناقص ست عیب نمایاں نمی شود — ماہ است داغدار مدام از کمال خویش — واجد

زینت نما ہر چہ کار آید دل افسردہ را — نقش بر دیوار زنداں گر نباشد گو مباش — صائب

صبر بر جور فلک کن تا بر آئی رو سفید — دانہ چوں در آسیا افتد تحمل بایدش — لا اعلم

فتنہ و سواس بیروں کن ز گوش — تا بگوش آید از گردوں خروش — "

بشنو ایں پند مکن قصد دل آزردہ خویش — ورنہ بسا پشیماں شوی از کردہ خویش — "

جانتے ہو تو یاد رکھیو مجھ کو — مت کیجیو مہرباں فراموش — "

کردی دراز پیش کساں دست لقمۂ خویش — پل بستہ کہ بگذری از آبروئے خویش — "

زندہ است کسے کہ در دیارش — مانند خلفے بیادگارش — "

آدمی فربہ شود از راہ گوش — جانور فربہ شود از نا و نوش — "

اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش — چو نوشی مے ناب آئی بہوش — "

تا نگرید طفلک حلوا فروش — دیگ بخشائش نمی آید بجوش — "

بے ہنراں تحصیل آرند پیش — تا نرود کار رسند پیش — "

عروس مملکت آں مرد در کنار گرفت — کہ اول از گہر تیغ داد کابینش — "

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست — کمر بخدمت سلطاں بہ بند و صوفی باش — "

نظر کردن بدرویشاں بزرگی را بیفزاید — سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش — "

بر خویش کشادہ کن رہ وصلت خویش — تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش — "

اگر توقع بخشائش خدا داری — ز روئے عفو و کرم بر گنہگاراں بخش — "

ز دشمن دوستی جستن چناں ست — کہ یکجا جمع کردن آب و آتش — "

خوک باش و خرس باش و یا سگ مردار باش — ہر چہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش — "

رموز مملکت خویش خسرواں دانند — گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش — "

کہ دارم از تمنائے دل ریش — "
خیال سیر کتب خانہ در پیش

چوب را آب فرو می نبرد حکمت چیست	شرم دارد ز فرو بردن پروردهٔ خویش	״
نہاد تن پرستاں را اگل خنداں گلخن داں	در دل سوختہ ناپاکی بروں سوز مرجانش	״
مرا خود دل در مند ست و ریش	تو ہیزم مزن بر سر ریش نیش	״
باز آ کہ از شرم گنہ سر تا قدم بگداختم	کو ہے کہ بر سر داشتم از گریہ ہا موں کردمش	״
با فتوت ہمنشیں شو با مروت یار باش	دانگے از تاج و تخت خویش برخوردار باش	״
چو ناداں نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش	״
چو بذل تو کردم جوانی خویش	بہنگام پیری مرا کن ز پیش	״
بد نفس مباش و بدگماں باش	و ز فتنہ و مکر در اماں باش	״
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش	گرد خود گردندہ چوں پرکار باش	״

ص

آرام پھر کہاں ہے جو ہو دل میں جائے حرص انساں نہ ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے	آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حرص ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوائے حرص	سودا

ض

دوستی کا مارتے ہیں یکدگر دم آشنا	ہوتی ہے معلوم باہم آپڑے ہی جب غرض	سودا
معصیت کر بیٹھے بندے مغفرت وہ کر اٹھا	اپنی خو سے اس کو مطلب انکی خو سے کیا غرض	موجد
ایسا کیا رزق دے رزاق مطلق اور ہے	اس کے سو حیلے ہیں چرخ حیلہ جو سے کیا غرض	״
آشنا سے بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر	پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض	ظفر

ط

فضل حق جس کی طرف ہو تو اُسے بخشتے ہے
ناکسوں کی دوستی نے دین و ایماں کو اجاڑ
قابل گوش سینکڑوں گو ہر
گلشن عیش کے نظارہ کو

دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط — سودا
پوچھ تو جا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط — ״
گوش بھی قابل گہر ہے شرط — آتش
مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط — ״

ظ

ہم تو چلتے ہیں لو خدا حافظ
سخت گوئی سے تجھے چاہئے اے یار لحاظ
کیا اسیر قفس ہم کو آب و دانہ نے
زردار کا سودا ہے بے زر کا خدا حافظ
تو از کجا و امید وصال او ز کجا

بتکدے کا تو خدا حافظ — آتش
بات بڑھ جاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ — ״
تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ — ״
پردار تو اڑتے ہیں بے پر کا خدا حافظ — ״
بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ

ع

دریں دو روزہ فانی ظہیر حیرانم — کہ بر متاع قلیل جہاں کنند نزاع — ظہیر
نشنود شکوہ گرہ در دل روشن گہر آں
دود در سینہ محالست نہاں دارد شمع — ناصر علی
چرخ را در زیر پا آر اے شجاع
بشنو از فوق فلک بانگ سماع

غ

جی کے خوش ہونے سے رکھتا ہی تعلق حسن لطف
دنیا میں ہی غرور وتکبر ہنر کے ساتھ
روشندلوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے
اگر صد سال مگر راگنی وروغ
چو باد خزانی در آید بباغ
الٰہی کو روز روشن شمع کافوری نہد
چو داند گنج از سیاہی دریغ
روشن زمین جہان ومن از بخت تیرہ داغ
شعلۂ ادراک را لازم بود بخت سیاہ
وعدۂ ارباب دنیا ہم چو خواب احتلام

رنگ و بو سے ہی تو چٹ غنچہ کے دل کو ہو فراغ	سودا
ہے کونسا ہنر جو کریں پیش بہر داغ	رشک
آتا نہیں ہے کام تفکر دور کا چراغ	ظفر
ہماں دروغ ست ہماں دروغ ست ہماں دروغ	لا اعلم
زمانہ دو بہ جائے بلبل بزاغ	ـ
زودی کش شب روغن نماند در چراغ	سعدی
دریغ آیدش دست بردن بتیغ	ـ
کہ سایہ چراغ شود محو از شب داغ	شفق
زیر پائے خویش را روشن نمیدارد چراغ	صائب
شب ہمہ شب تا سحر عشرت با شمع فروا دروغ	ـ

ف

قوت از حق خواہم و توفیق لاف
ہنسے کیوں گل کی روش باغ جہاں میں غافل
مسافران عدم کی خبر خدا جانے
کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے
زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
چو در لشکر دشمن افتد خلاف
سر لشکر گشتایان مغفر شکاف
نہ ہر کہ قوت بازو ی منصبی دارد

تا بہ سوزن بر کنم این کوہ قاف	لا اعلم
اے ظفر ہوتے اگر یاں کی ہوا سے واقف	ظفر
کہ اون کو چین ہی یا جانب عدم تشریف	ـ
نہیں تاریخ کے اس چرخ کہن سال پہ حیف	لا اعلم
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف	سوز
تو بگزار شمشیر خود در غلاف	لا اعلم
نہال [illegible] اسراف	ـ
بہ سلطنت بخورد مال مردمان بگزاف	

مردے بے توشہ کا و قتاد از پاے	در کمر بند او چہ زر چہ خزف	

ق

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق	یہ قلق ہے کیسا کہ تھم گئی جان پر نہ گیا قلق	مومن
جو کہ برسوں سے ہوں یکدل ہم ان میں اے چرخ	ڈالے ہے تفرقہ سازی تری اک آن میں فرق	لا اعلم
کار مرداں جہان ست از اتفاق	خلق و دین گردد پریشاں از نفاق	"
برفتم بروم و چین و عراق	ندیدم رفیقے درین زیر طاق	"

ک

کسے کہ لطف کند با تو خاک پایش باش	وگر خلاف کند در دو چشم آگن خاک	لا اعلم
ہر چہ با تو در نیاید زیر خاک	آں ہمہ دنیا بود وینے دین پاک	"
بلبل کو ہو سیر گل و گلزار مبارک	اور مجھ کو ترا دیکھنا اے یار مبارک	جرأت
انساں کی زندگی ہی تو وہ اک نفس تلک	ساماں کرے ہی جینے کا لاکھوں برس تلک	ظفر
دکھ پہ دکھ دیتا ہی دکھیا کو فلک	زخم دیکھ پھر چھڑکتا ہے نمک	"
خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر	اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک	"
صاف دنیا سے ہیں دنیا میں جو ہیں روشن دل	خاک پڑ لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک	"
آوت کو آدر نہیں جات نہ پوچھے بات	تلسی ایسی میت کے سر پر ڈارو خاک	تلسی
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک	سعدی
ہماں بہتر کہ ما شست ہوسناک	کنیم آئینہ زنگ آلا ز ہوس پاک	جامی
ہزار دشمنم ار می کنند قصد ہلاک	گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک	لا اعلم

بے نوجوان قطرہ الیست برلب شوق	ورتو ویرآمدی چکیدا اینک	لاا علم
سوز فراق یار کسی کو نہ دے خدا	جس کو لگی یہ آگ جلا سر سے پاؤں تک	"
ناصحا! غافل نیم دارم کلاہ چار ترک	ترک مولیٰ۔ ترک عقبیٰ۔ ترک دنیا۔ ترک ترک	"
من میلا۔ تن اُجرا۔ بگلے کا سا بھیک	تجھ سے تو کاگا بھلا بھیتر باہر ایک	"

گ

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	خیرہ رائی بود قیاس و درنگ	لاا علم
گربہ شیر ست در گرفتن موش	لیک موش ست در مصاف پلنگ	"
گرچہ شاطر بود خروس بجنگ	چہ زند پیش باز روئیں چنگ	"
سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں	ہے کوئی بھیدی اور ان کا راز داں جیسے اگنگ	[illegible]
ایک سے ایک ہے تماشا رنگ	دیدنی ہے جہاں رنگا رنگ	آ[illegible]
دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے	اک رنگ پر کبھی نہیں رہتا ہوا کا رنگ	[illegible]
سکھی گئی جس کھوج میں وہیں رہا دکھ بھاگ	گھر کی دادی بن گئی بن کو لگ گئی آگ	کبیر
گل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفر ہے کیا بہار	سب کا ہی رنگ جدا جدا سب کی ہے بو الگ الگ	ظفر
یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ	سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ	لاا علم
ندانی کہ چوں گربہ عاجز شود	برآرد بہ چنگال چشم پلنگ	سعدی
بڑھ گیا ہے رحم انسانی بہت	ہو گئی ایجاد اب نئی توپ اور تفنگ	لاا علم
وگر عمر سے نوازی سفلہ را	بہ کمتر چیزے آید با تو در جنگ	"
ازاں مار بر پائے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ	"
دیکھی وہ سیر جس کا زباں سے بیاں نہ ہو	وہ بھید کھل گیا جسے کھلنا تھا بعد مرگ	"

آوت گالی ایک ہے اُلٹت ہوئے انیک

کہیں کبیر آنہ اُلٹے وہی ایک کی ایک — کبیر داس

سخن بلطف و کرم با درشت خوے	کہ زنگ خوردہ نگردد بنرم سوہن پاک	سعدی
آہ دل کی کیسی بنی ان چاہت کے سنگ	دیپک بہا دیں ناہیں جل جل مرے پتنگ	لا اعلم
نیست جز دنداں شکستن چارۂ کج بحث را	از دم عقرب گرہ نتواں کشود الا بسنگ	صائب
در بہاراں کے شود سرسبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ	مثنوی
سبک چو ہراں عزیز بہ تمکیں نمی شوند	افزوں نمی شود ز گرانی بہائے سنگ	صائب
من دیا کہیں اور ہی تن سادھو کے سنگ	کہے کبیر کوری گزی کیسے لاگے رنگ	کبیر
ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگر با چنوں صد برائی بہ جنگ	سعدی
با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ	״
غواص اگر اندیشہ کند کام نہنگ	ہرگز نکند در گرانمایہ بچنگ	״
برو با دوستاں آسودہ بنشیں	چو بینی درمیان دشمناں جنگ	״
رودۂ تنگ بیک گردۂ نان پر گردد	نعمت روئے زمین پر نکند دیدۂ تنگ	״
سنگے بچند سال شود لعل پارہ	زنہار تا بیک نفس نشکنی بسنگ	״
سگے را لقمہ ہرگز فراموش	نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ	״
تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ	״

کپڑا ۱۲

ل

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت ہے حاصل	کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل	لا اعلم
چوں سگ درندہ گوشت یافت نپرسد	کیں شتر صالح ست یا خر دجال	״
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل	کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل	״
نباید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل	״
کہتے تھے اس لئے کہ نہ ہو آشنائے گل	اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفائے گل	سودا

عجب دولت ہے یہ احسان کہ اس سے	بشر کو یہی ہے لیتا بشر مول	آتش
تو لاکھ اٹھائے ہوئے جلد اپنا قدم چل	ہو گا وہی قاصد جو گئی پہلے قلم چل	ظفر
سیدھے کب ہوتے ہیں جنکی ہے طبیعت میں کجی	کسطرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل	"
برائی یا بھلائی گو ہے اپنے واسطے لیکن	کسیکو کیوں کہیں ہم بد کہ بدگوئی سے کیا حاصل	لاأعلم
اوروں کے بل پہ بل نہ کر اتنا نہ چل نکل	بل ہے تو بل کے بل پہ تو کچھ اپنے بل کے چل	"
گنہ سے ہاتھ اٹھا مستعد ہے سر پہ اجل	عدم کا کوچ زمانہ سے آج ہے یا کل	امانت
نہ کل تک وہ تجھے منہ لگانے کے قابل	ہوئے آج باتیں بنانے کے قابل	قلق
کوئی شئے جو پہنچے بحد کمال	تو آخر ضروری ہے اس کو زوال	علم
کمال آج گر ہے تو کل ہے زوال	جو ہے بدر آخر وہ ہوگا ہلال	"
وہ گلشن کہ جس میں ہزاروں تھے پھول	وہاں بیٹھئے تو جمے ہیں ببول	"
آیا ہی ہاتھ ہمکو یہ مضمون چراغ سے	روشن اسی کا نام ہے جو جلائے دل	اسیر
بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لال	گٹھ کھول نہیں جانتے اس بدھ بھئے کنگال	تلسی
گٹھڑی باندھی دھول کی رہی کنول سی پھول	گانٹھ جو تن کی کھل گئی انت دھول کی دھول	لاأعلم
پل میں ابر سوکھے دیکھے پل میں ہو گئے جل و تھل	پل میں پنچھی اڑتے دیکھے پل میں آن کٹائی گل	گردھاری
بود کہ یار نہ پرسد گنہ زخلق کریم	کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل	لاأعلم
جہد رزق ار کنی و گرنہ کنی	برساند خدائے عز و جل	"
ہے کمال حسن و دولت چار دن	ایک دن آجائے گا اُن پر زوال	"
رہے گا وہی شخص آسودہ حال	چلیگا جو دھن اور کوشش کی چال	"
نیم شبے آہ زند پیر زال	دولت صد سالہ کند پائمال	"
ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال	"
شاہا بقائے عمر تو باشد ہزار سال	لیکن بایں حساب بصد حشمت و جلال	"
سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم	یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال	"
شاہا بقائے عمر تو از فضل ذوالجلال	بادا ہزار پاس بدینسان ہزار سال	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می‌گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال	لااعلم
ہر روز نعمتوں سے کرے سفلہ کو غنی	محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال	”
بے عزم درست و سعی کامل	کس را نشود مراد حاصل	”
مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال	”
ایک دم یاد ملک ذوالجلال	خوش بود از عمر صد و بست سال	”
زیر پایت گر بدانی حال مور	ہم چو حال تست زیر پائے پیل	”
رفیقے نیک باید کرد حاصل	کہ صحبت را نشاید ہر سہ دل	”
یک لحظہ جدا مباش از یاد خدا	عمرت گذران ست چو آب از تہ پل	”
سرے کہ از تو بہ پیچید بریدہ باد چو زلف	رخے کہ از تو بتابد سیاہ باد چو خال	”
بڑھیں فارسی بیچیں تیل	یہ دیکھو قدرت کے کھیل	”
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	کہ سرمایۂ عمر شد پائمال	سعدی
کسے کہ بر لبم آب ہے چکاند نیست جز دیدہ	ز بخت بد شوم آن ہم بصد خون جگر حاصل	لااعلم
پیش ارباب کرم شرط ادب نیست طلب	حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت ست سوال	جامی
میزبان تازہ رو شو اے خلیل	در ببند و منتظر شو در سبیل	مثنوی
نیست شہرت طلب آنکس کہ کمالے دارد	ہرگز انگشت نما بدر نباشد چو ہلال	غنی
شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل	گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل	لااعلم
مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل	اگر در مشکل افتادم چساں طے سازم این منزل	”
اے مسلماناں حذر از صحبت ارباب جاہ	جز شکست کعبۂ دل نآید از اصحاب فیل	باقر
بکری پاتی کھات ہے۔ تاکی کماڑھی کھال	جو کوئی بکری کھات ہے۔ تاکا کون احوال	لااعلم

طریق عشق میں ہے رہنما دل	پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل	میر
چہ بندی دل خود بریں ملک و مال	کہ بگذشتش پیکے رنج و بیشی وبال	نظامی
سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل	چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل	سعدی
تو نیکو روش باش تا بد سگال	بہ نقص تو گفتن نیابد مجال	"
چو آہنگ بربط بود مستقیم	کے از دست مطرب خورد گوشمال	"
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل	کہ باد اندر شکم باریست بر دل	"
نباید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل	"
بیان شوق را لب چوں کند میل	کہ پیوستہ آب سیل در سیل	"
در روی در دہان شیر و پلنگ	نخورند مگر بروز اجل	"
دستِ تضرع چہ سود بندۂ محتاج را	وقتِ دعا بر خدا وقتِ کرم در بغل	"
بسا نام نیکوئے پنجاہ سال	کہ یک نام زشتش کند پائمال	"
تونگری بہ ہنر است نہ بمال	بزرگی بہ عقل است نہ بسال	"
انڈے کن بسل سکئے . بجھلی کیسا حلال	جھاکے رس سوا دیں بہ نرچھیا بچال	لا اعلم
لئے پھرتا ہے مجھ کو جا بجا دل	مرا بے چین میرا چلبلا دل	"
صبر آخر کب تلک کوئی کرے	جب نہیں کچھ انتہائے درد دل	"
اس طرف تو وفور خواہش دل	پردۂ شرم تھا ادھر حائل	"
مجھ سا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل	آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل	"
ہوتا ہے بیقرار حسینوں کو دیکھکر	ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل	"
عید قرباں ہے یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل	"
ملایا خاک میں کیوں اسکو تو نے	بڑے نازوں کا پالا تھا مرا دل	"
خم کے خم الٹے پڑے ہیں میکدہ میں چار سو	قابل نظارہ ہے مستوں کی محفل آج کل	"
مشکل بتوجہ تو آسان	آسان ز تغافل تو مشکل	"
ظلم سے سیر نہیں ہوتا ہے ظالم ترا دل	ایسے دل کو نہ کہو دل کہ یہ پتھر کی ہے سل	"

مصرع	مصرع	شاعر
کم بخت تیرے دل پہ اثر اک ذرا نہیں	کب تک یہ درد دل کی کہانی سنائے دل	لا اعلم
بنی آدم از علم یابد کمال	نہ از حشمت و جاہ و مال و منال	سعدی
کب لگاتا ہی کوئی اس دل بے حال کا مول	سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول	سرور
چاہتا ہوں میں تو مسجد میں رہوں مومن مگر	کیا کروں بت خانہ کی جانب کھنچا جاتا ہی دل	لا اعلم
یا مکن با پیلبانان دوستی	یا بنا کن خانہ بر بالائے پیل	״
جہد رزق ار کنی و گر نکنی	برساند خدائے عز و جل	״
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی	سر پیشکش ہے جان فدا ہے نثار دل	״
گر روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل	״
بے عزم درست و سعی کامل	ہوگی نہ دلی مراد حاصل	״
اے ہنرہا نہادہ بر کف دست	عیب ہا برگرفتہ زیر بغل	״
تم بات کرو ان سے جو ہوں بات کے قابل	ہم بات کے قابل نہ ملاقات کے قابل	״
آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں	تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل	״
مرا گھر کہاں اُن کے آنے کے قابل	بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل	״
قرض کا انجام ہے وہ جان گسل	کانپتی ہے روح تھراتا ہے دل	״
بعد مدت کے پھنسا آکے پرانا چنڈول	لگی گلشن کی ہوا دم کا ہلانا گیا بھول	״
ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز	ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل	״
اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	اس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	سرور

الٰہی تا جہاں باقی باقبال	جواں بخت و جواں دولت جواں سال	لاعلم
نالاں فراق دل میں ہے ماتم سرائے دل	سینہ سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل	〃
یہ ترچھی ادائیں دکھانے سے حاصل	ابھی ہو تو تو منہ چھپانے کے قابل	〃
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل	عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	〃
کسے برگرفت از جہاں کام دل	کہ یکدل بود با وے آرام دل	〃
نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	دہن زخم پکارا کیا قاتل قاتل	〃
چونکہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول	〃

م

نمیدانم گناہم چیست کز من سرگراں داری	مبادا گر دہم تصورے در وفائے خود نمی بینم	〃
بلند مرتبہ زاں خاک آستان شدہ ام	غبار کوئے توام اگر بر آسماں شدہ ام	〃
آخر من و تو دوست بودیم	عہد تو شکست من ہمانم	〃
عہدے کہ نخست با تو بستم	آں عہد بجاست تا کہ ہستم	〃
بیا کہ وصل ترا از خدا ہمی خواہم	بیا کہ گوش برآہ و از دو چشم بر راہم	〃
دل بکوئے یار من از یار دور افتادہ ام	او بدل نزدیک و من بسیار دور افتادہ ام	〃
درد و رنج عشقی می گذارم شب و روز	اینست گناہ من کہ عاشق شدہ ام	〃
پیاسے تا کہ بیا ساقیا شراب خوریم	بزیر سایہ نشینیم و آب خوریم	〃
چناں بطول شدم زآشنائی مردم	کہ در آب شوم غرق آشنا نکنم	〃
ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق	او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم	〃
کس نیساید بزیر سایۂ بوم	ور ہما از جہاں شود معدوم	〃

دل چاہے دل دار کو تن چاہے آرام

دو بدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام

طالب حکمت شو از مرد حکیم	تا ازو گردی تو بینا و علیم	مثنوی
اوراق رنگ و بوئے بباد فنا دهیم	از زیر منت چمن آرا برون رویم	صائب
هرچه هرکس آورد با خویش مهمانش کنم	پاک باشد از تکلف خانهٔ چون آئینه ام	"
مزن بے تکلف بگفتار دم	نکو گو اگر دیر گوئی چه غم	سعدی
رستمے باید که او خصمی کند با دیو نفس	گر بر دغا لب شویم افراسیاب افگنده ایم	"
قدر وقت ار نشناسد دل و کارے نکند	بس خجالت که ازین حاصل اوقات بریم	حافظ
خلعت آسایشی میخواستم از چرخ گفت	از کجا آورده ام خود در لباس ماتمم	کلیم
در روئم صراحی صفت بحرام	چه حاصل مرا از سجود و قیام	لا اعلم
اندرین عهد است الفت بسکه سامان دوئی	تیغ قطع آشنائیها شود دست سلام	"
شکر خدا که هرچه طلب کردم از خدا	بر منتهائے همت کامران شدم	"
نعمت از دنیا خور و غافل نه غم	جاهلان محروم مانده در الم	غنی
اگرچه زنان حله بر تن کنم	بمردی کجا دفع دشمن کنم	"
فیض از بیگانه می خواهیم نے از آشنا	چون صدف در بحر آب از جائے دیگر میخوریم	"
دایم خواهم از مدد همت بلند	یعنی زبار منت کس خم نگشته ام	"
گرچه از نیکان نیم خود را به نیکان بسته ام	در ریاض آفرینش رشتهٔ گلدسته ام	تاثیر
خانه و خانقه و منزل ما زیر زمین	ما به تدبیر سرا ساختن و باد در دم	ظهیر
بجز متاع وفا هیچ در بساط نیست	شنیدنی خرد از من کسے درین ایام	"
سبکے میگشتم ار با خویش رازی داشتم	کوه می بودم اگر زر در کمر می داشتم	وحید
تحفه منتی گدائی چند باشد نان غیر	می شوم شرمنده پیش هر که مهمان می شوم	نعمت خان عالی
مفلسی هرجا بود عیب تمام	ماهی بے فلس بیبا شد حرام	واعظ
یک گره از رشتهٔ تقدیر نکشوده ایم	ناخن تدبیر را هرچند با فرسوده ایم	منتظر
جامی بعیش کوش که کس را از جام دهر	کم زانچه قسمت ست نیاید زیاده هم	جامی

ما چوں ز درے پائے کشیدیم کشیدیم	امید ز ہر کس کہ بریدیم بریدیم	وحشی
بدست خود چناں بستم حنائے بے نیازی را	کہ ہمچوں پنجۂ مرجاں ز دریا نیست گیرم	غنی
خاتم ملک سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم	مثنوی
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست	قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم	حافظ
رفتیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم	با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم	لااعلم
خدا را اے نسیم از منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادی ہجراں ز حال خود بفریادم	״
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں	طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم	حافظ
خوشا احوال گلچینان ایں باغ	کہ من زیں باغ جز دامن نچیدم	صائب
زباں بریدہ بکنج نشستہ صم بکم	بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم	سعدی
سال اول جلہ بودم سال دیگر میرزا	غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم	لااعلم
ما ز یاران چشم نیکی داشتیم	خود غلط بود آنچہ من پنداشتیم	״
ز من جدا نہ کنی گر لباس دیں دارم	نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم	״
ہمت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	ہمچو سبزہ بارہا روییدہ ام	״
گلے خوشبوے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم	سعدی
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری	کہ از بوئے دلاویز تو مستم	״
بگفتا من گلے ناچیز بودم	و لیکن مدتے با گل نشستم	״
جمال ہمنشیں در من اثر کرد	و گر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم	״
بہ تیغم گر زند دستش نگیرم	و گر تیرم زند منت پذیرم	لااعلم
بلبل نیم کہ چہچہ کناں دردسر کنم	قمری نیم کہ طوق بہ گردن در افگنم	״
پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم	حق شمع ام کہ سوزم و پروا نمی کنم	״
گر ذائقہ درست داری بچشی	آب و نمک بہم آمیختہ ایم	״
در دیگ نہ روغن و عسل ریختہ ایم نے مشک نہ زعفران درو بیختہ ایم		״

اے صبا گر ہو کبھی تیرا گزر سوئے وطن	عرض کیجو خدمت احباب میں میرا سلام	لا اعلم
از یاد تو نیستم زمانے غافل	یا می گویم نام تو یا می شنوم	״
ہزار در دوا دی مکر و حیل گام	کہ در دام بلا افتی سرانجام	״
عنایت نامہ را چوں بر کشادم	گہے بر دیدہ و گہہ بر سر نہادم	״
ما ہر کسے کہ شرح دہم داستان خویش	صد داغ تازہ بر دل آں ناتواں نہم	״
نیست برابر نزد مردم دانا	یکدم غم با ہزار سالہ تنعم	״
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم	شادم از زندگی خویش کارے کردم	״
آخر ز راہ و رسم جہاں بے خبر شدم	رنگ زمانہ دیدہ برنگ دگر شدم	״
ہر چہ بر تو آید از ظلمات و غم	آں ز بے باکی و گستاخیست ہم	مولانا روم
حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام	حافظ
چو شبہا نشستم دریں دیر گم	کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم	لا اعلم
دوش دیدم شبنم غلطاں بروئے گل زار	یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختیم	״
آمدم شاد بکوئے تو و نالاں رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	״
دوستان من بدر در کشتی ظن بد مبر	کالودہ گشت خرقہ ولے پاک دامنم	״
آرزو دارم کہ خاک پائے آں قدم	طوطیائے چشم سازم دم بدم	״
گہے از دست و گاہے از دل و گہے ز پا یافتم	بسرعت میروی اے عمر میترسم کہ وا مانم	״
کہ ہر یک چہ بازار و کا چارہ دارد	من از بے نوائی بجود عاجزم	ناصر خسرو
کسے را کہ اقبال باشد غلام	بود میل خاطر بطاعت مدام	سعدی
چوں بہ نکو رفتگاں در ساختم	ہم نشیناں ملائک یافتم	لا اعلم
مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است	بلکہ می شود از صحبت ناداں بدنام	״
ز حادثات جہاں بس کہ ہیں پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم	״
مرا با بدور ایام غم	بشادی نیاید مرا یاد کم	״
سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقیں	اٹھتے ہیں کرنیکو جب ہمت کا کوئی کام ہم	״

اے خدا قربان احسانت شوم	این چہ احسان ست قربانت شوم	لااعلم
عشق ست و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم	گر خواب بشکند دل شیدا مرا چہ جرم	״
یک حرف آشنا بغلط ہم کسے نگفت	چند انکہ خواب خویش بہر افسانہ سوختیم	״
مرہم ز زخم تازہ بہ زخم جگر نہم	پیکان دل ز کاوش نشتر برآورم	״
خدا را اے من زار منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادی ہجراں ز حال خود دلِ فریادم	״
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار	کہ این ظلم ست بر فرزند آدم	״
ہر شبے گویم کہ فردا ترک این سودا کنم	باز چون فردا شود امروز را فردا کنم	״
دُرد با صاف آنچہ در جام بود پیش آورم	رند و زاہد را اگر بر قیمتے پیش آورم	״
آسودگی بگوشۂ رستی ندیدہ ایم	جان دادہ ایم و کنج مزارے خریدہ ایم	״
زنگی بہ شستن و شو نتواند شدن سپید	زیبا عروس زشت بہ زیور نمی کنم	״
یک دیل آرزو دل بہ کہ دعا دہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	״
اوس کو بھولا نہ چاہئے کہنا	صبح جو جائے اور آئے شام	״
چو یار رخت سفر ست من چہ کار کنم	وداع صبر کنم یا وداع یار کنم	״
چہ حسنم بر آید درست از قلم	مرا از ہمہ حرف گیران چہ غم	״
اے ناخدا ز مصلحت ما بشوئے دست	ما با خدائے خویش بکشتی نشستہ ایم	صائب
بس کہ با نیک و بد خلق ندارم کارے	منکر و معتقد گبر و مسلماں نشدم	کلیم
نادان ہمیشہ دشمن داناست از حسد	زان خلق روزگار رنجوا نند اکثرم	لااعلم
از کسے پنہا نمیداریم راز خود چو شمع	ہر چہ در دل ہست مارا بر زبان میاوریم	غنی
مرد مصاف در ہمہ جا یافت می شود	در ہیچ عرصہ مرد تحمل ندیدہ ایم	صائب
مرا دہی کہ در صلح گردد تمام	چہ باید سوئے جنگ دادن لگام	نظامی
ما اختیار خود بہ دلِ خود سپردہ ایم	ہر جا کہ دل نمی رود آنجا نمیرویم	لااعلم
نیست از ساماں نشانی ہیچ در کاشانہ ام	چون نگیں من از برائے نام صاحب خانہ ام	״
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم	در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم	سعدی

بادہ نوشیدم و پوشیدہ نماند آتش دل	فاش شد عاقبت الامر ز مستی رازم	لا اعلم
ز بد گوئی بد گفتنہ پنہاں کنم	بپاداش نیکی پشیماں کنم	نظامی
ہر کسے در راہ من خارے نہد من گل نہم	او ز سزائے خار یابد من جزائے گل برم	لا اعلم
دشنام خلق را ندہم جز دعا جواب	ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم	״
یاراں خبر کنید کہ ما دل شکستہ ایم	خاکستریم و بر سر آتش نشستہ ایم	״
دردیکہ پر دست ز خلق جہاں مرا	باشد مگر بگوشۂ عزلت دوا کنم	صائب
پریشاں خاطرم از ہمنشیناں عزلتی دارم	خموشی صحبت خاصیست با خود خلوتی دارم	لا اعلم
طاعت ما نیست غیر از شستن دست از جہاں	گر نماز از من نمی آید وضوئی می کنم	صائب
سیر چشم ز نعمت دنیا	خاک در چشم آرزو کردم	سعدی
اگر پروری و رحمت کرم	بر نیک نامی خوری لاجرم	״
چوں نیشکر ز راستی خویش نگذریم	ما را چہ اگر کنند بند بند ما	لا اعلم
احسان دوست در حق من بے نہایت است	من بے زباں کدام یکے را بیاں کنم	״
سائلاں از شرم احساں آب می گردند من	می شوم آب از حیا یا ہر کہ احساں میکنم	صائب
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چہ پنہاں دارم	لا اعلم
کسے کو پیشہ کرد آزار مردم	بہشتی بد ترست از مار و کژدم	״
دنیا چو خواب ما ہمہ خوش نشہ خوردہ ایم	در عین بے خودی بہ پیش رہ نبردہ ایم	״
جاں بجاناں دادم و جانانہ خود را یافتم	چوں در خانہ زدم در خانہ خود را یافتم	״
رسول قاصد و پیغام نامہ حاجت نیست	کہ در میان من و تو ہمیں من و تو بسیم	״
نگردد مرغ وحشی جز قفس رام	بزندانش بدہ یک چند آرام	״
بے مربی کے مربا نہیں ممکن افسوں	پنجۂ مہر سے ہو چرخ نشیمن شبنم	اقبال
فطرت کے مطابق اگر انساں ہے کام	حیوان تو حیوان جمادات ہو رام	اسمٰعیل
دام بلا ہے قرض پھنسے اور ہوئے شکار	ہے پاس آبرو تو رہو ہوشیار تم	״
جبتک وبال جان نہ جانوگے قرض کو	ہرگز نہ بن سکوگے کفایت شعار تم	״

تم جانتے ہو گرچہ بڑا سود خوار کو	ہے اصل یہ کہ بنگئے خود سود خوار تم	اسمٰعیل
مقروض کی نہیں ہے زمانہ میں آبرو	یوں اپنے دل میں بات بناؤ ہزار تم	،،
گردن تشا ہو ار ملے کوڑیوں کے مول	زنہار بھول کر بھی نہ لینا ادھار تم	،،
وہ بات ہے کہ نہ ہو جس میں کوئی مجبوری	وہ کام ہی جو کریں اپنے اختیار سے ہم	داغ
سب ہیں راہی یہ فنا کا ہے مقام	کبھی یہاں شاہ و گدا کو ہے قیام	داور
کبھی عشرت کبھی حسرت کبھی غم	رنج و راحت ہیں جہان میں توام	،،
خالی و ماغ بھر جہاں میں ابھرتے ہیں	مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم	وقار
انساں کے دل میں خوف خدا کا جو ہو قیام	اوروں کے عیب پر نہ ہنسے صبح اور شام	بہیر
بر ہر زمین کہ بگذری اے تو بہار حسن	رُوید بجائے سبزہ براہت ہزار چشم	لاأعلم
دور از تو سر اسیمہ تر از دود چراغم	بے بزم تو خون می چکد از چشم ایاغم	،،
خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم	،،
تا طبع نازکت نہ پذیرد ملالتے	آن بہ کہ نامہ را ابدا مختصر کنیم	،،
ما زیاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم	،،
دریاد تو ایم ہر کجا ایم	بیگانہ مشو کہ آشنا ایم	،،
شیوۂ رندی نہ لائق بود آما این زماں	چوں در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم	،،
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم	،،
عمر ہا در پئے مقصود بجاں گردیدیم	دوست در خانہ و ما گرد جہاں گردیدم	،،
چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ برخاکم آئی و من مردہ باشم	،،
دیدار ہم بپسر و بوس و کنار ہم	از بخت شکر دارم و از روزگار ہم	،،
مار بد جاں ہمی ستاند از جسم	یار بد آرد سوئے نار جحیم	،،
من نہ آنم کہ بجور از تو بر نجم حاشا	چاکر معتقد و بندۂ دولت خواہم	،،
نمیدانم کرا مانم بدیں صورت گرفتارم	نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد نہ بدکام	،،
خوشا آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم	در سجدہ فتم خاک قدم پائے تو بوسم	،،

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
اٹھانے تھے دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	مومن
دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم	شوق دیدار تو دارم بیقرار کیستم	لا اعلم
سخن خوش بہ نزد مرد حکیم	بہتر آید ز بخشش زر و سیم	”
بگریہ زادم و باگریہ از جہاں رفتم	دریں خرابہ چناں کآمدم چناں رفتم	”
چار بودم سہ شدم اکنوں دوم	از دوئی چوں کم شدم یکتا شدم	”
مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار	بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم	”
مراد ما نصیحت بود و گفتیم	حوالت با خدا کردیم و رفتیم	”
از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	”
لالہ ساغر گیر و نرگس مست و من بدنام عشق	داورے دارم بسے یارب کرا داور کنم	”
مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام	”
کنوں نماند تمنا دگر امیر شوم	سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم	”
بشنو ز جام بادہ کہ ایں زال نو عروس	بسیار کشتہ جوہر چوں کیقباد و جم	”
من از حیا نتوانم کہ بر رخت نگرم	ترا خیال کہ مستغنی از وصال تو ام	”
پدرم روضہ جنت بدو گندم بفروخت	ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم	”
شکر اللہ نقش پائے مہ جبینے یافتم	آرزوئے سجدہ می کردم جبینے یافتم	”
من حاصل عمر خود ندارم جز غم	در عشق تو یار خود ندارم جز غم	”
در آرزوئے بوس و کنارت مردم	در حسرت لعل آبدارت مردم	”
شب چو عقد نماز بربندم	چہ خورد بامداد فرزندم	”

رقیبا ز آتش عشقش من مہجور می سوزم
نمی سوزی تو از نزدیک من از دور میسوزم — ”

دوستاں وقت گل آں بہ کہ بعشرت کوشیم
سخن پیر مغان ست بجاں می نوشیم — ”

سنہ نیست ۱۲ سنہ ہست ۱۲ سنہ من ۱۲ سنہ واحدانیت ۱۲

گدا را چو حاصل نشود نان شام	چنان خوش بخسپد که سلطان شام	لاعلم
ناصح نصیحت بہ تحصیل حاصل ست	میداند این قدر که بشیر خوار هم	"
چرا خوشدل نباشم چون تو شوخے همنشین دارم	برنگ چرخ من هم آفتابے بر زمین دارم	"
سینے کو چمن بنائیں گے ہم	گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم	"
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم	شادم از زندگی خویش که کارے کردم	"
طے کردہ ایم وادیٔ عشق پری رخاں	ہرگز قرار بر لب چاہے نکردہ ایم	"
رفتیم و صد ہزار تمنا گذاشتیم	دنیا برائے مردم دنیا گذاشتیم	"
نمی دانم کجا دیدم که از خود میرود هوشم	جنون آهسته می گوید مبارکباد در گوشم	"
بہ از ہم صحبت شائستہ اکسیرے نمی باشد	زقرب لالہ زیاقوت رنگیں تر بود شبنم	تاثیر
من آں کس ستم گرد رہ ہمیں تنم	که وہ پا بہ بحتیہ را بشکنم	لاعلم
توبہ از بادہ در ایام جوانی کردم	اول مستی من بود که هشیار شدم	"
بسیر بستان و بیاد آں سیمیں بدن رفتم	در آغوشش همین غلطیدم و از خویشتن رفتم	"
کمال ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم که ہستم	"
تواں شناخت بیک روز از شمائل مرد	که تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	"
من در غم دل داندزیں نامہ چہا دیدم	صدبار ز بینایی دا کردم و پیچیدم	"
اول آں کس که خریدار شدش من بودم	باعث گرمی بازار شدش من بودم	"
تا عمر بود در ہوس روئے تو باشم	در خاک شوم خاک در کوئے تو باشم	"
چناں با دل فرو زہم آغوش شوم	از سر ہستی خود رفتم و بے ہوش شدم	"
جلوہ دنیاست اٹھا لے سے فلک	چشم عالم سے گرے جاتے ہیں ہم	"
چہ کردہ ام سبب بخشش تو چیست بگو	بگو بگردش سر بدگمانیت گردم	"
چہ نامی که مولائے نام تو ام	درہم ناخریدہ غلام تو ام	"
قومی پریشاں دارم و توبہ ایست قدیم	کہ حرا مست می آزاکہ نیا رست و ندیم	"
ہم واقف زیں جہاں اسیر گشتیم	دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم	"

مصراع اول	مصراع دوم	
ای چرخ ز گردش تو خرسند نیم	آزادم کن که لایق بند نیم	لاأعلم
دین و ایمان دل و جان در قدم یار کنیم	هر چه داریم نثار ره دلدار کنیم	″
بریں دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس	که با دو آینه رویش عیان نمی‌بینم	″
سرت نامه را چوں برکشادم	گهی بر دیده گه بر سر نهادم	″
یک صد و هفتاد قالب دیده‌ام	همچو سبزه بارها روئیده‌ام	″
کسی کو پیشه کرد آزار مردم	بمعنی بد تر است از مار و کژدم	″
مزن در وادی مکر و حیل گام	که در دام بلا افتی سرانجام	″
نه مونسی نه رفیقی نه همدمی دارم	حدیث دل بکه گویم عجب غمی دارم	″
خدایا رحم کن بر حال زارم	حزین و خسته و سینه فگارم	″
بهر رنگی که خواهی جامه می‌پوش	من انداز قدت را می‌شناسم	″
یار در خانه و من گرد جهان میگردم	آب در کوزه و من تشنه دهان میگردم	″
ندانستی که بینی بند بر پا	چو در گوشت نیامد پند مردم	″
گرچه از نیکان نیم خود را به نیکان بسته‌ام	در بهار آفرینش رشته گلدسته‌ام	″
از عاشقان صادقت ای دوستان منم	اول کسی که بر تو فدا شد ز جان منم	″
جیسے لوہی وصن چھپے جیسے کاٹی کام	تیسے میرے من بسو میرے داتا رام	″
مزن بی تامل بگفتار دم	نکو گوی گر دیر گوئی چه غم	[illegible]
کس نیاید بزیر سایهٔ بوم	ور همای از جهان شود معدوم	″
زر بده مرد سپاهی را تا سر بدهد	و گرش زر ندهی سر بنهد در عالم	″
گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی	در همه سنگی نباشد زر و سیم	″
دیدهٔ اهل طمع به نعمت دنیا	پر نشود همچنان که چاه به شبنم	″
توان شناخت بیک روز در شمائل مرد	که تا کجاش رسیدست پایگاه علوم	″
گر همه زر جعفری دارد	مرد بی توشه بر نگیرد گام	″
در بیابان فقیر سوخته را	شلغم پخته به ز نقرهٔ خام	″

دست دراز از پی یک حبه سیم	به که ببرند بدانگے و نیم	سعدی
کبوترے که دگر آشیاں نخواہد دید	قضا همی بردش تا بسوئے دانه و دام	”
ہر آنکه گردش گیتی بکین او برخواست	بغیر مصلحتش رہبری کند ایام	”
ہنر ور چو بختش نباشد بکام	بجائے رود کس نداند نام	”
قدر اپنی نه جہاں میں ہوئی باوصف کمال	صفت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم	لا اعلم
سخندان باندیشه راند کلام	که بے فکر باشد سخن ناتمام	”
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام	قیامت کرے جس کو جھک کر سلام	”
شنیدم که در روز امید و بیم	بداں را به نیکاں ببخشد کریم	”
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چه پنہاں دارم	”
مرا ز دیدن حسن بتاں غرض این ست	که نقش بینم و نقاش در نظر دارم	”
آئے تھے جب تو لائے تھے کیا ساتھ واں سے ہم	حرمان و یاس لیکے چلے ہیں یہاں سے ہم	”
منت انچه گفتم حق ست این پیام	تو دانی و تدبیر تو والسلام	”
گر سایه مبارکت افتد بر سرم	جرأت غلام من شد و اقبال چاکرم	”
از مذہبم مپرس نه مومن نه کافرم	من رسم این دیار ندانم مسافرم	”
شب چو عقد نماز بر بندم	چه خورد بامداد فرزندم	”
نه فقیهم نه شیخ نه محتسب نه مفتیم	مرا چه سود که منع شراب خواره کنم	”
نه کشور کشایم نه فرمان دہم	یکے از گدایان این درگہم	”
اگر در خدمتت تقصیر دارم	به فضل شاملت امید دارم	”
من و تو ہر دو خواجه تاشانیم	بنده بارگاه سلطانیم	”
نمی دانم کرا دیدم که از خود می روم بیہوشم	چنوں آہسته میگوید مبارکباد در گوشم	”
آسودگی اگر شنیده هستی ندیده ایم	جاں داده ایم و گنج مرادے خریده ایم	”
درویش پیر و غنی ہم	با خود نبرند شادی و غم	”
ندارم محرمے کز دست علاج کار خود پرسم	نه غم خوارے که از حال دل افگار خود پرسم	”

ہر کہ خواند دعا طمع دارم	زانکہ من بندۂ گنہگارم	لااعلم
مجھ کو خود دیکھکے ماتم نے کیا ہے ماتم	ہم پہ رویا ہے فغاں کرکے سدا آپ الم	〃
اب کہنا مرا سمجھے نہ دل شاد کرو تم	خود کو نہ خدا کے لئے برباد کرو تم	〃
جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام	صفت اون کی ہوتی ہے صبح و شام	〃
عاشقی را بشرح حاجت نیست	عشق فریاد می کند کہ منم	〃
خطش می بینم و گرد سوادنامہ می گردم	فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ میگردم	〃
باغ میں لگتا نہیں دل گھر میں گھبراتا ہی جی	اب کہاں لیجا کے بٹھیں ایسے دیوانیکو ہم	〃
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سرپر گمانیت گردم	〃
رسید جاں بلب از محنت فراق مرا	اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام	〃
شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدار کی	چلکر در رقیب پہ بستر جمائیں ہم	〃
رشک سے بیچ میں ہوتی ہیں نگاہیں حائل	آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم	〃
ما طرف بادہ نگہ می کنیم	در شب آدینہ گنہ می کنیم	〃
سونپا تمہیں خدا کو چلے ہم تو نامراد	کچھ پڑھکے بخشنا جو کبھی یاد آئیں ہم	〃
بہ یقیں داں کہ قوت مردم	جملہ از گوشت ست و از گندم	〃
بیا اے دل کہ در ماتم بنا لیم	بیاد خلد چوں آدم بنالیم	〃
دل کے ہاتھوں پیش کچھ چلتی نہیں	کیسے بے بس ہوگئے اللہ ہم	〃
با من خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم	با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم	〃
ٹھانے تھے جی میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	〃
اب اور سے دل لگائیں گے ہم	چوں شمع تجھے جلائیں گے ہم	〃
ہم وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہیں ہم	ہم ہیں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہیں ہم	〃
منم کہ گرد سرائے تو طوف میکردم	بہ از یگانہ و بیگانہ خوف می کردم	〃

عشق صادق ہو تیرے دل میں تو ہیں محبوب سب مذہب
ہے وہی حسن مقدس رونق دیر و حرم — لااعلم

چہ یاری کند مغفر و جوشنم
چو یاری نگرد اختر روشنم — ״

شادم بغنچہ دل مشکلکشائے خویش
شرمنت نسیم صبا کرد فارغم — صائب

اجگر کرے نہ چاکری، پنچھی کرے نہ کام
داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام — لااعلم

یک تن و خیل آرزو، دل بہ کہ مدعا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم — ״

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام — ״

شخصے کہ غارتگر دین و خرد و ایماں است
ترک کن صحبت او تا نہ گردی بدنام — ״

ن

ایک سی جب وہ ہوئے تو لطف یکتائی نہیں
اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں — لااعلم

دیر نہیں حرم نہیں یہ ترا آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں — ״

فلک دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں — ״

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں — ״

دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں
رہ گئی ایک نہیں ہاں کا کہیں نام نہیں — ״

فیشن نیا، خیال نیا، کچھ خبر نہیں
عریانی اک لباس ہے جو پردہ در نہیں — ״

صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں پابند کہیں
جی اگر ہے تو جہان ہے یہ مثل جھوٹی نہیں — ״

ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تلوار کا پڑا رہن دو میان — ״

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں — ״

رفیق خوب در عالم چوں اکسیر ناپیدا است
بدست ہر کہ افتد کیمیا گر می تواں گفتن — ״

پروں کا باندھنا صیاد کی اک بدگمانی ہے
قفس میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا جانیں — ״

میں کہوں کیونکہ خموشی میں مزا ہوتا نہیں	ہے یہ شیرینی کہ لب سے لب جدا ہوتا نہیں	لا اعلم
یونس کو رکھا ہے شکم ماہی میں	موسےٰ کا ہوا رہنا پانی میں	״
گفتگوئے نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	״
من نگویم کہ ایں مکن آں کن	مصلحت بیں کہ کار آساں کن	״
بخلوت درون مرد شمشیر زن	برہنہ نخسپد چو در خانہ زن	״
خرد بتو و بمعدن از فگندن	بدریا دُر بکاں گوہر فگندن	״
ہے پھول کی عزت ایسی ٹوٹا تو گلے کا ہار ہوا	کیا قدر ہے ایسے حسینوں کی جو آکے بکیں با زر دیں	״
کوشش ہی ہم کو راہ پہ لائی جہاں میں	کوشش ہی غم سے رکھیگی ہم کو امان میں	״
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر ثمر بنتے ہیں شاخوں میں	״
قرنہا باید کہ تا صاحبدلے پیدا شود	بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن	״
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں	״
صیاد را ز صید بود بیش اضطراب	من بیقرار یارم و او بیقرار من	״
خوشتر آں باشد کہ سر انس و جاں	گفتہ آید از زبان وحشیاں	״
نباشد آدمیت نکتہ گیری	کہ کار سگ بود آہو گرفتن	״
ہے غلط شکوہ مشیت کا خدا ظالم نہیں	بلکہ ظالم ہیں ہماری اپنی بد اعمالیاں	״
آنکھیں بچھاتے ہم تو عدو کی بھی راہ میں	پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں	״
بنام جہاندار جاں آفریں	حکیم سخن بر زباں آفریں	״
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	״
اس بوریا نشین کا دل میں مرید ہوں	جس کے ریاض زہد میں بوئے ریا نہیں	״
تقریر اختلاف میں کیونکر بڑھے نہیں	ہندو پڑھے نہیں کہ مسلماں پڑھے نہیں	״
ہر کہ جوید آنچہ در کارش نباشد بے گماں	گم کند چیزے کہ در کار است او را جاوداں	״
جو ہنستے تھے میخواروں پر اور کل تک تھے ہشیاروں میں		
ہیں آج اس نرگس مستی کے متوالوں اور سرشاروں میں		״

زاغ را انجیر بخشی و ہما را استخواں	گو ہمیں انصاف باشد اے فلک نامہرباں	لا اعلم
با بد نیکو خواہ بعشرت بہ نشیں	وز دشمن بد دامن صحبت برچیں	”
بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام مے و گفت راز پوشیدن	”
گر نباید نکتہ پا از فقہ و فتوی درمیان	منہدم گردد اساس شرع و ملت در جہاں	”
اس کی فرقت میں کیوں جلائیں دل	اپنے غم کا جسے خیال نہیں	”
در میسر دو زیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن	سعدی
سگ و دربان چو یافتند غریب	ایں گریباں گرفت و آں دامن	”
سخن را سرست اے خردمند و بن	میاور سخن درمیان سخن	”
سلوک آنچناں کن بخلق جہاں	کہ خواہی کہ با تو کنند آنچناں	سعدی
بہ تمنائے گوشت مردن بہ	کہ تقاضائے زشت قصاباں	”
ہر کجا گوہر فزوں تر تشنہ چشمی بیشتر	می تپد چوں ماہی بے آب دریا بر زمیں	مشہدی
از ہوس وز حرص سود اندوختن	ہر کسے دادی بدن در سوختن	مثنوی
گوشت پارہ آدمی از زور جاں	می شگافد کوہ را با بحر و کاں	لا اعلم
صاحب دل را ندارد آں زیاں	گر خورد او زہر قاتل را عیاں	”
در وجود آدمی عقل رواں	میرسد از غیب چوں آب رواں	”
وعدہ کردن را وفا باید بجاں	تا بہ بینی در قیامت فیض آں	”
توبہ کن وز خوردہ استغفار کن	گر جراحت کہنہ شد رو داغ کن	”
کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین مردماں خانہ مکن	”
بعد ازیں گر تمنا با شدت افتادہ باش	ہمچو گرد از خاکساری و اسپے بالا نشیں	کلیم
ز جائے خویشتن برخیز و رنگیں ساز مجلس را	کہ نیو دیوچ گو را بہتر از نقل مکاں کردن	خالص
مشکل عجب ست عشق کہ گفتن نمی تواں	ویں مشکل دگر کہ نہفتن نمی تواں	غنی
دانہ دل را تو پامال علائق کردہ	ورنہ خرمن ہا ازیں یکدانہ می آید بروں	صائب
خفتہ را گر خفتگاں بیدار نتوانند کرد	چوں مرا بیدار کرد از خواب دیگراں	لا اعلم

ازدر پوشیدہ برگردند مہمانان غیب	بخیہ از خواب گراں بردیدۂ بینا مزن	لا اعلم
چو خواہی کہ نامت بود در جہاں	مکن نام نیک بزرگاں نہاں	״
خنک آنکہ آسایش مرد و زن	گزینند بر آسایش خویشتن	سعدی
چو زور آوری خود نمائی مکن	بر افتادہ زور آزمائی مکن	لا اعلم
چو نارفتہ بیروں ز آغوش زن	کدامش ہنر باشد و رائے و فن	״
فلک بجنگ فگندہ است تاجداراں را	خروس بازی ایں پیر را تماشا کن	سلیم
بد گہر را علم و فن آموختن	دادن تیغے بدست تیغ زن	مثنوی
بترس از چہ تیغ بری زشیر افگناں	دلیری مکن با دلیر افگناں	نظامی
ترا اقبال را شاید انداختن	کہ با مقبلاں دشمنی ساختن	لا اعلم
اگر نیک بودے ہمہ کار زن	زناں را مزن نام بودے نہ زن	״
چہ خوش گفت جمشید با رائے زن	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن	״
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے	کانٹے ان پھولوں سے اچھے جو گریباں میں نہیں	امیر
جس خوشی کو نہ ہو قیام دوام	غم سے بدتر ہے وہ خوشی ہی نہیں	اسماعیل
مال کیا جمع کریں گھر ہے خراب اپنا	چھت نہیں حجرہ نہیں در نہیں دیوار نہیں	بحر
ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں	تراب
گو نہیں کیا سب کو وہ صورت میں پری کہلاتے ہیں	روح جیسی ہوتی ہے ویسے فرشتے آتے ہیں	״
یوں نہ ہو جس گل میں وہ پھولوں کی گنتی میں نہیں	یوں تو اُگنے کو اُگ آتا ہے دستور باغ میں	ثاقب
سچ ہے عادت بھی بشر کی ہے طبیعت ثانی	کچھ نہیں مردم دیدہ کو سخن دریا میں	جویا
تخم جب تک خاک میں پنہاں نہ ہو لائے نہ بار	جس نے پوشیدہ کیا اپنے کو وہ پنہاں نہیں	״
جو خوشی دی ہے خدا نے اس سے جی ٹھنڈا کریں	یاد غمہائے گذشتہ سے نہ جی میلا کریں	حالی
باغ عالم کی وہ بہار گئی	اب نئی پود ہے زمانے میں	داغ
حال یہ دار فنا کا ہے عیاں	بے ثباتی جہاں کا ہی بیاں	داور
قافلے قافلوں پر آتے ہیں	نہیں معلوم کدھر جاتے ہیں	״

نہ سکندر ہے نہ دارا کا نشان	نہ وہ جمشید نہ کسریٰ کا مکاں	داؤد
مٹ گیا نام و نشان اہل جہاں	دیکھ لو حال عیاں را چہ بیاں	"
جان لیا سیوں کے ظاہر لباس پر	جاری عبائے ہوش قبائے خرد نہیں	ذوق
اب اضطراب ہی ہم میں نہ صبر ہے نہ سکون	نئے رفیق ملے ہیں پرانے جاتے ہیں	ریاض
بعد فنا کسی کو نہیں پوچھتا کوئی	راسخ یہ سچ ہے جان ہے تو جہان ہے	راسخ
ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں	پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں	سوز
امور دین و دنیا میں عمل کو دخل ہی بیشک	زراع ہوتا ہے جو کچھ ہی ہو تخم خرمن میں	سعید
رند ہوں میخوار رہوں پر شکر تیرا اے کریم	موحدوں میں ہوں نہ ہرگز میں ان زاہدوں میں	شہید
کام کی ہے تو خدا کی جستجو	دوسرے کی جستجو اچھی نہیں	"
اٹھاؤں ناز تمہارا میں کچھ غلام نہیں	جو تم کو مجھ سے تو مجھ کو تم سے کام نہیں	"
کیوں سب خریدتے ہیں ورق آبدار کو	بے آب کا خریدتا کوئی گہر نہیں	شیر
لے نہ شکوہ بخیل نہ شکر کریم یاں	کیا کیا مزے اٹھاتے ہیں ترک سوال میں	صابر
وہی صلاح ہماری ہی جو ہے ان کی صلاح	اگر مزاج میں شہوان نہیں تو یاں بھی نہیں	ظفر
خوبی جوہر سے باقی ہے ہر اک شے کے امتیاز	لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں	"
اس دور میں کرتے ہیں کچھ چرب زبانی	جلتے ہیں ظفر گھی کے چراغ ان کے گھروں میں	"
الٰہی جوش پیدا ہو کہیں خون حمیت میں	ہمیشہ ہم تری رحمت سے استغنا کرتے ہیں	ساقی
کبھی نہ چرخ کی نکلی ہزار گردش کی	فضول کبھی سب طالب اگر سعید نہیں	عزیز
لگے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں	غالب
بدگماں ایسے ہیں میں بات کسی سے جو کروں	دل میں کیا کیا وہ نہیں اپنے گماں کرتے ہیں	"
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	"
قرض کی پیتے تھے مے اور دل میں کہتے تھے کہ ہاں	رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن	"
نہ ہوگی سحر خوشی یاروں کو دور چرخ اخضر میں	کہ ہے آمیزش سم اس کے [illegible] میں	ذوق
بھبکیاں ہی دمادم جام سے تو بزم عشرت میں	خمار درد تہ جرعہ دہاں ہوا آخر نتیجے میں	"

بجا ہے حق ہی جو کچھ کودکان خام کرتے ہیں	کہ طفلی میں یہ سب آرام کو آلام کہتے ہیں	ذوق
ڈر راہ خستگاں سے تو کہ ہنگام دعا ان کے	حریم قدس میں لاکھوں ملائک محو آمیں ہیں	قائم
پیچھے چلتے اقربا ہیں سوا عقرب کے نیش زن	تریاق تو محال مگر سم بہت ہی یاں	لائق
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں	لا اعلم
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں	بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں	
رہروان سفر بادیۂ عشق ارے واے	قافلہ راہ میں لٹوا کے چلے آتے ہیں	مصحفی
غم خوار ہو تو تم ہو اگر یار ہو تو تم ہو	کس سے کہوں جو تم سے غم دل نہاں کروں	
کوئی اپنا نہ کسی کے ہیں ہم	یاں کسی شخص سے ناتا ہی نہیں	مسکین
آدمیت گر نہیں انسان میں	فرق کچھ باقی نہیں حیوان میں	مضطر
دوست ہوں دوستوں کا دشمنوں کا دشمن ہوں	سیدھا سیدھوں سے ہوں اور ٹیڑھوں سے ٹیڑھا بھی ہوں	رر
عیب کرتے ہیں ملامت دوست کرتے ہیں گلہ	کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہتے ہیں	مومن
صلح کل اختیار کر اے دل	چھوڑ جنگ و جدال کی باتیں	مسکین
منہ پر تعریف پیٹھ پیچھے غیبت	یہ عادت خونخوار تو شیطان میں نہیں	محب
عہد شباب گذرا شرب مدام ہی میں	ہم کہنہ سال ہو کر اب پارسا ہوئے ہیں	میر
خردمندی ہنوز زنجیر و رشتہ	گذرتی خوب تھی دیوانہ پن میں	رر
مجلس یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	در و دیوار کو احوال سنا جاتا ہوں	رر
ہم جو شخص برائی بھی کرے کرتے دو	ہم دم مہر و وفا سب کا بھرا کرتے ہیں	مہر
خود برے بنتے ہیں کہتے ہیں جو اوروں کو برا	متہم بنتے ہیں تہمت جو دھرا کرتے ہیں	رر
نہ تو وہ دھونے سے دھلے اور نہ مٹائے سے مٹے	لوگ بدنامی کا دھبا جو لگا دیتے ہیں	نشاط
الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا	محبت کسی میں نہیں پاتے ہیں	ناصر
گلستان جہاں میں نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے	رہیں گے کانٹے ہمیشہ پھول کے پہلو میں گلشن میں	نساخ
کام جو کرنا ہو کر لو کیا بھروسہ زیست کا	لگی ہے موت پیچھے کیسے کیسے نوجواں	واصف
لطف کیا ان کو ہے صحبت احباب کا	ہو گئیں بیرنگ رنگا رنگ بزم آرائیاں	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
چو ہیں روشن طبع کیا تر دامنی سے ان کو کام	شمع کے گل پر نمایاں قطرۂ شبنم نہیں	ہوش
بہ دخل و خرج خود ہر دم نظر کن	چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن	سعدی
پا برہنہ دشت ویراں دور منزل راہ سخت	تو بتا اے شام غربت میں کروں تو کیا کروں	لا اعلم
زاں بیش کہ صحبت اثر خود بنماید	صائب ز حریفان دغاباز حذر کن	صائب
از قسمت گوہر خبرے نیست صدف را	گنجینۂ خود عرض بصاحب نظرے کن	"
خاکساری پیشہ خود ساز چوں آب رواں	سر درا چوں بندگاں در پیش خود افتادہ کن	"
چنیں زد مثل شاہ گویندگاں	کہ پا بندگانند چو بندگاں	نظامی
استغنا چکہ پدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن	ور گرنہ تو در خانہ بنشیں چو زن	"
نکشد پائے بخواری ز در خلق حریص	خیرگی را ز مگس دور نسازد راندن	[illegible]
چشم عالی ہمتاں بالا نہ بیند از غرور	گرچہ اختر بر فلک باشند نگاہش بر زمیں	ظہیر
ندی کنارے گھر کریں نت اٹھ چوری جائیں	جوگ یہ جوگ بیاہ کریں پھیوں کا لائیں	[illegible]
پنڈت سا لچی باتیں کہیں بنائے	اور کو سمجھے چاندنے آپ اندھیرے جائیں	کبیر
ماٹی ہیں ماٹی ملی بلی پون میں پون	ہیں سمجھے پوچھوں لے سکھی ان میں مرا کون	"
خدا رکن زہر رنگ دنیائے دوں	کہ پیوست گل ہیں بپیوست خوں	لا اعلم
از کشاکش نیست ایمن شغل تا دارد ثمر	ایمن ست از سنگ طفلاں بید از بے بر شدن	"
باز کافر نعمتی از شکر نعمت ناقلیم	می گزارد مہر و مہ در ہر جا شکر [illegible]	صائب
باید چو برق خندہ زناں زیں جہاں گذشت	نتواں چو ابر بر سر دنیا گریستن	جامی
از بے بسے ہمتاں چوں نیست کمال احتیاج	اگر خواہی کہ خود را خوار سازی احتیاج کن	وحشی
گنج قناعت ست کہ دل را کند غنی	اے دل اگر غنا طلبی ترک [illegible] کن	نیاز
فراغت بایدت جا بر سر کوئے قناعت کن	سر کوئے قناعت گیر تا باشی فراغت کن	اثر
چارہ سازاں ہم بکار خود شقی بیچارہ اند	کہ تو اندیشہ زد سوزن بر تن خود نشستن	شفقی
درد آید بہتر از ملک جہاں	تا بخوانی مر خدا را در جہاں	مثنوی

عیب است ولیکن ہنر ست از مورے	پائے ملخے پیش سلیماں بردن	صائب
پاک طینت را بجنس کس نباید گرد کرد	بہر جوہر ریزہ از فولاد شمشیر نتواں ساختن	کلیم
ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان	لا اعلم
نگردد بے سخن ہرگز کمال مردمی ظاہر	نفس کے حرف گردد تا نیاید از دہن بیروں	صائب
نکویاں راچہ حاجت عذر خواہی	کہ خواہد عذر شاں تحفے نکوشاں	صافی
مترس از جوانان شمشیر زن	حذر کن ز پیران بسیار فن	سعدی
جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار	تم کو بنا کے گو میں یاد خدا کروں	لا اعلم
بلبل کوئی کا تو بتا جا اگر لے جا سکے	پھر پھر اس گلشن میں اے ناداں تجھے آنا نہیں	سودا
ہم سر نوائیں کس کے آگے کہ جید آسا	اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں	"
کہوں میں کونسا گھر ہے جسے ہم نے نہ دیکھا ہو	بجز خلوت سرائے دل نہیں آرام دنیا میں	"
موسم گل ہے دلے کچھ یہ دل اب شاد نہیں	تاب پرواز نہیں طاقت فریاد نہیں	"
کس کس طرح کی دیکھیں اس باغ کی فضائیں	کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں	"
گرما رہے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے	زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں	انشا
غیر سے ہو وہیں پیار کی باتیں	ہائے یہ پروردگار کی باتیں	روشن
رقیبوں پر غضب ڈر ہم گئے ہیں	ہوا زخمی کوئی مرہم گئے ہیں	مجہول
گر یہی گرمی رہی آہ دل ناشاد میں	ایک دن بجلی گرے گی خانۂ صیاد میں	فدوی
جب خالق زبان و دہن کی صفت نہیں	کس کام کی زبان ہے کس کام کا دہن	رشک
جو آتے ہیں وہ آکر ساغر دل جام پاتے ہیں	تری محفل سے اے ساقی نہیں محروم جاتے ہیں	آصف
انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے	جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں	تاباں
ہم گرفتار ہیں بے بال و پری کے پابند	ہے نصیبوں کا گلہ شکوۂ صیاد نہیں	ذکی
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے	منہ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہیگا دل میں	عاشق
اے عدم ہونے والو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	میر
اے گل کو ہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار	کس بات پہ چمن ہوس رنگ و بو کریں	درد

کار دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا	دنیا سے بیزار ہوں لیکن رکھتا خواہش دنیا ہوں	ظفر
پاس ہے میرے دل میں اور میں کعبہ میں بتخانے میں	گھر میں موجود ہی اور میں گھر گھر ڈھونڈھتا پھرتا ہوں	”
جانور ہے جسکو عشق کاکل پر خم نہیں	جو نہ آجائے فریب ابلیس آدم نہیں	ناسخ
دونو پتھر پوجتے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں	کعبہ بت خانہ سے حاجی برہمن سے کم نہیں	”
ہم اس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد	خدا کا جس پہ بشر اشتباہ کرتے ہیں	”
اے صنم کوئی محبوب تجھ سا دوسرا	سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں	آتش
ہفتاد و دو فریق حسد کی عدو سی ہیں	اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں	ذوق
اعتبار نیست فطرت یک و ساعت بیش نیست	گرد و آخر تہ نشیں درے کہ بند بالا نشیں	صائب
ننگ آں کہ در صحبت عاقلاں	بیاموزد اخلاق با جبلال	سعدی
بغم خوارگی جز سر انگشت من	نخارد کس اندر جہاں پشت من	”
ببینم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	لا اعلم
بستے تھے وہ جو لوگ یہاں کوئی بھی نہیں	خالی پڑے ہیں ان کے مکاں کوئی بھی نہیں	”
اہل چمن سے اپنی ہو کیونکہ روشناسی	برسوں اسیر رہ کر ہم اب رہا ہوئے ہیں	میر
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہے مطلب	تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں	سودا
میں وہ ہوں خشت کہن مدت سے اس ویرانے میں	برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں	ذوق
کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں	بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں	انشار
پا سکساران غنی پیوستہ ہمراہی گزیں	رو بساحل می برد کشتی بزور بادباں	غنی
پیش غافل سخن از پند و نصیحت راندن	ہست بر صورت دیوار گلاب افشاندن	صائب
نہفتن سخن راز نا محرماں	صواب است و بکشائی بیجا زباں	”
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں	پس جواب او سکوت و سکوں	
ترک دنیا خلق را در بندگی باشد ضرور	آورند از دست در وقت وضو خاتم بروں	کلیم
پیشہ با شب زندہ داری خون مردم میخورد	زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن	وحید
سبحہ در گردن عصا در کف مصلیٰ بر کتف	پائے تا سر شیخ شہر ما ہمہ تا شیشہ دست و نشین	حزین / جامی

هر که آب خوی خجلت را شفیع خود کند	از مروت نیست آوردن گناهش بر زبان	مثنوی
سخن هست تیغ و فسانش زبان	چو تیغ گران تیز گردد فسان	ظهوری
ز صد هزار یکی همچو ماه مصر یکی	چنان شود که چراغ پدر کند روشن	وحشی
هر که در رد کینه با اهل سخن بند زبان	زانکه باشد خوب و زشت خلق زایشان بر زبان	مثنوی
نتوان گفتن بگفتار جهانگیر و لے	نیست ممکن که دهان گیر توان گردیدن	سعدی
کمال ست در نفس انسان سخن	تو خود را بگفتار ناقص مکن	رر
تباں ما ہوشن اجڑی ہوئی منزل نہیں ہیں	کہ جنکی جان جاتی ہے اسی کے دلمیں رہتے ہیں	لا اعلم
اگر از خامشی مہر سلیمانی بدست آری	پری زادان معنی را مسخر میتوان کردن	صائب
بهر این گفتند اکابر جهان	راحة الانسان فی حفظ اللسان	مثنوی
ز چشم عیب بین عیبے نمایان تر نمی باشد	بپوشان چشم خود از عیب خود را عیب پوشی کن	غنی
نمی شود دل پاکان ز حرف بد غمگین	ز عکس زشت نیفتد بروے آئینه چین	لا اعلم
نمی خرند درین کوئے خود فراموشی	بهائے کاسه هستی ز خاک کمتر کن	مثنوی
جهان روشن چو صبح از فیض احسان میتوان کردن	چراغے گر بکف باشد چراغان میتوان کردن	علی
چو شمع رسد گر بسر سرکشش به بریدن	هرگز نه دهد تن بتواضع ز خمیدن	غنی
دوری ز دوستان بسکر و مشکل ست	ورنه زهر چه هست جدا می توان شدن	صائب
زندگانی با عزیزان خوش بود ورنه چه حظ	آب حیوان خوردن و چون خضر تنها زیستن	رر
لاف نسب مزن که چو آئینه در جهان	آدم نمی توان شدن از روئے دیگران	سلیم
پائے در زنجیر پیش دوستان	به که با بیگانگان در بوستان	سعدی
از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن	از دوستان جانی مشکل بود بریدن	حافظ
بر سبک روحان گران نبود بپا برخاستن	برگران جانان بود مشکل زجا برخاستن	مخفی
گشاد کار خود نتوان طمع از آشنا کردن	کجا ناخن تواند بند از انگشت وا کردن	غنی
تشنه چون از سر گذشت اگر دنمی گردد سفید	عیش غربت مرد را پیوسته می دارد جوان	رر
گرد ره را بکمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسه گل ساخته از گردیدن	رر

از آب و زمیں عذر ز دہقاں نپذیرد	تقصیر مکن دانۂ خود را شجرے کن	صائب
تا نگرید طفل کے جوشد لبن	تا نگرید ابر کے خندد چمن	مثنوی
ہزار آفریں باد بر زیرکاں	کہ روشن زر آرند از تیرہ کاں	نظامی
نشاید آشنا گشتن بمطلب رنج نادیدہ	نگردد چوں قلم صاحب سخن ہر نا تراشیدہ	ظاہر
کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی	کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من	لا اعلم
داد حق عمرے کہ ہر روزے ازاں	کس نداند قیمت او در جہاں	مثنوی
دلیل حاجت ملک عدم ہمیں کافی ست	کہ طفل گریہ کناں آید از عدم بیروں	لا اعلم
آمادۂ فنا را پروائے نیک و بد نیست	ساعت کسے نہ پرسد ہمہ کفن بہ بدن	اثر
دنیا خیال و خوابست ایں خواب تر دو انا	آسائشے ندارد بہتر ز چشم بستن	کلیم
ہر گنہ عذرے و ہر تقصیر دارد توبہ	نیست غیر از دیر رفتن عذر بیجا آمدن	قدسی
با قضائے آسمانی چارہ جز تسلیم نیست	در محیط بے کراں زنہار دست و پا مزن	صائب
دم تیغ قضا از چین ابرو بر نمی گردد	ندارد حاصلے تدبیر از حکم قضا بودن	〃
رزق گر بر آدمی عاشق نمی باشد چرا	از زمیں گندم گریباں چاک می آید بروں	〃
گرم نیست روزی ز مہرساں	خدا ہست رزاق و روزی رساں	نظامی
زمانہ مجھ کو برا کہہ رہا ہے کہنے دو	میں جانتا ہوں زمانے کا اقتضا یہی	لا اعلم
چوں مسیحا پائے ہمت بر سر گردوں گزار	خویش را در خم حصار ہمچو افلاطوں مکن	〃
اہل ہمت را چہ باک از خصمی بد گوہراں	سنگ نتواند کسے بر شیشۂ گردوں زدن	〃
ناتوانی تشنہ را سیراب کن	در مجالس خدمت اصحاب کن	〃
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں	پیر ہو کہ پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	〃
فغاں ہیں آہ میں فریاد میں شیون ہیں نالے ہیں	سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے ہیں	〃
کس کو دکھاؤں اپنی طبیعت کی تیزیاں	افسوس اس زمانے میں قدر ہنر نہیں	〃
کوئی ہے زہد پہ نازاں کوئی عبادت پر	یہاں تو اے مرے پروردگار کچھ بھی نہیں	〃
کبھو نہیں پوچھتے اپنا وہ مزاج	ہم یہ کہتے ہیں دعا کرتے ہیں	〃

من نگویم کہ این کن و آن کن	مصلحت بین و کار آساں کن	لا اعلم
نباشند مردم چو جویندگاں	کہ جویندگانند یابندگان	〃
اس صورتکدے میں دیکھتے ہی دیکھتے	صورتیں کیا کیا نظر سے اپنی پنہاں ہوگئیں	〃
وائے بر من وائے بر انجام من	عار وارد کفر از اسلام من	〃
ہر یکے ناصح برائے دیگراں	ناصح خود یافتم کم در جہاں	〃
آتش سے بچایا ہے خلیل اللہ کو	وسعت ہے بڑی تربیت باری میں	〃
چن لیتے ہیں عیب چیں ہنر میں سے عیب	اور عیبوں سے میں ہنر کو چن لیتا ہوں	〃
جو آتے ہیں انسان کے دن برے	تو ہو جاتی ہے عقل بھی واژگوں	〃
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	〃
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن	〃
گفتگوئے ناملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	〃
ہے کون جو رنج مرگ سہنے کا نہیں	احوال یہ گو مگو ہے کہنے کا نہیں	〃
آمادہ کوچ رہ جہاں میں غافل	ہشیار کہ یہ مقام رہنے کا نہیں	〃
جو نیک ہیں وہ بدوں کو کہتے ہیں نیک	جو بد ہیں وہ نیکوں کو برا کہتے ہیں	〃
پھر نہ آئینگے کبھی بزم میں تقصیر ہوئی	غصہ یہ کس لیے کرتے ہو لو اب جاتے ہیں	〃
بہار و خزاں کو بقا کچھ نہیں	ہے سب کچھ یہاں پر سدا کچھ نہیں	〃
عیش کے دن جا چکے ملنے سے اب حاصل نہیں	شوق مجھ کو وہ نہیں وہ جی نہیں وہ دل نہیں	〃
سحر دم طائران خوش الحان	پڑھتے ہیں کل من علیہا فان	〃
فہم کے دیکھنے والے تو بہت ہیں دیگر	اور یہاں حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں	〃
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	〃
ندانی کہ غلہ برداشتن	کہ سستی بود تخم ناکاشتن	〃
قبا گر حریر است و گر پرنیاں	بناچار حشوش بود در میاں	〃
کفر است در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	〃

خلاف رای سلطان رای جستن	بخون خویش باشد دست شستن	سعدی
چون بسختی در بمانی تن بعجز اندر مده	دشمنان را پوست برکن دوستان را پوستین	״
مگو اندوه خویش با دشمنان	که لاحول گویند شادی کنان	״
سخن را سرست ای خردمند و بن	میاور سخن در میان سخن	״
امیدوار بود آدمی بخیر کسان	مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان	״
سخت است پس از جاه تحکم بردن	خو کرده بناز جور مردم بردن	״
میان دو تن آتش افروختن	نه عقلست خود در میان سوختن	״
ترحم بر پلنگ تیز دندان	ستمگاری بود بر گوسفندان	״
ترک احسان خواجه اولی تر	کاحتمال جفای بوابان	״
چو آید زپی دشمن جانستان	ببندد اجل پای مرد دوان	״
گر توکل می کنی در کار کن	کسب کن پس تکیه بر جبار کن	״
جهان چون بگردد قرار جهان	وزیری چنین شهریاری چنان	״
تا تیغ بکف یابی بر نفس دو دستی زن	تا سنگ بکف آید بر شیشۂ هستی زن	لا اعلم
کسی کی مرگ پر اے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز	بہت سا روئیے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں	״
کہاں تک لیجیے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہیں تم اور کہیں	کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں	״
دو چیز حاصل عمرست خیر و نام نکو	ازین چو درگذری کل من علیها فان	״
راستبازان وفا صادق الاقرار ہیں سب	منہ سے جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں	״

پھرتے ہیں سیل حوادث سے کہیں مردوں کے منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں ״

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں ״

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں ״

زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں	لاعلم
کار ہر کس نیست بار عالمے بر داشتن	درد سر بسیار دارد بر سر افسر داشتن	״
ازل میں ہو چکے ہیں میرے دو حصے برابر کے	خدا کے نام کی جاں ہوں تیغ کے نام کا دل ہیں	״
کیا خوف ہے دنیا سے گذر جانے میں	کیوں ڈرتے ہو شاد اپنے گھر جانے میں	شاد
غم کھانے کے سوا کوئی اپنی غذا نہیں	پیتے ہیں خون دل کبھی پانی پیا نہیں	״
صبر و قرار طاقت و آرام سب گئے	غمخوار غم سوا کوئی اپنا رہا نہیں	״
کیا موسم بہار گذشتہ کروں میں یاد	وہ گل نہیں وہ باغ نہیں وہ ہوا نہیں	״
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں	بے داغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں	״
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور	اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں	״
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان میں	״
دغا جور و فریب و مکر افعال رذالت ہیں	یہ سب سے بدترین اطوار ذلت ہیں ضلالت ہیں	״
دغا مکر و فریب و جور جو دنیا میں کرتے ہیں	برا انجام ہوتا ہے بری حالت میں مرتے ہیں	״
ہزار افسوس خود بار گنہ سر پر جو دھرتے ہیں	خدا سے کیوں نہیں پہلے ہی یہ کمبخت ڈرتے ہیں	״
قدر بڑھتی ہے زندگانی میں	نام رہتا ہے دہر فانی میں	״
لازم ہے آدمی کو کرے جستجوئے علم	لہو و لعب سے کوئی رذالت سوا نہیں	״
علم ہی سے قدر ہے انسان کی	ہے وہی انسان جو جاہل نہیں	״
بیاباں سے نہ قسمت لے گئی پھر کوئے جاناں میں	نکلکر ہم برنگ بو نہ آئے پھر گلستاں میں	حسرت
کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں	اس غمکدہ میں آہ دل خوش کہیں نہیں	میر
کسے آرام دے ہے چرخ مینا فام دنیا میں	سدا گردش ہی میں گذری برنگ جام دنیا میں	سودا
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں	زار
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں	درد
محال پیری میں ہے لطف نوجوانی کا	چراغ صبح میں نور چراغ شام نہیں	ناسخ
آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں	آئینہ دل کی طرح حق نما ہوتا نہیں	آتش

برا نہ مانو کہ ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	رند
عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں	ہوں اس طرح جہان میں کہ گویا نہیں ہوں میں	ذوق
ڈھے گئے بن بن کے دنیا میں مکاں بہتوں کے ہیں	اے فلک تو نے مٹائے یاں نشاں بہتوں کے ہیں	ظفر
خاکساروں کیلئے کسوت خاکستر ہے	غم نہیں ان کو اگر اطلس و کمخواب نہیں	لا اعلم
وہ فراق اور وہ وصال کہاں	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں	غالب
فرصت کاروبار شوق کسے	ذوق نظارۂ جمال کہاں	״
فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں	״
نہ تو تاب وصل میں جفا کی ہی نہ وفا کی طرز ہی یار میں	یہی بس ٹھنی ہے نکل چلیں کسی اور ملک و دیار میں	مومن
خدا نے وسعت دامان ہمت کی عطا جس کو	نہیں ہونیکا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں	ظفر
تو آئے نہ آئے ولے ہم تو ہر شب	تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہیں	درد
مالک نوبت و نشاں تھے جو کل	آج نوبت ہے یہ نشاں ہی نہیں	رند
کل نہ دے گا کوئی مٹی بھی انہیں	آج زر جو کہ دیا کرتے ہیں	ناسخ
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے	سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہاں	آتش
راہرو کے واسطے رہبر کا ہونا ہے ضرور	غرق وہ کشتی ہے جس کا ناخدا ہوتا نہیں	آباد
سر ان کا آج ٹھوکریں کھاتا ہے راہ میں	رکھتے تھے کل زمین پہ جو لوگ تن کے پاؤں	وحید
فردا کی فکر آج نہیں مقتضائے عقل	کل کی بھی دیکھ لیوینگے کل ہم اگر رہیں	میر
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	ناسخ
گردش دوراں سے مردان خدا بیباک ہیں	نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں	آتش
تباہی میں بھی لازم یاد حق اہل توکل کو	خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفاں میں	״
عالم نیرنگ میں خاطر پہ کس کے بار ہیں	مست ہیں مستوں میں ہشیاروں میں ہم ہشیار ہیں	رند
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں	״
جوہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کیلئے	موم سے نرم ہو یہ خوبی فولاد نہیں	״
وہ ایکدم کہ جس میں میسر ہو وصل یار	بہتر سمجھتے ہم اسے عمر ابد سے ہیں	ذوق

جتنے ہیں یاں مزے روش نشۂ شراب	ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں	ذوق
وہ روز مجھ کو گزرتا ہے جیسے عید کا دن	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں	״
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئنہ گر	ہنرور اپنے ہی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں	״
وائے اے بیخبرو تم کو خبر خاک نہیں	کہ سفر سر پہ ہے سامان سفر خاک نہیں	ظفر
ذرے ذرے میں ہے یاں خاک کے پیدا خورشید	لیکن آتا تجھے غفلت سے نظر خاک نہیں	״
یار کے سب قریب رہتے ہیں	دور ہم بے نصیب رہتے ہیں	״
جہاں میں اے ظفر ہم جنس کا ہم جنس دشمن ہے	نکلکر شعلہ نے سے آگ لگتی ہے نیستاں میں	״
اگر دشمن میں وضع راستی بھی ہو حذر کر تو	کہ برش کم نہیں ہوتی ظفر شمشیر سیدھی میں	״
دیکھ اے غنچہ جو اس باغ میں خنداں ہے ہو گل	ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہیں	״
وسعت آباد جہاں میں ہے جنہیں عیش تمام	گھر میں بھی تنگ و مانند نگیں رہتے ہیں	״
کام سب تدبیر پر ہیں ہے مگر تدبیر شرط	کچھ سبب بھی چاہئے اس عالم اسباب میں	״
ہیں ابھی تعظیم سے جو سب جھکیں تیری طرف	کون پھر سجدہ کرے گر خم نہ ہو محراب میں	״
گر زمانے میں ترقی نہ ہو رفتہ رفتہ	کیوں ہلال اوج فلک پر ہو قمر تیسرے دن	״
کیا ہنسیں کھول کے دل غنچہ صفت وہ دلگیر	باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہیں	״
انساں کو مناسب ہے کرے بات نہ ترچھی	کہہ دے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں	״
نہ جس کو عقل ہو اور ہو کتابوں سے لدا پھرتا	ظفر اس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں	״
خوب ہو وہ اک جہاں جسکو کہے خوب اے ظفر	کچھ نہیں وہ جس کو کہہ دے ایک عالم کچھ نہیں	״
کریں لاکھ وہ آشنائی کی باتیں	رہے ہیں ایسے ہمدرد اپنے کہاں ہیں	״
جو خور و خواب سے ہیں مصروف رات دن ہیں	حیوان ان کو کہئے انسان وہ کہاں ہیں	״
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب	تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں	غالب
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	״
کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں	״
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے	لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں	غالب
خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار	کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں	؍؍
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	؍؍
دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں	یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں	؍؍
خدا ہے پاس تو ڈھونڈتے جنگل ہیں	ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں	جلال
آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں	لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں	لا اعلم
اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں	ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں	نیاز
جو رب الحرم ہے صنم بھی وہی ہے	حرم دیر میں ایک ساں دیکھتا ہوں	؍؍
غم جدائی کو ہم جانیں یا خدا جانے	بلاکشوں پہ جو گذرے تری بلا جانے	لا اعلم
شہد میں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں	وائے غفلت اس پہ زنداں میں یوں خورسند ہیں	سوز
رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے	تس پر اپنی خواہشوں سے روز حاجتمند ہیں	؍؍
خاکساری عاجزی عزت محبت دوستی	جنکے یہ افعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں	؍؍
جب تلک آنکھیں کھلیں ہیں کہہ یہ دیکھینگے آہ	مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں	؍؍
نہ چھیڑو ابھی ہم ستائے ہوئے ہیں	جدائی کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں	رنگین
ہمیں قتل کرکے بھی تیور نہ بدلے	ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں	؍؍
یہ الجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں	بے محابا گفتگو اچھی نہیں	وزیر
جھک کے مل سب سے برنگ شاخ گل	سرکشی اے سرو خو اچھی نہیں	؍؍
کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں	سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں	حسن
زندہ سخی ہے ہر دم آئے جو موت کیا غم	ہے ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجمن میں	اسیر
باغباں نخل محبت میں ثمر ہے کہ نہیں	کوئی اس باغ میں الفت کا شجر ہے کہ نہیں	لا اعلم
عجب دنیا کا حال دیکھا کمال ہی کو زوال دیکھا	انہیں کو اب پر ملال دیکھا جو لطف راحت اٹھا چکے ہیں	تمنا
جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں	؍؍
مشتاق ملاقات ہوں بلواؤ تو آؤں	کوئی ایسا بہانہ مجھے بتلاؤ تو آؤں	شیدا

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہے دم میں	حیرت
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں	پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	برق
آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کرو	عنقا کے طور زیست ہے اپنی بنام یاں	میر
اے عدم ہونیوالو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	״
منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی	حق جو کہے ہے اس کو یاں دار کھینچتے ہیں	״
جہاں اب خارزاریں ہو گئیں ہیں	یہیں آگے بہاریں ہو گئیں ہیں	״
یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا	پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں	״
بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گو جی ہو فنا	عود پھر لکڑی ہے ڈوبے نہ اگر پانی میں	״
مفلسوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ	خوف ہے ان کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں	سودا
آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں	یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس میں ہنستیاں ہیں	״
کیا گلہ صیاد سے ہم کو یونہی گزرے ہے عمر	اب اسیر دام ہیں تب تھے گرفتار چمن	״
نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو	ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں	״
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے	جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں	״
ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر	کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں	״
سنتا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں	اب تجھ سوائے جائیں خدایا کہاں کہاں	״
کھینچکر تیغ نگر چرخ پڑا ہے پیچھے	رات دن زیست کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں	״
دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو	کھویا توشہ اس نے جو سویا مسافر راہ میں	لا اعلم
بس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبث مثل حباب	یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہیں	״
ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	״
می برورہ بجمال آدم خاکی زسفر	می شود کاسۂ گل ساختہ از گردیدن	״
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر تو ثمر شاخوں میں پھلتے ہیں	״
برنگ مہر ہے گردش ہی یاں ہم کو سارے دن	جو تم پھر آؤ تو پیاسے پھریں ہمارے دن	״
دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں	״

یہاں اس گلستاں میں جتنے بڑے ہیں	ہمیشہ وہ اوپر سے نیچے چڑھے ہیں	لا اعلم
دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہے	معنی پہ آسماں پہ خط استوا کے ہیں	؍؍
کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں	؍؍
آدمی زادہ طرفہ معجونے ست	کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں	؍؍
چشم سیاہ من بیا حال تباہ من ببیں	دیدہ سپید کردہ ام گریہ و آہ من ببیں	؍؍
آمدی رفت ز دل صبر و قرارم بنشیں	بنشیں تا بتو دل آید و دل زارم بنشیں	؍؍
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال می تواں بہ تمنا گریستن	؍؍
حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک	مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں	؍؍
گرد فروغ جوہر عقل از سخن عیاں	آئینہ حقیقت دل نیست جز زباں	؍؍
تو مرا دل دہ و دلیری بیں	رو بہ خویش خوان و شیری بیں	؍؍
جنہیں ہے عشق صادق وہ کہاں فریاد کرتے ہیں	لبوں پر مہر خاموشی ہے دل میں یاد کرتے ہیں	؍؍
ایسوں کو چھوڑ دینے کی پرواہ ذرا نہیں	ان ہی کے بشر ورسے جنہیں خوف خدا نہیں	؍؍
کبھی ہنسوں میں ہنس دینا کبھی ہنستے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنے کے طریقے بھی نرالے ہیں	؍؍
دشت وفا کی راہیں اہل وفا سے پوچھو	کیا جانیں شیخ صاحب ملا نے آدمی ہیں	؍؍
عقل کی بات کوئی ہم نے کہی ہے شاید	جتنی جتنے ہیں سب ہم سے حذر کرتے ہیں	؍؍
خاور سے باختر تک جن کے نشان تھے برپا	کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں	؍؍
عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن	دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن	؍؍
دیباچہ راز نکتہ سازاں ست ایں	فرہنگ خیال جانگدازاں ست ایں	؍؍
تعویذ دل سخن طرازاں ست ایں	طومار جنون عشق بازاں ست ایں	؍؍
قسم شاخ نبات ست ترا اے حافظ	ذال ما راست بگو تا شود ہم با توفیق	حافظ
روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن	لا اعلم
ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن	؍؍

ماہ ہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم	صفدرے خیزد ہمیداں یا عروسی در چمن	لا اعلم
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن	״
قرنہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن	״
اے صبا گلشن و دیر و حرم و بت خانہ	کونسی جا وہ عطا پاش و خطا پوش نہیں	״
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	آتش
ممکن نہیں ہے دوسرا تجھ سا ہزار میں	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں	״
زمانہ میں نہیں اہل ہنر کا قدرداں باقی	نہیں تو سینکڑوں موتی ہیں اس دریا کے دامن میں	״
میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن	ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن	سعدی
عمرہا باید کہ تا گردون گرداں یک شبے	عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن	لا اعلم
تا کہ مشہور رہوں ہزاروں میں	ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں	״
نسیم صبح سلامم بداں جناب رساں	نیاز ذرہ مسکیں بآفتاب رساں	״
اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں	یا ناز بھرا قامت زیبا دیکھوں	امیر
سر تا بقدم حسن میں تو یکتا ہے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	لا اعلم
گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں	یا معدن و دشت و کوہ و صحرا دیکھوں	انیس
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	״
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ می دہمت بر دو دیدہ جا بنشیں	لا اعلم
نہیں ہے دنیا کا کچھ بھروسہ اک طلسم اور ہے تماشا	نہ کوئی اب تک پلٹ کے آیا گئے جو سوئے عدم ہزاروں	״
چیست انسانی تپیدن از تپ ہمسایگاں	وز سمندم بجد در باغ عدن بریاں شدن	״
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں اُن کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	״
بہت کچھ کر چکے اے شیخ حرمت سنگ اسود کی	دکھائیں اب چلو شان خدا در برہمن میں	شیدا
نقاد ہونیوالے جو دنیا میں آتے ہیں	پارکھ سب اُن کے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	لا اعلم

چوں سیاہی شد ز مو ہشیار می باید شدن
صبح پیری چوں روشن شود بیدار می باید شدن — صائب

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
زصد ہزار پسر ہم چو ماہ مصر یکے	چناں شو کہ چراغ پدر کند روشن	صائب
انقلاب دہر ظاہر ہے عیاں تغیر حال	آج جو ہے کل نہ تھا۔ جو آج ہے وہ کل نہیں	اسیر
گر تو ندہی کس نہ دہد چوں تو اماں	ور تو نہ کنی لطف رود از تن جاں	لا اعلم
ان کا ہنسنا گریہ پردر سے کچھ کم نہیں	زخم خنداں ہیں بظاہر دیکھنے کو شاد ہیں	″
زمانہ اہل غفلت سے ہے لبریز	رہوں تنہا اگر ہشیار ہوں میں	مجروح
تحمل بندم ولے نہ در لبستاں	شناہدم من ولے نہ در گفتاں	لا اعلم
بجستے نہ کہ با دوست در آویزم من	پائے نہ کہ از میاں بگریزم من	″
بہ بینم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	″
یہ وہ دل کو اک جا بٹھاتا نہیں	کسی کا اُسے وصل بھاتا نہیں	حسن
توانی گر بآب حلم کشتن خشم را در دل	گل ز آتش چو ابراہیم آساں میتواں چیدن	صائب
غریبی بر بساط دہر ہم چوں مہرۂ شطرنج	برائے خانہ تا کی جنگ باہم سایہا کردن	″
ندارد حاصلی با سینہ صافاں کاوش بیجا	بناخن چہرۂ آئینہ را نتواں خراشیدن	شوکت
جہاں آں کسے راست کو در جہاں	شود آگہ از کار کار آگہاں	نظامی
گردوں لبریز نشتر باشدت از نیش خلق	لب بہ بند از شکوہ کس شرباہی گزیں	کلیم
بوئے خوں می آید آزار دلہائے دو نیم	رحم کن بر جان خود از ذوالفقار اندیشہ کن	صائب
نمی بیند ازیں آہن دلاں ہرگز کسی احساں	ندارد دوست ظالم ریزش جز خون مظلوماں	نظیر
امیدوار بود آدمی بخیر کساں	مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں	سعدی
کی تواند شد ز دنیا چشم دنیادار سیر	تشنگی زائل نگردد ہرگز از آب دہن	غنی
عیب پوش اہل دنیا نیست جز اسباب جاہ	می شود از فربہی در گوشت پنہاں استخواں	قاسم
پادشاہاں با نزاکت بار عالم می برند	بار بر عالم گذارد ہر چہ می خواہی گزیں	کلیم
بر تو دشوار است اگر یکجا وداع مال و جاں	پیشتر از رفتن جاں مال را تسلیم کن	صائب
نیشکر بعد از شکستن می شود شاخ نبات	بشکند ہر کس ترا بریک گر شکر فشاں	″

کذب چون خس باشد و دل چون دہاں / خس نگردد در دہاں ہرگز نہاں — معنوی

مار تا راست نگردد نرود در سوراخ / راست شو تا بتوانی بہ لحد گنجیدن — صائب

چو در روئے بیگانہ خندید زن / دگر مرد گو لاف مردی مزن — سعدی

تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ است / آں را بدوستان و ہم ایں را بدشمناں — لاعلم

ساقی لگائے رکھہ مرے منہ سے خم شراب / دریائے مے کی مچھلی ہے میری زباں نہیں — ״

ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف / ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں — ״

خوب ہی گر پہلے کرلو خود ہی اپنا امتحاں / ورنہ کھل جائیگا سب پر آپکا راز نہاں — ״

زندگی لاچار صائب در گلو افتادہ است / شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن — صائب

فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے / دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہیں — لاعلم

معشوقۂ نازنیں طلب کن / عناب لبش بکار تب کن — ״

آئیم بسر کوئے تو پویان پویان / عشاق صفت وصل تو جویان جویان — ״

راز را با یار گو ہرچند بتوانی مگوے / یار را یارے بود از یار یار اندیشہ کن — ״

گر شود لطف و کرم در شان من / جلوہ طاعت دہد عصیان من — ״

قومے متفکر اند در مذہب دیں / جمعے متحیر اند در شک و یقین — ״

ناگاہ منادے برآمد ز زمیں / کاے بیخبراں راہ نہ آنست نہ ایں — ״

ہزار آفریں بر من و دین من / کہ منعم پرستیست آئین من — ״

گر تجلی خاص خواہی صورت انساں ببیں / ذات حق را آشکارا اندروں خنداں ببیں — ״

جس کا چارہ ہیں دنیا میں وہ لاچار نہیں / جس کو صحت سے ہو پرہیز وہ بیمار نہیں — ״

لاکھہ چاہت کو چھپائے کوئی پر چھپتی نہیں / پیار کی آنکھہ اور الفت کی نظر چھپتی نہیں — ״

کسلئے آئے تھے ہم کون ہیں کیا کرتے ہیں / حیف اتنا بھی یہ انساں نہ سمجھا دل میں — ״

انسان کچھ اسی دور میں پامال نہیں / سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں — ״

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چوں تو پشتیباں / چہ باک از موج بحر آں راکہ دارد نوح کشتیباں — ״

اندیشۂ آشیان و خوف صیاد	مرغانِ چمن کبھی فارغ البال نہیں	لااعلم
چو پیروز شد و زو تیرہ روان	چہ غم وار و از گریہ کاروان	״
ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم	ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں	غالب
گر فلک کار ترا برہم زند از جا مرو	جامہ را احتیاط ساز و قطع بہر دوختن	لااعلم
تا تو دل دربندِ جان داری و جان دربندِ تن	کے مرادِ خویش یابی در کنارِ خویشتن	״
دست وفا در کمرِ عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن	״
زشادی ببالیدم از پیرہن	چو گلہا کہ تازہ دمد در چمن	״
از درون شو آشنا و زبروں بیگانہ باش	اینچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں	״
نیست ممکن نشود نخل زریزش افزوں	دانہ در خاک یکی صد شود از افشاندن	״
عقل سالم ز مئے ناب نیاید بیرون	کشتی کاغذی از آب نیاید بیرون	״
خیالاتِ نادان خلوت نشین	بہم می کنند عاقبت کفر و دین	״
برکفے جام شریعت برکفے سندان عشق	ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن	״
نہ بایستے نز اول عہد بستن	چو در دل داشتی جاناں شکستن	״
سہ چیز ست آنکہ پا بستہ ندارد	شبِ من دردِ من افسانۂ من	״
بہ سفر رفت ماہ پارۂ من	گر دستے ہست در ستارۂ من	״
عمرے گذشت تا کہ در انتظار بودن	طاقت نماند ما را بے روئے یار بودن	״
شرح حال ما ز عنوان کتابت ظاہر ست	پیش او زنہار اے قاصد زبانی مکن	״
شور بلبل می دہد یادم کہ مستی پیشہ کن	عکس گل در آب می گوید کہ مے در شیشہ کن	״
مکن وعدہ اگر کردی وفا کن	طریقِ بے وفائی را رہا کن	״
بسعیِ خویشتن ہرگز نگردی نیکبخت ای دل	تمامی عمر اگر بال ہما خواہی بسر بستن	کلیم
اوقات صرف دوستیِ عیب جو مکن	باز شت روئے آئینہ را روبرو مکن	صائب
آید از ناراستی سر رشتۂ دولت بکف	در سواری خلق را باشد بدستِ چپ عناں	لااعلم
تواں بطاعتِ حق یافت روسپیدیِ حشر	کہ سجدہ زنگ سیاہی برد ز روئے نگیں	״

تواضع کند ہوشمند اں گزیں	نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں	سعدی
نامرادی در جہاں باید ز شمع آموختن	سوختن خود را و بزم دیگراں افروختن	اہلی
کفرست در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	لاعلم
بحسن خلق دلہا را مسخر می تواں کردن	بایں عنبر دو عالم را معطر می تواں کردن	صائب
پیش دانا از تمامی علم ہا بالاتر ست	خویش را با دانش بسیار ناداں ساختن	لاعلم
نفس را گر ز پا از حد خود بیروں نہد	می شود گم طفل چوں از خانہ می آید بروں	”
چوں سیاہی شد ز مو ہشیار می باید شدن	صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن	”
نیست مفلس را ز قرب اغنیا جز پیچ و تاب	رشتہ از گوہر ندارد بہرہ جز لاغر شدن	”
بہ سبب رغبتی شہوت انگیختن	برغبت بود خون خود ریختن	سعدی
بہ پیری گر نمی خواہی کہ محتاج عصا گردی	ز پا افتادگاں را در جوانی دستگیری کن	راسخ
بیک دل کے تواں اندیشہ دنیا و دیں کردن	کہ نتواں ہر دو دست خویش را در آستیں کردن	شیدا
طفل رو رو کے یہ کہتے ہیں زبان حال سے	جو عدم میں چین تھا وہ دامان مادر میں نہیں	لاعلم
غنیمت شمر صحبت دوستاں	کہ گل چند روز است در بوستاں	”
منہ کے ہاتھی ہیں انساں رات دن تدبیر میں	پھر بھی ہوتا ہے وہی لکھا ہی جو تقدیر میں	”
کفن کیساتھ صیاد اجل پھرتا ہی گلشن میں	نہ شاخ گل یہ چھوڑیگا نہ چھوڑیگا نشیمن میں	”
نہیں خوف خزاں کب تک بہار زندگانی ہیں	کہاں تک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں	”
رام جھروکے بیٹھ کے سب کا مجرا لیں	جاکی جیسی چاکری تاکو تیسا دیں	”
وہی اک ریسماں ہی جسکو ہم تم تار کہتے ہیں	کبھی تسبیح کہتے ہیں کبھی زنار کہتے ہیں	”
بشنو ز جنون عشق بازاں	خوبیں نقصان جگر گدازاں	”
کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں	”
عجب انداز تم نے سادگی کے یہ نکالے ہیں	فقط تنکے ہیں کانوں میں نہ بندے ہیں نہ بالے ہیں	”
عقلمندوں کی ہو دنیا میں بہت عزت و شاں	عقلمندوں کو نہ دیکھا کہ ہو رسوائے جہاں	ہنر
ہنسنا کمال عیب ہے انساں کی ذات میں	وہ بیوقوف ہے جو ہنسے بات بات میں	”

گھر اجڑ جائے جو کینہ ہو سر مو دل میں
بغض رکھیں نہ مسلمان نہ ہندو دل میں — یکتا

نہ صد ہزار سپہر ہیچو ماہ مصر یکے
چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن — لااعلم

دیا دھرم کا مول ہے پاپ مول اجھان
تلسی دیا نہ چھانڈیے جب لگ گھٹ میں پران — ״

صاف دل کی جیت ہوتی ہے سدا سنسار میں
اور کبھی گھاٹا نہیں ہے دھرم کے بیوپار میں — ״

کرم کی کھیتی کو بو کر کس نے پھل کھائے نہیں
کون ہے اعمال جسکے سامنے آئے نہیں — ״

سزا انسان کو ملتی ہے بدکاری کی دنیا میں
نہ سمجھے یہ کوئی پائیگا وہ پھل جا کے عقبیٰ میں — ״

جوش و خروش ساتھ جوانی کے چل دئے
وہ موسم بہار وہ دیوانہ پن کہاں — ״

بد اندیش را لفظ شیریں مبیں
کہ ممکن بود زہر در انگبیں — ״

یہ چھیڑ چھاڑ نہیں ہم سے بزم میں اچھی
لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہیں — ״

تو جلدی سے آؤ نہ میرے مسیحا
کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں — ״

نمود و بود کو عاقل حباب سمجھے ہیں
جو جاگتے ہیں وہ دنیا کو خواب سمجھے ہیں — ״

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہیں
کھیل لے ہر کوئی جس کو یہ وہ شطرنج نہیں — ״

خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں — ״

رکاوٹ اچھا نہیں طبع کی روانی میں
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں — ״

عرق را دانہ یاقوت احمر ساخت رخسارش
بیا اے جوہری حسن مرصع را تماشا کن — ״

الٰہی ایک دل کس کس کو دوں میں
ہزاروں بت ہیں یاں ہندوستاں میں — ״

ہمارے ان کے بھلا شکوہ و شکایت کیا
خدا نخواستہ آپس میں کیوں ملال کریں — ״

خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر
میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں — ״

خیال چشم میگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں
وہ دیوانے ہیں اپنا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں — ״

شرابیوں کو بھلا عمرو زید سے مطلب
ہماری بزم میں ہو حق ہی قیل و قال نہیں — ״

کس جگہ ڈھونڈے اسے غیرت خورشید تجھے
تو تو رہتا ہے سدا صبح کہیں شام کہیں — ״

جس طرف جاتا ہوں للہ رے یہی کہتی ہے
آرزو کیا لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں — ״

عیش کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں	زندگی گر کچھ رہی تو یہ جوانی پھر کہاں	لا اعلم
عشق کا حال بیسوا جانے	ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں	〃
صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن	〃
طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ	پیش سخن راستاں شعبدہ بازی مکن	〃
آپ تو غیروں سے بھی کر لیتے ہیں مطلب کی بات	ہم کہا چاہیں تو اپنا مدعا کس سے کہیں	〃
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	〃
اوس سے لپٹ پڑے جسے خوف خدا نہیں	جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں	〃
مثل پروانہ نہیں کچھ بھی زر و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں	〃
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن	〃
کفر و دیں ہر دو در رہش پویاں	وحدہ لا شریک لہ گویاں	〃
حبیب درست لائق لطف و کرم نہیں	ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں	〃
تمہارے گیسوؤں کے ڈھنگ دنیا سے نرالے ہیں	پریشاں ہوں تو سنبل ہیں جو بل کھائیں تو کالے ہیں	〃
صورت کاغذ لغو ہے دنیا کا جمال	کہ ادھر صورت زیبا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	〃
آہی جذب الفت ہیں تو کھینچکر آہی جائینگے	نہیں پروا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں	〃
شرر و برق نہیں شعلہ و سیماب نہیں	کس لئے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہیں	〃
آنکھوں پہ اختیار رہے اچھا نہ روئینگے	کچھ آپ میرے دلکو بھی سمجھائے جاتے ہیں	〃
یار آرام میں ہے وصل کی شب آخر ہے	متحیر ہوں کہ بیدار کروں یا نہ کروں	〃
ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں	〃
دلمیں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں	〃
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن	〃
مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہیں سکتی	بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں	〃
دل ہی تو ہے نہ آئے کیوں دم ہی تو ہے نہ جائے کیوں	ہمکو خدا جو صبر دے تم سا حسیں بنائے کیوں	〃
کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن	از دو صد عاشق یکے کس پاک می آید بروں	صائب

مزار شہیداں پہ قاتل یہ بولا	یہ سب گھر ہمارے بنائے ہوئے ہیں	لااعلم
تبسم شاخ نبات ست تراے حافظ	فال ما راست بگو تا شوم از تو یقین	حافظ
شراب ناب کش و روئے مہ جبیناں بیں	خلاف مذہب آناں جمال اینان بیں	لااعلم
صراحی بھی ہے گل بھی لالہ و گل بھی ہے مطرب بھی	الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	〃
ہر چند چاہتا ہوں نہ بولوں میں یار سے	قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں	〃
رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں	〃
یا خدا اس شب فرقت کی سحر ہے کہ نہیں	ہمیں نے دل جس کو دیا اوس پہ اثر ہے کہ نہیں	〃
بے بہا نذر کو ہم لعل و گہر دیتے ہیں	دیکھیں کیا ہم کو یہ ارباب نظر دیتے ہیں	〃
ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت	ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہیں	〃
گو پیر ہوں پہ شوق جوانی نہیں گیا	دل تو جوان ہے گو کہ بظاہر میں پیر ہوں	〃
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	عقل کی بات کو جو کفر و خطا کہتے ہیں	〃
انہیں کچھ رحم بھی آتا ہے یارب وقت خونریزی	چھری جب حلق عاجز پہ رواں جلاد کرتے ہیں	〃
لامکاں میں بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے	بے کسی ہم تو ادھر ہیں کہ جدھر کچھ بھی نہیں	〃
تو عزم جناں کردی و رفتی ز برمن	بستی کمر خویش و شکستی کمر من	〃
دل تو کہاں وہ مہوش نا مہرباں کہاں	نادان ہے زمیں کہاں آسماں کہاں	〃
سنگ کعبہ بھی ہے بھاری پتھر	چوم کے چھوڑ دیا کرتے ہیں	〃
فلک بگریہ در آمد ز اشکباری من	زمیں بہ لرزہ در آمد ز بیقراری من	〃
کون سنتا ہے تری جوش جنوں ہیں ناصح	خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں	〃
ز جوش آتش غم شعلہ افشاں شد چراغ من	خدایا بر دلم رحمے کہ خوں گردید دماغ من	〃
گو نہیں پوچھتے ہم سے وہ مزاج	ہم تو کہتے ہیں دعا کرتے ہیں	〃
دستیکہ بر نگیرد از پا فتادہ را	چوں آستین خالی ست بیکار تا بگردن	〃
بہار آئی الٰہی وصل ساماں پھر ہو	پھر ایک جا گل و بلبل کو باغباں دیکھیں	〃
ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	〃

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہی عالم ہے گلستان پر / الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں — لا اعلم

بُرا نہ مانیئے ہم عرض حال کرتے ہیں / فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں — 〃

بے چین جس کے ہجر میں رہتے ہیں آٹھ دن / اون کو ہمارے حال سے مطلق خبر نہیں — 〃

ہر کہ تیغ ستم کشد بیرون / فلکش ہم بداں بریزد خوں — 〃

در جگر دری و سربازی شمار اشکل نیست / بر جبیں مردان یکدل آفریں با آفریں — 〃

نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہیں / راہ سے بے راہ ہرگز چل نہیں — 〃

بادشہ در عشق می گردد غلام / حال محمود و زلیخا یاد کن — 〃

کوئی سنتا ہی نہیں ہیں داد خواہی کیا کروں / کس کے آگے جاکے سر پھوڑوں الٰہی کیا کروں — 〃

گر دل لگی نہیں تو جنت بھی خاک ہے / پڑ رہنے کو تو گوشۂ تربت بھی کم نہیں — 〃

پتلیاں بھی تو دم نزع پھری جاتی ہیں / وقت پڑتا ہے تو سب آنکھہ پھرا جاتے ہیں — 〃

بھولے اقدکو تقصیر اسے کہتے ہیں / بت پر اب مرتے ہیں تقدیر اسے کہتی ہیں — 〃

اپنا تو یہ خیال ہے سچ پوچھیئے اگر / کس کام کا وہ دل جو نہ ہو اختیار میں — 〃

نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں اسکی / نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں — 〃

تھم تھم کے درد اٹھتا ہے پہلو میں کس قدر / یارب یہ کیسا درد ہے جس کی دوا نہیں — 〃

دوست دشمن سے ہیں سب ہیں قفتی مثل نسیم / گل تو کیا کانٹا بھی اک دن اس گلستاں میں نہیں — 〃

زمانہ عاشق و معشوق سے نہیں خالی / گلوں کا قحط نہیں بلبلوں کا کال نہیں — 〃

کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں / صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں — 〃

کہتے ہیں وہ دل تو ہی ہم اسمیں کیا کریں / بیمار رہیں جو آپ تو اپنی دوا کریں — 〃

کار معشوقاں نمک بر زخم پنہاں ریختن / کار عاشق خون خود بر پائے جاناں ریختن — 〃

تم کو جو ہے یہ وہم بیان کہ ہم انتخاب ہیں / ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہیں — 〃

یاں لب پہ لاکہہ لاکہہ سخن اضطراب میں / واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں — 〃

بتلاؤ تو علاج شب غم کا کیا کریں / نالہ کریں کہ آہ کریں یا بکا کریں — 〃

مدت ہوئی اثر کا الٰہی پتا نہیں / کیا قابل قبول ہماری دعا نہیں — 〃

یار تک یار کہاں پاتے ہیں	راستہ تاپ سکے پھر آتے ہیں	لا اعلم
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں	میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں	〃
می پرورد بجمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسۂ گل ساختۂ از گردیدن	〃
موئے از سر چوں جدا افتد نمی گردد سفید	عیش و عشرت مرد را پیوستہ میدارد جواں	〃
نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں برکشم	دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن	〃
مقصود کوئے دوست ہے دیر و حرم نہیں	وہ رہ چلا ہوں جس میں نشان قدم نہیں	〃
آئے تو گالیاں دیں چلے تو خفا چلے	کیا کیا مزے حضور کی بول چال میں	〃
داغ دے جاتے ہیں جب آتے ہیں	پیشگوفہ وہ نیا لاتے ہیں	〃
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہوں	کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں	〃
کبھی شیون میں ہنس دیا کبھی ہنستے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنے کے طریقے بھی نرالے ہیں	〃
در دیانت کوش تا دنیا و دیں گیرد فروغ	بے دیانت را نہ دنیا بر مراد است و نہ دیں	〃
یا الٰہی حلال ہوں واعظ	دختِ رز کو حرام کرتے ہیں	〃
ایک دن مرنا ہی مر جاؤں نہ کیوں	موت آجانے میں گھبراتا نہیں	〃
اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دلِ من	دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من	〃
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھکر عذر مستی ایک دن	〃
نہ رہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں	ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں	〃
داستان قیس دیکھو قصۂ وامق سنو	ان حسینان جہاں کی دوستی اچھی نہیں	〃
جتنے معشوق ہیں سب اپنی غرض کے گوہر	میٹھی باتوں سے یہ عاشق کو لبھا لیتے ہیں	〃
ہم نے سبھی کو دیکھ لیا اس جہاں میں آہ	مطلب کا ہے زمانہ کوئی آشنا نہیں	〃
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	〃
قلم کو کیسے اٹھاؤں مجھے مجال نہیں	سنا جو آپ کی حالت تو مجھ میں حال نہیں	〃
خصم چو بعزم درست پائے کند در رکاب	دل شکند خصم را وز کفش افتد عناں	〃
آج کیا ہے کہ گلستاں میں ہوا اک تازہ بہار	نظر آتے ہیں نئے رنگ نرالے ساماں	〃

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
بر دوستی و دشمنی اہل جہاں	دیدیم کہ نیست اعتماد بے چنداں	لا اعلم
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ میدہمت بر دو دیدہ جا بنشیں	״
کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں	داغ
قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اے واعظ	یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں	لا اعلم
نہیں یکساں بتان خوبرو کا ظاہر و باطن	ملائم دیکھنے میں ہیں مگر پتھر سے سخت ہیں	״
آپ کی چال چل گئی ہم پر	بید سے سادے تھے آ گئے دم میں	״
بجز ذلت نہیں کچھ خاک اظہار محبت میں	بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں	״
لشکر اندوہ کے نرغہ میں ہے تنہا یہ دل	فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہیں	ظفر
مشو غافل زکس نزدیک شاہاں	بترس از خر ز آہ بے گناہاں	لا اعلم
کیونکر نہ ہنسیں سنکر حال دل عاشق کو	کمسن ہیں وہ کیا جانیں ارمان کسے کہتے ہیں	״
داغ حرماں۔ درد دل۔ زخم جگر گرد ملال	کاتب تقدیر نے کیا کیا لکھا تقدیر میں	״
جو مری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئیگا	زور کچھ تدبیر کا قسمت سے چل سکتا نہیں	״
زبد اصل چشم بہی داشتن	بشورہ زمیں تخم بر کاشتن	״
لگا دیں کیوں نہ ایسی عقل پر ہم جان شیریں کو	نمک بھاتا ہے سانولی صورت پہ مرتے ہیں	״
ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہیں	واں لڑی آنکھ یہاں اپنا گذارہ ہی نہیں	״
ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں	دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں	״
غیروں کو پوچھتے ہیں کہیں ہنس کے وہ	ہم ہیں کہ انکی بزم سے اٹھواتے جاتے ہیں	״
تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہیں آزردہ	ہم سے ہے رنج نہیں تم سے ہمیں رنج نہیں	״
فکر کونین کی رہتی ہے نہیں میخواروں میں	غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یاروں میں	״
تری باتیں جو لے رشک چمن یاد آ گئیں مجھکو	بہت تڑپا ہوں سنکر چہچہے بلبل کے گلشن میں	״
قدم رکھو دیکھ کر بحر محبت میں ذرا اے دل	[illegible] دریا کے نہاتے ہیں	״
مرغان سحر چہک رہے ہیں	گلہائے چمن مہک رہے ہیں	״
ٹال جاتے ہیں جو بوسہ مانگو	بات مطلب کی چبا جاتے ہیں	״

چہ بدے کن و با مردم دانا بنشیں	یا با صنمے بلطف و رعنا بنشیں	لااعلم
قیامت ہے کسی کا پیار کرنا اس زمانے میں	قضا کا سامنا رکھا ہوا ہے دل لگانے میں	"
حال ستم زدہ دنیا میں حسرت و حرماں	انہیں تجھے بھی دو دن جا کے پہلو میں	انیس
احسان ٹھکانے نہیں دنیا کی ہوس میں	اس وقت میں ایسے بھی تو انسان بہت ہیں	لااعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں	خدا سے کبھی اے بت تو ڈرتا نہیں	"
وہ جنس کس شاہد رعنا کی ہے بازار دل میں	نام لکھواتے ہیں یوسف بھی خریداروں میں	"
غلط ہی کا لگانا چاہیے پوشاک میں	خاک سے رغبت رہے ملنا ہے آخر خاک میں	"
قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش	تری حسرت مرے سینے میں یا کانٹا ہے چھپا سینے میں	"
جوش ہاں شوق دل ہاں	عشق ہاں قصہ مشکل ہاں	"
سراسر خلائق چہ مرد و چہ زن	ہمہ طالب مطلب خویشتن	"
ترے انتظار کشش سے آنکھیں لگیں رہ گئیں پھر کر	آیا نظر کب تک میں راہ تیری دیکھوں	"
کسی کو ملتی ہے یہ دولت کیا کہوں	کچھ عجب شے ہے محبت کیا کہوں	"
نہ رحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں	"
دکھلاتا ہے زمانہ مجھ کو گردشیں	میں اس کا تماشا دیکھتا ہوں —	"
بیا و بنہاد چو مرداں	آں را بکرم تمام گرداں	"
رہی حال پہ اے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	"
آپ کے عشق میں یہ مجھ کو شر نا تھا کیا	دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں	"
یہ درمیان جو ہنود بگاڑ رہتا ہے	وہی شریر ہیں کچھ شریر ہم بھی ہیں	"
صحبت صافی دلاں سے ہو ملکدر تیرہ دل	زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آئینہ	"

پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینوں کا حال زار "
ہم خاک میں ملائے ہوئے آسماں کے ہیں "

بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہیں "

مصرع	مصرع	شاعر
اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں	لا اعلم
عاشق کی چشم تر کی بدولت رواں ہیں پلق	جمنا کہیں ہے گنگ کہیں نربدا کہیں	״
زر زندا ری مرد عاقل زن مکن	چنبر از بار در گردن مکن	״
یہی طالب شہرت و نام لاکھوں	بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں	״
بعد ازیں در عوض اشک دل آید بیروں	آب چوں کم شود از دجلہ گل آید بیروں	״
عصمت کو اک حجاب ہے پنہاں و بینشاں پیدا	پٹہ لگا تو پردہ دری سے نہ شان میں	״
اے نفس پلید آدمی بن	کتے میں ولی کی خصلتیں ہیں	״
واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن	ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندنوں	״
بود بے وفائی سرشت زناں	بیاموز کردار زشت زناں	״
اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے	سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں	ذوق
مرتا ہوں جس کے ہجر میں اسکو خبر نہیں	یارب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں	لا اعلم
آگے عشاق پہ ہم ہنستے تھے	اب تو ہم پر وہ ہنسا کرتے ہیں	״
دل دیجے تم کو جان کا دشمن بنائیے کون	بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھائے کون	״
مشو ایمن از حیلۂ دشمناں	بیندیش و برتاب زاں سو عناں	״
منہ سے جو کچھ کہا ہے دم کے ساتھ	بات پر وضعدار مرتے ہیں	״
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن	״
مے پینے سے ہوتا ہے فراموش غم دہر	خضر رہ آرام ہے یہ جام نہیں	״
یارب ایں آرزوئے من چہ خوش است	تو بدیں آرزو مرا برساں	״
تر دامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں	״
غم و الم میں اگرچہ بہت گزارے دن	خدا کے فضل سے آخر پھرے ہمارے دن	״
جہاں میں ہوں غم و شادی بہم ہمیں کیا کام	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	״
شفقت سے اسکا ذرا دھیان نہیں دار فنا میں	گھر بھول گئے [illegible] رہ کے سرا میں	״
حسینوں سے [illegible]	[illegible] رکھنے کے [illegible] ناک کاٹتے ہیں	״

بے وفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھ کو میری وفا ہی راس نہیں	لا اعلم
نہ ابھی شکایت نہ قسمت کا شکوہ	ہم اپنے کئے کی سزا پائے ہیں	"
روزے بپشیماں گزشت و بروزے بہیچ	اکنوں کہ نگہ کنی نہ آں ست و نہ ایں	"
ز دوستان سخنداں شنیدہ ام پندے	کہ بر ملایت دشمن اعتماد مکن	"
تا کہ احمق باقیست اندر جہاں	مرد دانا کے شود محتاج ناں	"
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی	خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتے ہیں	"
معنی کی فکر چاہیئے صورت سے کیا حصول	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے سراب میں	"
رنج کیا اہل زمانہ پہ گذرتے ہوں گے	جب نکلجاتی ہے آغوش سے دختر دل	"
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ ہست	آں را بدوستاں وہم ایں را بدشمناں	"
بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں	گریباں پھاڑ کے جا بیٹھے صحرا کے دامن میں	"
دل سے بھی بڑھ کے راز محبت چھپاؤں میں	مر جاؤں گھٹ کے نالہ زباں پر نہ لاؤں میں	"
ہم بچھے جاتے ہیں تواضع میں	کبھی مہماں اگر وہ آتے ہیں	"
لپٹ جاؤ سینہ سے لے میری جاں	تڑپتا بہت ہے دل ناتواں	"
دل اپنا چاٹ ہی کچھ ہم سے ہو نہیں سکتا	نہ کام کرتے ہیں کوئی نہ کام سے لیتے ہیں	"
شب ہجراں الٰہی آج بھی کیا طے نہیں ہوگی	اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر میں	"
نام لیتے نہیں ان کا کہ نہ سن لے کوئی	دل ہی دل میں انہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں	"
اب تاب ضبط کی نہیں بیقرار ہیں	ہم چھپنے سے خنجر زر پر نثار ہیں	"
ہے شکل تنہا چنا کچھ بھاڑ پھوڑے کا نہیں	فوج لڑتی ہے مگر ہو حوصلہ سردار میں	"
نعمت کو وہ عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	"
شیوہ مرداں نباشد عشق پنہاں ساختن	کمتر از پروانہ نتواں بود در جاں باختن	"
تنگ آتا ہوں نہایت خاطر مشتاق سے	ہر گھڑی کہتی تھی چل - ہر وقت سمجھاتی تھی ہاں	"
اجازت وہ نہیں آہ و فغاں کی	نہ رکھو حسرت نالہ کشی میں	"
ہر کہ چیزے دوست دارد باشد اندر فکر آں	تشنہ در سودائے آب و گرسنہ در فکر ناں	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
انسون کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں	اون سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں	لا اعلم
نہیں فصل خزاں جسمیں گلستاں اسکو کہتے ہیں	پری گلگشت کرتی ہو پرستاں اسکو کہتے ہیں	״
شمع سفر ورنہ ہوا اپنی خود آرائی پر	رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہیں	״
چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے لباس و نقره و فرزند و زن	״
شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست	ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن	״
زندگانی کا مزہ عشق میں کھو بیٹھے ہیں	اپنی کشتی اسی دریا میں ڈبو بیٹھے ہیں	״
کوئی شے اولاد سے دنیا میں بڑھکر ہے نہیں	کیسا ہی ہو مال پران سے وہ بہتر ہے نہیں	״
کیوں آسیا سے چرخ ہی رسم و دور ہے	نادان کو اوج موج ہو دانا پسا کریں	״
سینہ باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں	پیر ہوکر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	״
قدم سے نیک بندوں کے زمیں پانی پہ قائم ہو	قرار کشتی دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں	״
سفر ملک عدم کا پیش ہو اس نوجوانی میں	گھڑی بھر زندگی دشوار ہے دنیائے فانی میں	״
ہر نفس زانفاس عمرت گوہر یست	گوہر انفاس را ضائع مکن	״
محنت ہی کے پھل ہیں یہاں ہر دامن میں	محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں	״
جاتا ہوں ترے در سے کہ توقیر نہیں	کچھ اس کے سوا اب مری تدبیر نہیں	״
در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں	رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں	״
دوستی اور کسی غرض کے لئے	وہ تجارت ہے دوستی ہی نہیں	״
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں	״
نیکیوں کو آسماں نابود کر سکتا نہیں	جسم مر سکتا ہے نام نیک مر سکتا نہیں	״
نصائح پیر دانا صیقل آئینہ دل ہیں	مقاصد اور مطالب دین و دنیا اس سے حاصل ہیں	״

کسی کے خوف سے جی کھول کر رویا نہیں جاتا

کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں ״

یہ انتہائے محبت ہے آج کل اے ناز — ناز

شباب و حسن ہے جبتک تو چاہ کرتے ہیں

کب تک سوال وصل پہ ہوگی نہیں نہیں — اب تیری نہیں ہی نہیں یا ہمیں تمہیں — لا اعلم
ہزار آفریں برمن و دین من — کہ منعم پرست ست آئین من — ״
چرا یک لقمہ می باید چشیدن — وزاں پس ایں ہمہ خواری کشیدن — ״
برو قناعت کن بہانہ اے جوان — جرم خود راچوں نہی بر دیگراں — ״
بشمشیرے تواں جانے ربودن — بفکرے شاید اقلیمے کشودن — ״
بخیل اور مسرف ہیں محروم دونوں — کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونوں — ״
منعم کے شکر میں بھی ہلائیں کبھی کبھی — تنہا برائے ذلت دنیا زباں نہیں — ״
تا تو دل در بند جاں داری و جاں در بند تن — کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن — ״
کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی — نہ دیکھا مڑ کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں — ״
چلے دنیا سے ہم پہلے عقبیٰ — کوچ پہر مقام کرتے ہیں — ״
طلوع ستم کا گرم ہے بازار اندنوں — پیغام مرگ لائے ہیں آزار اندنوں — ״
ان گرمیوں سے نار جہنم بھی سرد ہے — جو سوز شب اٹھائی ہیں ہجران یار میں — ״
گھبرا دیا ہے درد جدائی نے اس قدر — آتا نہیں سمجھ میں کدھر جاؤں کیا کروں — ״
مجھے ترک الفت گوارا نہیں — مگر کیا کروں کوئی چارا نہیں — ״
تہ اہل زر سے ہونگا وہ خاکسار ہو نہیں — گرد نگا میل نہ ذروں سے وہ غبار ہو نہیں — ״
اے مصحفی میں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو — بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں — مصحفی
کوچۂ جاناں سے جاتے ہیں پر جا سکتے نہیں — گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں — لا اعلم
طبیعت اپنی جب سے آگئی تہذیب لندن پر — کھڑے ہو کر ہم اپنی وضع پریشاب کرتے ہیں — ״
نہیں ہے عشق میں کچھ لطف اس زمانہ میں — تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے میں — ״
یونہی گزری ہے اور گزرے گی یہ عمر — خوشی میں رنج میں غم میں ہنسی میں — ״
ہر کجا بے زحمتے آتش ست و ناں — محتشم داری برادر آں مکاں — ״
کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں — رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں — ״

چڑھنا تھا آسان کوہ عشق پر
اب اتارا اس کا ایدل کیا کریں — لاہم

آرام سے نہیں ہے جو پھیرے خدا سے منہ
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں — 〃

ناصح زبان طعن کو اب بند کر ذرا
میں کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں — 〃

چھوڑ دے عشق حسینان جہاں اے غافل
عشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہیں — 〃

ہے عدو مغموم میں خوشنود ہوں
شکر ہے حاسد نہیں محسود ہوں — 〃

بناوٹ بھی اک فن ہے جو جانتا ہو
تری سادگی کچھ ہمیں جانتے ہیں — 〃

مرا نشاں تو زمانہ مٹا ہی دیتا ہے
جہاں میں دیکھئے رہتا ہے نام بھی کہ نہیں — 〃

روشیوہ رہروی ز شیطاں آموز
یکبار قبلہ بتکبیر و سجدہ بر غیر مکن — 〃

کہاں جائیں تمہارے در سے اٹھ کر
ہمارا کون ہے کون و مکاں میں — 〃

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من
ایں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من — 〃

ہر پھر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں — 〃

صاف قلقل سے صدا آتی ہے ابر آیا ہے
اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں — 〃

مر گئے ہم نجات کے غم میں
ایسی جنت گئی جہنم میں — 〃

لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں
ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں — 〃

دل کی کدورتیں اگر انساں سے دور ہوں
سارے نفاق گبر و مسلماں کے دور ہوں — 〃

آس کہتے ہیں جسے آس نہیں پاس نہیں
یاس پر کیسی حالت میں مجھے یاس نہیں — 〃

تاب بالا ہے اس بات پہ ہم مرتے ہیں
موت بھی سامنے جائے تو کب ڈرتے ہیں — 〃

ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف
ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں — 〃

دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواس و ہوش اپنے جا چکے ہیں
وہی محبت کا حوصلہ ہو ہزار صدمے اٹھا چکے ہیں — 〃

کئے وعدے وفا کس نے یہ دھوکے ہیں یہ گھاتیں ہیں
جو تم کہتے ہو وہ کرتے نہیں باتیں ہی باتیں ہیں — 〃

تو دیکھ الٹ کر من ہیں — کیوں پھرے بھٹکتا بن ہیں — لااعلم

ناداں ہو جو کہتے ہو کیوں جیتے ہو غالب — قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن — غالب

عیب جویاں ہنر ڈھونڈتے ہیں عیب اسیر — جو ہنرمند ہیں وہ داد ہنر دیتے ہیں — امیر

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے — ہم بار بار آپ کو سمجھائے جاتے ہیں — لااعلم

فہمیدہ اگر نہ ہو تو سخن خود ہے رائگاں — بے لطف ہے سخن جو نہ ہو کوئی قدرداں — ”

مطلوب کب ہے جس کا طلبگار ہی نہیں — بیکار ہے مسیح جو بیمار ہی نہیں — ”

بے عشق گرم حسن کا بازار ہی نہیں — یوسف کی قدر کیا جو خریدار ہی نہیں — ”

جان جملہ جہان این است و این — کہ بدانی من کیم در یوم دین — ”

تہارے چھوڑے کیا بھیا - مٹی نہ من کی آس — مچھلی نہ تجت جل ہیں سے چھٹت جات نہ پراں — ”

یہ کیا رنجش ہے آپس میں یہ کیوں ان بن ہے یاروں میں

خدا کے گھر ہیں دونوں مسجدیں ہوں یا شوالے ہیں — ”

(۹)

مغز تحقیق زار با ستم انم مطلب — آنچہ در سر نقش آب یافتند دستار ہیچ — صائب

خدمت کو خلائق کی عبادت سمجھو — افضل احسن ہے یہ کہ عبادت سمجھو — لااعلم

کب سبکدوش ہے قید سے زندان وطن — بو نہ نکل پھاندتی ہو باغ کی دیواروں کو — ”

زمانے نے کچھ کہہ کے پایا ہے مجھ کو — نہ ہنسکر بنایا نہ ہنسایا ہے مجھ کو — ظہیر

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو — ڈیڑھ ہو یا نصف ہو یا پون ہو — لااعلم

گر پڑے سے آگ میں پروانہ سا کرم ضعیف

آدمی سے کیا نہ ہو - لیکن جو ہمت ہو تو ہو — ”

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنوں

رکھے گا نہ دل کے بخیے ادھیڑ تو — ”

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو	لا اعلم
در کار اگر ہے زاد رہ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھا لے دل کو	رئیس
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما	شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو	لا اعلم
پھینکے ہیں منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ	بیٹھکر اکدم کہیں ہو ویں جو ہمکلام وہ	مرزا
بے جرم نہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو	کچھ بات بری منہ سے نہ نکلی تھی بہلے کو	تقی
تا نخواہندت بخوان کس مرو	در پیش مردار چوں کرکس مرو	لا اعلم
گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو	؍؍
جراحات لسان رانیست دارو	جراحات سناں راہست دارو	؍؍
آنچہ ترا گفت کلو او شد بوا	لیک نفرمود کلو تا گلو	؍؍
نہیں تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہوئے بھی تو ہاں شاید دہان زخم خنداں ہو	استاد
ہونا تھا سو ہوگیا بن ہونی نہ ہو	گیانی بھگتے ہنس کر مورکھ بھگتے رو	لا اعلم
اندر سے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	؍؍
بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو	زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	؍؍
جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو	نظیر
گر بگویم زاں بلغزد پائے تو	ور نگویم ہیچ از آں ہے وائے تو	لا اعلم
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں	خدا نے آنکھیں دیا دیکھ بھالنے کو	رند
حیف بر این دانش و آئین او	کور شدہ دیدۂ حق بین او	لا اعلم
گردش دہران آثار سلف ہیں سب کے	رہتی اور ہے کسے دیتی ہے مٹا نہیں ہیں تو	؍؍
سنگدلی ملی وعدہ وفائی اوس محال ہو	الٰہی میں ہوں رہ رحید ہوا تیغ قاتل ہو	؍؍
عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہ ہو	پاؤں اس راہ میں رکھکر کوئی گمراہ نہ ہو	امانت
عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہ ہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہ ہو	؍؍

دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو
جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو — ذوق

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو	نیاز
کسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو	وے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو	"
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	"
بنایا کاکل مشکیں نے سودائی ہزاروں کو	پری پیکر یہ ناگن ڈس گئی شامت کے ماروں کو	لا اعلم
گرم بازار رضا ہیں چمن دہر میں ہے	ہرزہ دو سے باد صبا جا کے کھٹر پیدا ہوں کو	"
گل سے بلبل کی خوش بیانی پوچھو	ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو	انیس
توقیر کلام حق سمجھتا ہے کلیم	موسیٰ سے رموز لن ترانی پوچھو	"
شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجھ کو	جس کے پیں ہاتھ پڑا اس نے جلایا مجھ کو	ناظم
تمہیں ہم تو دیکھینگے تم گو نہ دیکھو	ہمیں دیکھنا آپ دیکھو نہ دیکھو	نظیر
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو	اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو	لا اعلم
نہ تو فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو	اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو	محزون
جو ہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو	صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو	آتش
صاف ہو ہر چند باطن عذر بزدل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو	لا اعلم
عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھ کو	مصحفی
نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز	گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو	لا اعلم
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال	کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو	ناسخ
جو شب بیدار ہیں وہ غافلوں پر ہنستے ہیں غالب	بہت سی فوج پر بھاری ہے تھوڑی فوج شبخوں کی	لا اعلم
شنیدست کہ استر ستر اللہ علیک	پردۂ کس نہ دری کس ندرد پردۂ تو	"
واہ واہ شاباش ہے بس حضرت انسان کو	کار بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان کو	"
بے طلب زنہار بر خوان کسان مہمان مشو	گوہر بے قیمتی سنگ بدندان مشو	"
با خلق آشنا نشود مبتلائے تو	بیگانہ باشد از ہمہ کس آشنائے تو	"
سازم قدم ز دیدہ و آیم بسوئے تو	تا ہر قدم بدیدہ کشم خاک کوئے تو	"
نہ گل شناسم و نے باغ و بوستان بے تو	کہ دیدہ در نکشایم باین و آن بے تو	"

خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو	انیس
تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو	پیش نظر ہو ساقی پہلو میں گلبدن ہو	لا اعلم
اس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	”
نظر آتا ہے گل آزردہ دشمن باغباں مجھ کو	بنانا تھا نہ ایسے بوستاں میں آشیاں مجھ کو	”
سینکڑوں کوس سے رزق اڑ کے چلا آتا ہے	پر لگا دیتا ہے رزاق مرا دانے کو	”
پری زاد و پری رو پری خو	غلط گفتم پری شرمندہ از تو	”
حسن نمکیں کو لئے کیا چاٹیں	جب زیست ہی اپنی بے مزہ ہو	”
آپ اپنے انہیں کو پیار کریں	جن سے الفت ہی آج کل تم کو	”
ماں باپ سے جدا کوئی گل پیرہن نہ ہو	پھولا پھلا اجاڑ کسی کا چمن نہ ہو	”
سر پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھاؤں تجھ کو	آمری جان گلے سے میں لگاؤں تجھ کو	”
نازاں منم کہ ہمچو توئی قدرداں من	نازاں توئی کہ ہمچو منی مدح خواں تو	”
تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم	تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو	”
نہ ترک عشق ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	یہ کس طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	”
قیس صحرا میں اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو	”
شکر بجا آر کہ مہمان تو	روزی خود می خورد از خوان تو	”
جواں مرداں نہ پیچند از سخن رو	ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو	”
کیا بادۂ گلگوں سے مسرور کیا دل کو	آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو	”
عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کئے	باغ بلبل کو دیا کوچۂ جاناں مجھ کو	”
صبح پیری شد و مد آخر و مے ہشیار شو	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شو	”
ناصحا پند مجھ سے وحشی کو	اس کو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو	”
جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو	عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو	”

یاران ہم نشین ہمہ از من جدا شدند
ماییم و آستانۂ دولت پناہ تو — ”

اللہ رے بیخودی کہ ہی چاہتا ہی دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	لاأعلم
ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو	ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو	"
میں سمجھ بھی جاؤں شاید دل مرا سمجھےگا کب	ناصح مشفق جو سمجھاتے ہیں سمجھانے بھی دو	"
قسّام نے لکھہ کر مری قسمت میں غریبی	فرمایا مزاج اس کا امیرانہ بنادو	"
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں	الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو	ظفر
شب ہجر تو چوں بیمار می غلطم زبیتابی	ازیں پہلو بہ آں پہلو زاں پہلو بایں پہلو	لاأعلم
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	"
آب رواں ہو سبزہ ہو پہلو میں یار ہو	مدت سے یہ ہوس ہی کہ ایسی بہار ہو	"
کس کی ملت میں گنوں آپ کو بتلا اے شیخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھ کو	"
زن بد در سرائے مرد نکو	ہم دریں عالم است دوزخ او	سعدی
دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو	لاأعلم
کب سبکدوش رہے قیدئ زندان وطن	بوئے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو	"
سنا کر حال دل اپنا رجوع اس کو کیا ہم نے	جو جادو ہو تو ایسا ہو جو فتنہ ہو تو ایسا ہو	"
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھیرا	تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو	غالب
اے دل صبور باش بر آفات روزگار	نیکو شود بصبر سر انجام کار تو	"
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو	یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو	"
انگڑائی لینے میں جو ڈوپٹہ سرک گیا	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو	"
جھگڑے سنتے ہو رند و زاہدوں کے	آج میرا بھی کچھ بیاں سنو	"
ہر عداوت کا دفع ممکن ہے	پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو	"
اس کا ہے کون جس کی مدد پر خدا نہ ہو	ڈوبی وہ ناؤ جس کا خدا ناخدا نہ ہو	"
اطاعت میں اس شاہ کی تم رہو	کہ آرام جس کی حکومت میں ہو	"
تواضع چاہتے ہو زاہد و کیا بادہ خواروں سے	کہیں جھکتے بھی دیکھا ہی بھلا شیشہ کی گردن کو	"
اے چشم دیکھ تو بھی حیا سے جدا نہ ہو	وہ آنکھ ہی نہیں ہے کہ جس میں حیا نہ ہو	"

مصرع اول	مصرع ثانی	
آنکس کہ ندارد آں دو بانو	در سیل بلاست تا بزانو	لاعلم
الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو	ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو	״
محبت سے بنا لیتے ہیں اپنا دوست دشمن کو	جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو	״
چمن میں مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو	ہوا ہے سرد بھی ہو ابر نوبہار بھی ہو	״
تم جاؤ تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو	ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو	״
میں ہوں مجرم تیرے آگے تو ہی مجرم پیش حق	عفو کر تو میرے حق میں حق کرے تجھ کو عفو	״
اوس کی فرقت میں کہوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	״
من ندیدم در جہان جستجو	ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو	״
اس کا نہیں شکوہ ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو	عاشق ہے وہی ہجر میں بھی جس کو مزا ہو	״
آتا نہیں قرار دل بے قرار کو	یا رب دکھا دے جلد مرے گلعذار کو	״
نکالیگا خالق مری آرزو	کہ آیا ہے قرآں میں لا تقنطوا	״
بزم میں پاتے نہیں ہم ساقی گلفام کو	جانتے ہیں ہم ہتیلی کا پھپھولا جام کو	״
زمیں پہ سوتے ہیں چھوڑا ہے شہ نشینوں کو	اجل مکاں سے کہاں لائی ہے مکینوں کو	״
من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو	عمر خیام
داستاں میری سنو قصۂ مجنوں نہ سنو	وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیاد نہ ہو	״
فقیر را از چشم و از سیمائے او	می شناسد ہر کہ دارد رنگ و بو	״
عاشق مزاج رند کو زاہد نہ چھیڑ تو	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	״
دکھلا کے تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو	موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو	״
بے آبرو گہر ہے اگر مشتری نہ ہو	الماس سنگ ہے جو کوئی جوہری نہ ہو	״

یہ وہ عشق خانہ خراب ہے کہ زمیں پہ اہل غرور کو

کوئی دن میں خاک نشیں کرے اگر آسماں پہ دماغ ہو — ״

مجھے تجربہ یہ حاصل ہوا ہے آخر کو

ہو قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو — ״

ه

حرامش بود نعمت پادشاہ	کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ	لااعلم
چو بد کرد است بد را بد سزا دہ	بہ نیکاں ثمرۂ نیکی جزا دہ	״
شود ظالم ز ظلم خود خراب آہستہ آہستہ	رود چوں دشنۂ قصاب آب آہستہ آہستہ	״
باید نواخت پشتِ خرانرا بچوب و سنگ	بیروں نہند چوں قدم از نہج روی راہ	״
شگوفہ گاہ شگفتہ است گاہ خوشیدہ	درخت گاہ برہنہ است گاہ پوشیدہ	״
وقت بد میں نہیں یاروں کی مروت باقی	آنکھہ دنیا کی بدل جاتی ہے تقدیر کے ساتھ	״
آن چیز کہ شبہا بدعا خواستمے	صد شکر کہ امروز میسر گشتہ	״
جہاں میں جن کو حکومت ہے اُن کو نیند کہاں	کہ لگنے دیتی نہیں فکر بندوبست کی آنکھہ	״
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ	کہ اس میں آتی تو روزی ہے اور نہیں روزہ	״
زباں ورد کرد و در دل فکر خانہ	چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ	״
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت کدہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ	״
وہ بات کیجئے کہ رہے یادگار کچھہ	دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھہ	״
فائدہ تازہ بروں آمدہ	چاشنی گیر کہ چوں آمدہ	״
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود	دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ	״
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ	ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ	״
گیرم کہ بکام دل ماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	״
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	سعدی
بخت و دولت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	لااعلم
دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ	سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ	״
آنکہ خوابش بہتر از بیداریش	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	״
زن از پہلوے چپ شد آفریدہ	کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ	״

اے خاک درت قبلۂ آمال ہمہ	وے کعبہ کوئے تست اقبال ہمہ	لااعلم
آب زمزم و کوثر سفید نتواں ساخت	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	حافظ
نشاید آشنا گشتن بمطلب رنج نادیدہ	نگردد چوں قلم صاحب سخن ہر نا تراشیدہ	لااعلم
بمطلب می رسد جویائے کام آہستہ آہستہ	ز دریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ	صائب
مکن نقصان عمر خود بفہم پیچیدہ پیچیدہ	چرا کوتاہ کنی ایں رشتہ را تابیدہ تابیدہ	"
بگردد مشرب آئینہ می تواں گردید	کہ با سفید سفید ست و با سیاہ سیاہ	لااعلم
می تواں کردن بہ نرمی جائے در دلہا سخت	رشتہ از ہمواری خود غوطہ در گوہر زدہ	شیدا
نشد در دامن سنگیں دلاں یاد اشش ظلم آخر	بکاہد آسیا خود دانہ را سائیدہ سائیدہ	لااعلم
بہر مظلوماں ہمی کاوند چاہ	خود ہمی افتند و می گویند آہ	معنوی
دور باش از دوستی مال و جاہ	زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ	لااعلم
دست کوتاہ باید از دنیا	آستیں خواہ دراز خواہ کوتاہ	"
مکن بد بفرزند مردم نگاہ	کہ فرزند خویشت برآید تباہ	سعدی
اللہ رے گمرہی بت و بت خانہ چھوڑ کر	مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ	مومن
گر از طعام تن عام می شود فربہ	تن کریم ز اطعام می شود فربہ	صائب
ورت بہ ریزش فقیراں را وبال گردنست	ابر بے باراں کند دلہائے روشن را سیاہ	"
رہ نیست سعدی کہ مردان راہ	بہ عزت نکردند در خود نگاہ	سعدی
سیلے نخوری تا ز کف اہل زمانہ	چوں مہرۂ شطرنج مرو خانہ بخانہ	کلیم
آئی تھی جس بات کو بھول گئی وہ بات	کیا منہ دکھلاؤں پیو کو دونوں خالی ہاتھ	لااعلم
سورے رن جاکے کس کا ڈھونڈے ساتھ	ساتھی تیرے تین ہیں ہیاں کٹارا ہاتھ	"
در قیامت سپر آتش دوزخ گردد	از درم مہر اگر بر لب سائل زدہ	"
توشۂ رہ داں بغیر از ہمت مردانہ نیست	شیر غربت دیدہ را چنگال باشد زاد راہ	ناصر علی
غم قوت ہے بندے آزادہ رہ	خدا سے تو کیا غم ہے دلشادہ رہ	میر تقی

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ	چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ	میر تقی
خالی نہیں ہے خواہش دل سے کوئی بشر	جاتے ہیں سب جہان سے اک آرزو کے ساتھ	״
ہر طرح زمانہ کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ	گر دل ہوں تو آزردہ خاطر ہوں تو رنجیدہ	درد
صورت آباد جہاں کے حسن کے شیدا نہ ہو	صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ	آتش
مشو فقطہ پرواز ہر بہ گیتی	کہ گردی بہ بیہودہ گوئی فسانہ	یمین
بلبل بباغ و جغد بویرانہ ساختہ	ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ	ہلالی
خاک وجود ما را اے تن بباد دردہ	باشد کہ اندریں رہ بینی یکے سوارہ	یمین
شاہد معنی عیاں دما بصورت ملتفت	اے درون جہل ما چوں روئے نادانی سیاہ	عرفی
نشاید صاحب نام نکو شد رنج نا دیدہ	نگیں ہرگز نہ گردد بدست سنگ نا تراشیدہ	مخلص
ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز	گفتمش فتنہ ست خوابش بردہ بہ	سعدی
ز ابتدائے دور عالم تا بعہد پادشاہ	از بزرگاں عفو بودست از فرودستاں گناہ	״
بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ	״
عید ست و موسم گل ساقی بیار بادہ	ہنگام مے کہ دیدست بے مے قدح نہادہ	״
وابستگی سی ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ	پالا پڑا ہے ہم کو خدا کس بلا کے ساتھ	״
میخانہ او بہر خرابہ	دیوانہ او بہر خرابہ	״
اے متاع درد در بازار جاں انداختہ	گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ	عرفی
در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ	زیں توبۂ ناصواب یا رب توبہ	״
من بندہ چہ دانم کہ چہ می باید خواست	دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں دہ	״
تا قیامت شکر گوید از آں خاکے کہ تو	اے بت شیریں ادا آنجا تبسم کردہ	״
آں طلب امروز بہر گوشہ	کز پئے فردات بود توشہ	״
مرد ہمہ جا بہر کارہ بہ	شخص معطل خجل و خوار بہ	״
خرابات جہاں برباد ہو جائے تو ہو جائے	رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ	״
ملتا نہیں اے یار کہیں تیرا ٹھکانہ	ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھے خانہ بخانہ	״

یہ عارض گلگوں ہے گل تر سے زیادہ	یہ قامت موزوں ہے صنوبر سے زیادہ	لاعلم
دلربا یانہ وگر بر سر ناز آمدہ	از دل ما چہ بجا ماندہ کہ باز آمدہ	”
اے کہ از ناوک مژگاں دل من دوختہ	ایں قدر شوخی چشماں تو کہ آموختہ	”
برو ایں دام بر مرغ دگر نہ	کہ عنقا را بلندست آشیانہ	”
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	شنیدہ کے بود مانند دیدہ	”
اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ	”
بتواک ذرا اپنی صورت تو دیکھو	یہ منہ اور دعویٰ خدائی کا توبہ	”
پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسماں	در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ	”
گوش و زباں در رہ غیبت منہ	از بد کس گوش و زباں پاک بہ	”
ہمہ کار شاہان حکمت پژوہ	ز رائے وزیراں پذیرد شکوہ	”
گر خاطر شریعت رنجیدہ شد ز حافظ	باز آکہ توبہ کردم از گفتہ و شنیدہ	حافظ
بوسہ بمن دادی و رنجیدہ ۂ	باز رستاں گر نہ پسندیدہ ۂ	لاعلم
کھنچا ہے خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہے	وہاں تیغ آزمائی ہے یہاں ہمت ہی مردانہ	”
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسیٰ کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ	”
تجربہ کردم ز ہر اندیشہ	نیست نکو تر ز سخا پیشہ	”
در دل سینۂ من زخم بے نشاں زدہ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ	”
ہندو میں دایا نہیں۔ رحم ترک میں ناہیہ	کہیں کبیر دونوں گئے۔ لکھ چوراسی ماہیہ	کبیر
اسپ تازی اگر ضعیف بود	ہمچناں از طویلہ خر بہ	سعدی
شور بختاں بہ آرزو خواہند	مقبلاں را زوال نعمت و جاہ	”
در آنکہ خوابش بہتر از بیداریست	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	”
ہر کہ دست از جان بشوید	ہر چہ در دل دارد بگوید	”
دو بامداد گر آید کسے بہ خدمت شاہ سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ		”

ہرگز آں را بہ دوستی مپسند — کہ رود جائے ناپسندیدہ (سعدی)

تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال — نیم خوردہ دہان گندیدہ (")

بے زر نتواند کہ کند بر کس زور — ور زر داری بزور محتاج نہ (")

تجربہ کردم زہر اندیشۂ — نیست نکوتر ز سخا پیشۂ (لا اعلم)

نیاید بدیں در کسے عذر خواہ — کہ سیلِ ندامت نشستش گناہ

نگو پائے عزت بر افلاک نہ — بگو پائے اخلاص بر خاک نہ

ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا — جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ (ذوق)

کس نیاید بخانۂ درویش — کہ خراج زمین و باغ بدہ (لا اعلم)

صہبائے مسرت سے لبریز ہو پیمانہ — آباد رہے ساقی ہر دم ترا میخانہ (")

گزر یارب گلستاں میں ہوا ہے کس شرابی کا — کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ بلبل ہے مستانہ (")

بد اندیش مردم سر افگندہ بہ — درخت بد از بیخ برکندہ بہ (")

ایں موئے نیست بر سر من بلکہ خار عشق — در پائے من خلیدہ و از سر بر آمدہ (")

چوں بہ قوت حریف خصم نۂ — حیلہ و مکر را ز دست مدہ (")

ایک رخ کو آپ کے کس کس سے ہم تشبیہ دیں — شمع، گل، خورشید، انور، اختر، آئینہ (")

اے دل بکوئے دوست گزارے نکردۂ — فرصت ز دست دادۂ کارے نکردۂ (")

اے جان من جانان من از من چرا رنجیدۂ (")

دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ (")

کوئی مرجائے تم کو کیا پرواہ — داد تم کو نہیں خدا ہے گواہ (")

نگر دید محروم زیں بارگاہ — چہ بخت سپید و چہ روئے سیاہ (")

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ (")

در کفِ شیر نر خونخوارۂ — جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ (")

ایں سعادت بزور بازو نیست (")

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (سعدی)

کال کرے سو آج کر۔ آج ہے تیرے ساتھ	کال کال تو کیا کرے۔ کال ہی کال کے ہاتھ	لا اعلم
ایک گھڑی۔ آدھی گھڑی اور آدھی میں آدھ	کبیر سنگت سادھ کی کٹیں کوٹی اپرادھ	کبیر
نہ در جانم ہوا باقی نہ اندر دل ہوس ماندہ	بیا ساقی کہ ایں ویرانہ از بسیار کس ماندہ	لا اعلم
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت سرا کبھی۔ کبھی ماتم سرا ہے یہ	مومن

ے

آنے جانیوالے لاکھوں ٹھوکریں مار گئے	پر نہ ہم مانند سنگ اس آستاں سے اٹھ سکے	جرأت
ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف	مار بھی اک دن غذائے مور ہے	״
ایک کے نفع سے ہے ایک کو نقصان یہاں	جام بھر جائے جو ساقی ہے مینا خالی	״
ہے بوڑھا تو نہ ہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام	راہ میں تھک کے جواں بیٹھ رہے پیر چلے	״
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری پر غرور	ایک دن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی	״
مردم خونریز ہیں کیا مال پیش اغنیا۔	قدر لوہے کی بھلا ہو خاک زر کے سامنے	״
دے جسے رفعت خدا اسکو تواضع ہے ضرور	ہو اگر محراب مسجد بھی اسے خم چاہیئے	״
پھرتے ہیں حاجی ہزاروں ایک صاحبدل نہیں	وادی کعبہ یہ ہے دل کا بیاباں دور ہے	״
صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے	پانی میں ہے شرار وہی پتھر بھرے ہوئے	״
جو کوئی اس جہاں میں یکدم خوشنود ہوتا ہے	تو اگر سو طرح کا غم وہیں موجود ہوتا ہے	״
نہ کوئی ہے دوست نہ مہرباں شفیق ہے نہ رفیق یاں	کریں کس سے ہم غم دل بیاں جو سخن کے تھے شنوا گئے	״
غم میں ہیں جب رشک گل کے سوکھکر کانٹا ہوا	وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں مری یہ خار ہے	״
دو عالم سے پرے ہے وہ جو اس میں لیں نظر آوے	اس آئینہ کو گر دیکھو تو جام جم سے بہتر ہے	״
مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے	آسماں اس کا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے	ناسخ
غیر کا کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا	چوب بستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہے	״
دے کسی کو قابو جو انسان کا بس چلے	پاؤں کے بدلے ہاتھ سے راہ خدا چلے	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہے	خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے	ناسخ
جو اعلیٰ ہے سو اعلیٰ ہے جو ادنیٰ ہے سو ادنیٰ ہے	نہیں کچھ قدر سایہ کی بڑھے گو قد انساں سے	"
لاکھوں ہی نامور ہوئے دنیا میں بے نشاں	اک گور میں ہیں کتنے سکندر بھرے ہوئے	لا اعلم
دل سیہ ہے بال سب اپنے ہیں پیری میں سپید	گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی	"
آگے آزادوں کے ہیں زردار کیا	سرو گلشن پیش گل کیا خم رہے	"
نہیں ہوں مخاطب نہ تو ہے مخاطب	وہی ہیں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہے	"
گر نہیں باران رحمت اشک حسرت ہی سہی	میری کشت آرزو کو ایک پانی چاہیئے	"
شب سے دن کو ہوتی ہے گرمی مزاجوں میں سوا	پیری میں دونا جوانی سے جنوں کا دور ہے	"
اے جنوں سب جیتے جی کے ہیں ہوسے کا کون ہے	مجھ میں جب تک دم رہا نالے رہے زنجیر کے	"
کیا توقع رکھئے اپنوں سے کہ مژگاں ہیں گر	آنکھ اگر پھڑکے علاج اسکا ہو برگ کاہ سے	"
ہر اک اعلیٰ ہے اپنے حفظ میں محتاج ادنیٰ کا	در گنجینۂ زر میں لگے زنجیر سونے کی	"
کہاں کا زر برے وقت اہل جوہر کام آتے ہیں	کوئی زردار بنواتا نہیں تلوار سونے کی	"
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی	قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے	آتش
رعیت کو ستانا بادشاہوں کو نہیں لازم	جو ہوں صحت سے اعضا روح کو آرام ملتا ہے	اسیر
مزدور اگر نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں بادشاہ	سائے جہاں کا بوجھ ہیں سر پر دھرے ہوئے	"
اہل جوہر کا کمینہ سے کبھی ہوتا ہے کام	چھانٹتا ہے باغباں مہندی کو کب تلوار سے	"
دن ہے خدا نے ہم کو دیا کام کے لئے	اور رات کو بنایا ہے آرام کے لئے	آزاد
بے معصیت خزانۂ رحمت ہے رائگاں	سچ پوچھئے تو جرم نہ کرنا قصور ہے	اسمٰعیل
معلوم ہوا کہ دید حیرانی ہے	معلوم ہوا کہ علم نادانی ہے	"
راہ و رسم خط کتابت ہی سہی	گل نہیں تو گل کی نکہت ہی سہی	"
دل سے مانو جو عقل بینا ہے	کہ مرے بعد پھر بھی جینا ہے	"
اسراف نے ارباب تمول کو ڈبویا	عالم کو تفاخر نے تو زاہد کو ریا نے	"
عمائد نے کی وضع جو اختیار	وہی سب کو مد نظر ہو گئی	"

آیا ہوں جانب عدم ہستی سے	پیدا ہے بلند پائگی پستی سے	اسمٰعیل
نامرد کے ہاتھ میں پہنچ کر	شمشیر نیام ہو گئی ہے	״
براہ کرم اس کو طے کیجئے	جو ان بن کسی بات پر ہو گئی	״
جس درجہ ہو مشکلات کی طغیانی	ہو اہل ہمم کو اور بھی آسانی	״
سرگشتگان شوق سے راہ وصال پوچھ	نے شرق و غرب ہے نہ یسار و یمین ہے	״
صبح کو بھولے تو آئے شام کو	دیکھئے کب آئیں بھولے شام کو	״
کچھ نہ کرنا بھی مگر اک کام ہے	گر نہیں صحبت تو عزلت ہی سہی	״
درد سے لبریز سینہ چاہئے	چشم پر خوں جائے مینا چاہئے	״
خلوت میں بھی لاتے نہیں عاقل اسے منھ پر	جو بات کہ شائستۂ جلوت نہیں ہوتی	״
ابنائے روزگار میں ایسا بھی کوئی ہے	جس نے حقوق صحبت ادا کئے	״
اعلیٰ تھا جس کا رتبہ وہ اسفل میں ہے اسیر	صف نعال موقع پر صدر الصدور ہے	״
دھوکے میں نہ آجائیو افسون زباں کے	ہر چند کہ بڑھ اپنی فصاحت کی یہ ہانکے	״
اتفاقی ہے یہاں کا ارتباط	سب ہیں بیگانے یگانہ اور ہے	״
راہ کے رنج و تعب کا کیا گلہ	جب کہ دل سے گرد کلفت دھل گئی	״
ممکن ہے کہ ٹل جائے جبل اپنے مقر سے	لیکن کبھی تبدیل جبلت نہیں ہوتی	״
زبان و زر زمین و زن ہیں فتنے	رہے ایمن بشر چاروں کے شر سے	برق
نہال خوش طبعی کا ثمر فساد ہے بحر	گل مزاج سے رکھ دامن سخن خالی	بحر
ظاہر پرست خلق ہے ظاہر درست کر	کیسے صفات و ذات جو کچھ ہے لباس ہے	״
مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد	طفل ناداں کو برابر بوئے مشک و ہینگ ہے	تراب
جو بندہ سیم و زر کا ہوا امیروں کے قدم پڑنے	جسے شاہوں سے ملنا ہو وزیروں کے قدم پکڑے	״
کالعقارب ہیں اقارب نہیں کچھ اس میں شک	اس زمانے میں تو غیروں سے بدتر ہیں اپنے	״
کروگے جو یہاں اسراف واں دوگے حساب اپنا	یہ بالا بالا جانے کا نہیں دوزخ میں پڑنا ہے	״

خرچ لا یعنی بہت خیرات اک پیسا نہیں	تس پہ ہے اظہار قرض و زیر باری ہائے ہائے	تراب
جاہل کے آگے پیچھے ہے عالم کا قیل و قال	داناں کی بات کچھ نہیں ناداں کے سامنے	״
ہنر کچھ آپ میں باپ میں ہوا تو کیا	کہیں پسر کو بزرگی پدر کی ترکہ ہے	״
قاعدہ ہی جنس سے ہوتی ہے خوب اصلاح جنس	صاف اکثر کرتے ہیں فولاد کو فولاد سے	توفیق
فراق روح کیونکر ہو گوارا جسم انساں کو	اجڑ کر پھر نہیں آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے	جلیل
محبت سے جو پیش آؤ تو دل پر کیوں نہ ہو قبضہ	یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے	״
ہے دعا لازم دوا کے ساتھ ہی	تالی بجتی ہے تو دونوں ہاتھ سے	جمیل
بھلی عورتوں سے برائی نہ ہوگی	بُرے مردوں سے بھلائی نہ ہوگی	جاں نثار
وقت بد آئے تو ہو دلسوز بھی اپنا عدو	شب کو صرصر سے چراغاں پر طپانچے دود کی	جویا
نہ دنیا کے ہوئے ہم اور نہ دین کے	ادھر حسرت ہے اور دہشت اُدھر کی	״
کہہ بیٹھئے نہ منہ سے کسی کو برا بھلا	دل ہی میں رکھیئے اور نظر ہی میں تاڑیئے	حسن
عیب بھی دیکھیے ہنر بھی دیکھیے	خار بھی دیکھیے ثمر بھی دیکھیے	حالی
باپ ہوں جن کے مروت والے	بیٹے پھر کیوں نہ ہوں ہمت والے	״
کانٹے بوئے کہے پھل کھاؤں تو کیسے کھائے	میوہ کھاتا ہے وہی جیسا کوئی بوتا ہے	خاموش
اے موت تیرا حکم زمانے میں عام ہے	سکہ رواں جہاں میں ترا صبح و شام ہے	خواجہ دل محمد
گر زندگی اس طرح سے اے درد جہاں میں	خاطر پہ کسی شخص کے تو مار نہ ہووے	درد
تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	״
دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے	جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے	داغ
غیر سے کیا گلہ محبت میں	اپنے ہاتھوں خراب ہم تو ہوئے	״
گور کے ہیں نہ الٰہی گھر کے	ٹھوکریں کھاتے ہیں کاسے سر کے	داو
موت اک روز تجھے آئے گی	قبر میں کھینچ کے لے جائے گی	״
اب کہاں ہیں ترے رونے والے	دیکھ اے قبر کے سونے والے	״
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا	چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی	ذوق

مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے
کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے — ذوق

گزرتی ہے مزے میں زندگی غفلت شعاری سے — مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے — ״
بے وفائی سے عزیزوں کے ہوا یہ ثابت — ہم نہ دنیا میں کسی کے نہ ہمارا کوئی — ذاکر
مقبول و مستجاب نہ ہو بے حضور قلب — نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے — رنجور
کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ہے لازم — اچھی بیکاری سے ہے بیگاری — رونق
راستی پر نہ آئے گا کج رو — سیدھی کتے کی دم نہ ہوگی کبھی — ״
اچھوں سے برائی کی توقع نہ رکھو تم — ہو کوئی برا پھر تو بھلائی نہ ہو اس سے — زور
ہم دعا مانگیں تو اپنے دل میں پر ساماں کہاں — لاکھ اہل دل ہیں کہنے کو آمیں چاہئے — سوز
خدا ہی جانے یا دل جو گزرتی ہے مرے دل پر — بجلے درد درونی سے کسی کے کون واقف ہے — ״
ناکام رہتے ہیں کہیں خلق کے ہونے والے — اپنی تقدیر کو رویا کریں رونے والے — سفیر
جب ہم ہوئے یتیم تو معلوم ہو گیا — نعمت جہاں میں بڑھ کے نہیں والدین سے — ״
جوہر ذاتی سے بہتر کون جوہر ہے سعید — خوف چوروں کا جسے نہ خطرۂ جاسوس ہے — سعید
اک دم کی زندگی کے لئے کیا کروں لباس — ہے جوں حباب جز و بدن پیرہن مجھے — شہید
کیا میں آیا تھا کرنے کو یارب — اور چلا ہوں یہاں سے کیا کرکے — ״
تجھے نگاہِ مروت اگر نہیں تو نہ ہو — ہمیں تو مد نظر پاس آشنائی ہے — ״
جنازہ دیکھ عدو کا نہ شاد ہو اے شرم — جہاں فانی ہے ہر اک کو موت آنی ہے — شرم
ہر چیز میں خدا ہے ہر چیز میں خودی ہے — ہر چیز میں نیکی ہے ہر چیز میں بدی ہے — شفق
گر خدا نے نیک و بد کی عقل دی — دوست دشمن دیکھ لینا چاہئے — شاطر
ناپائدار رہتا ہے اسباب مستعار — چھٹتی ہے شب سے صبح روا نور مادلی — شائق
بیٹھا ہم نگاہ سے سنگے جس وقت دن پھر آگئے — بد نصیبی طالع بیدار ہو کر رہ گئی — ظہیر
کبھی رتبہ بلند انکا نہ ہو جو پست ہمت ہیں — دکھائے گر بلندی لاکھ وہ اپنی عمارت کی — ظفر
بہتر ہو سب کی دوستی کر دوستداری ایک کی — ایک ہو یار نبھ جائیگی یاری ایک کی — ״

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی — ہیرے میں کسی طرح کثافت نہیں ہوتی — عاشق
طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے — یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گزر گئی — ''
لباس ظاہری کو چاہئے کچھ جوہر ذاتی — تکلف کیا ہوے زر پوش گر مہر منور سے — ''
پس مردن نہیں کوئی کسی کا — مداراتیں ہیں ساری جیتے جی کے — عالم
اس کا ہوتا ہے مقبول عام ہر اک کام — ہنر کے ساتھ ہو جس شخص میں ذہانت بھی — عاجز
جہاں میں دیکھئے جس کو اسی کا خواہاں ہے — عجیب گوہر نایاب ہے شرافت بھی — ''
کچھ تو ہنس بول اے دل درد آشنا — آئے ہیں دنیا میں دو دن کے لئے — ''
کریں کب رازداری ترم آتش مزاجوں کی — صدا دیتی ہے گر ڈالو تپے پر بوند پانی کی — عاقل
اٹھنا آپس کی صفائی کا برا ہوتا ہے — عکس بھی آئینہ ہٹنے سے جدا ہوتا ہے — ''
غالب برا نہ مان جو کوئی برا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — غالب
آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ''
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن — دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے — ''
پر ہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے — ''
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی — ''
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ''
بڑے نادان ہیں اپنوں سے جو امید رکھتے ہیں — لب خشک صدف کس دن ہوئے تر آب گوہر سے — غافل
طبع بد پر کیا اثر مثل زمین شور ہو — دانہ نیکی نہ ڈالو اس میں بونے کے لئے — فوق
سوا کانٹوں کے آخر کس نے پھل پایا ببولوں سے — شگفتہ کب ہوا بلبل کا دل کاغذ کے پھولوں سے — ''
گوارا کامرتی کب ہو زیر چرخ زنگاری — کہ ہر دم آسماں کو ہے یہاں میل دل آزاری
نہاں ہر رنگ میں دنیا کے نیرنگ زمانہ ہے — ہر اک موجود یاں تیر حوادث کا نشانہ ہے — ''
بہار گلشن ایجاد کی کیا کم وقاری ہے — نہ گل کا رنگ ثابت ہے نہ بو میں پائیداری ہے — ''
مسرت میں شمول حرف مدغم میں یہ حکمت ہے — یہ معنے اسکے ہیں یعنی خوشی میں غم کی شرکت ہے
چلے کیا اہل ہمت پر فلک کی فتنہ پردازی — بدل دیتی ہے عالی ہمتی قسمت کی ناسازی

مہ کامل کی پہلے ابتدا ہوتی ہے کاہش سے	زمیں کسب ضیا کرتی ہے روز و شب کی گردش سے	فوق
نقد قناعت اور ہے اور نقد زر ہے اور	ممکن نہیں جو دین سے دنیا ملائیے	قطب
سوائے دل شکنی سب مباح ہے اے شیخ	خبر تجھے نہیں رندوں کے دین و مذہب کی	قائم
اس سے رہو ہمیشہ خواہاں ترقیوں کے	سمجھیں گے کیا نتیجہ ناداں ترقیوں کے	کیدار
خیال خام ہے اہل جہاں کی الفت	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہو کے چلے	لا اعلم
رکھیے یہ نکتہ یاد ہزاروں نکات سے	عورت خراب ہوتی ہے مردوں کی ذات سے	،،
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے	کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے	مصحفی
حسرت پر اس مسافر بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	،،
انسان کیوں ڈرے کسی مغرور سے عزیز	دبتے رہیں مکان دنی خرد باغ سے	نیر
تجھ کو حاصل صلح کل ہے گر تو اے دل کیا حرج	ہو گلے میں سبحہ و زنار رہنے دیجئے	مسکین
ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمیں کیا	مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے	،،
کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر	کر لے حساب آج ہی یوم الحساب ہے	،،
کلفت کے وقت چاہیے مضطر نہ ہو کبھی	انساں بنا ہے راحت و آرام کے لئے	،،
ہستی سے پھر عدم جس وقت جا بسیں گے	یہ جھگڑے یہ بکھیڑے یہ رنج و غم نہ ہوں گے	لا اعلم
یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلع صاف	کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے	محب
خاک پہنچائے گا وہ منزل تک	راستہ جو نہ رہنما جانے	،،
چھپے لاکھ پردوں میں پر خون ناحق	کہے گا خدا سے کہ قاتل یہی ہے	،،
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیریں	ذائقہ بس ہے زباں کا مرے دنداں کے تلے	،،
مفت دیتا نہیں خدا کچھ بھی	حوریں ملتی ہیں جنگ میں مر کے	،،
اے بلا آکے تو بہبود کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی مرے اللہ کی حکمت ہوگی	مہر
لئے ہیں جو عمل وہ پھل بھی اپنا لازمی دینگے	جزا اعمال تجھ کو نہ ہو کب اس کا امکان ہے	،،
منعم کو ادھر ہوس زر و مال کی ہے	مفلس کو ادھر فکر زبوں حالی کی ہے	،،
منعم برے ہو تو بھلا کون کہے	اور بھلے ہو تو برا کون کہے	،،

کام آ خلق خدا کے کہ خدا کے نزدیک	اس سے بہتر نہ ہوئی ہے نہ عبادت ہوگی	مہر
کیا ملا عرض مدعا کرکے	بات بھی کھوئی التجا کرکے	نسیم
کبھی تصور کبھی تحیر کبھی تکدر کبھی تحسّر	نہ پوچھو ہمدم میرا گھڑی ہی گھڑی میں کچھ سے کچھ ہے	״
اسباب نہ جمع کر ضرر کے	رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے	نعیم
بقدر حال ہے شاہ و گدا کو رنج دنیا میں	اسے فکر جہاں ہے اور اسے فکر معیشت ہے	واسطی
عذر تقصیر ہوا باعث تقدیر آخر	جیسے شرمندہ ہم آئے تھے پشیمان گئے	وحشت
مثل رات ہے یہ کہ معلوم ہو	لیے آدمی اور سوتا کسے	وقار
جو بیک روح ہیں ہونے نہیں گا ہے وہ خجل	آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی	ہمدم
دلم می سوزد از داغ جدائی	چہ بودی گر نہ بودی آشنائی	لا اعلم
خوش است عالم آزادگی و خوشخوئی	بدین مقام در آ گر بہشت میجوئی	״
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیارت دست حاجت تہی	״
از ملائک بہرہ داری و ز بہائم نیز ہم	بگذار از خط بہائم کز ملائک بگذری	״
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموئے کشی	״
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	غالب
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی	״
سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے	״
ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے		״
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے	״
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	״
نہ سنو گر برا کہے کوئی	نہ کہو گر برا کرے کوئی	״
لوگ کہتے ہیں چاہ مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے	״
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو	ہم تو ہیں عاشق تمہارے نام کے	״

وصل کے دن کی آرزو ہی رہی	شب نہ آخر ہوئی جدائی کی	میر
وقت خوش دیکھا نہ اک دم سے زیادہ دہر میں	خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم روئیے	″
شادی و غم میں جہاں کے ایک سے دس کا ہے فرق	عید کے دن ہنسیے تو دس دن محرم روئیے	″
دو رنگی دہر کی پیدا ہے یاں سے دل اٹھا اپنا	کسو کے گھر میں شادی ہے کہیں ہنگامۂ غم ہے	″
کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں	دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یک بارگی	″
چھوڑ مت نقد وقت نسیہ پر	آج جو کچھ ہے ہو کہاں کل ہے	″
ہر کوئی اس مقام میں دس روز	اپنی نوبت بجا کے جاتا ہے	″
بس وعدۂ وصال سے کم دے مجھے فریب	آگے ہی مجھ کو تیرا بہت اعتبار ہے	″
کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو	دم غنیمت میاں جو فرصت ہے	″
چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے	جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگانی کی	″
کیا کیا تھے چاؤ دل میں جب آئے تھے عدم سے	کھلتے ہی آنکھ یارو پالا پڑا ہے غم سے	سودا
عجب پیدا حسرت پہ مری صیاد کرتا ہے	دکھاتا ہے چمن اسکو جسے آزاد کرتا ہے	″
فلک میں ہجر کے دل وصل کا دن گھٹتا ہے	یاں محرم ہی ہیں نوروز سدا ہوتا ہے	″
داغ کپڑے پہ لگے ہوں تو دھلاؤں یارو	داغ دل پہ جو ہو اس کو بھی کوئی دھوتا ہے	″
گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے	ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے	″
تمیز خوب و زشت اے مہرباں کب عشق نے پائی	محبت میں سبھی یکساں ہیں جس کی جس سے بن آئی	″
اٹھایا کوہ رستم نے اگر تو سخت ناداں ہے	اٹھانا دل کو دنیا سے عجب کار نمایاں ہے	″
نقد دل پھر نہ ہاتھ آئے یہ جب جا چکے	چھٹکے وہ چھٹتا نہیں جو دام میں مرغ آ چکے	″
[illegible] اس چمن میں چھوڑ کے ہم آشیاں چلے	اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے	″
ناقل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر	کر خوف ایسے تیر سے جو بے کماں چلے	″
کسی کا درد دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے	جو گزرے صید کے دل پر اسے شہباز کیا سمجھے	″
مارینگے ایک دو کو یا آپ مر رہیں گے	پیارے تری گلی میں کچھ ہم بھی کر رہیں گے	″
نہ غم کفر کو نے دین کا نقصان مجھ سے	باعث دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے	″

جفا و مہر جو خاطر میں اب ترے آوے	وہی ہے خوب مرے حق میں جو تجھے بھاوے	سودا
مرے خون ناحق کی دیگی گواہی	شہادت کو بس ہو مری بے گناہی	،،
اس باغ میں اک گل کو خنداں جو کہیں دیکھا	سو غنچہ کی واں صورت دیگر نظر آئی	،،
کی عمر عبث ضائع خدمت میں تہوں کی	خاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی	،،
جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو سودا	تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے	،،
نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ	جو قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے	،،
امید جینے کی اپنے کہاں ہے بلبل کو	چمن تو پھر بھی ہے گر باغباں باقی ہے	،،
مفلس ہیں نہ بوجہ جو رکھتے نہیں ہیں کچھ	خالی ہمیشہ کیسۂ اہل کرم رہے	،،
یاں فکر معیشت ہے تو واں دغدغۂ حشر	آرام بہر کیف یہاں ہے نہ وہاں ہے	،،
دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں	گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے	،،
جاتے ہیں لوگ قافلے کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہاں آ کے بس چلے	،،
کہہ تو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے	،،
صیاد اب تو کیجے قفس سے ہمیں رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے	،،
عبث نالاں ہے اس گلشن میں تو اے بلبل ناداں	نہیں ہے رسم یاں کوئی کسی کی داد کو پہنچے	،،
شکر صد شکر نہیں ہیں کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہوں یا گرد صنم خانہ کی	،،
کب شمع مجالس کی فانوس میں چھپتی ہے	جو حسن ہو بازاری مت اس کو بٹھا پردے	،،
جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج	کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے	،،
آزردہ ہم سے تم ہی جو اب اے میاں رہے	جی سے گئے جہاں سے گئے ہم کہاں رہے	انشا
بندگی ہم نے تو جی سے اپنی ٹھانی آپ کی	بندہ پرور خیر آگے مہربانی آپ کی	،،
کوچے میں تیرے میں نہ چلوں اور صبا چلے	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے	درد
زندگی ہے تو خزاں کے بھی گزر جاویں گے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئے گی	مصحفی
جو صاحب نعمت ہیں وہ سر کو جھکائے ہیں	اوپر کو کبھی شاخ پہ بار نہیں چلتی	،،
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اٹھا سکے	جوں شمع زیر تیغ یہاں عمر کٹ گئی	،،

نہ انیس ہے نہ شفیق ہے نہ رفیق ہے نہ جلیس ہے
ہم اکیلے گھر میں پڑے رہے سبھی لوگ گھر کو چلے گئے — مصحفی

دوروزگی سے ہے ابتر حالت مرغ قفس
ابتو اے صیاد اسے گلشن میں جا کر چھوڑ دے — ″

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یاں مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے — درد

کبھی ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے — ″

کیا کروں میں جو گلستاں میں بہار آئی ہے
یاں تو آنکھوں میں مری جان نزار آئی ہے — مصحفی

صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی
یہی وعدہ ہیں تو کب اُن سے ملاقات ہوئی — ″

نہ کبھی صبح کبھی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے
رات کیا آتی ہے اک مجھ پہ عذاب آتا ہے — ″

کبھی در تک ترے کھڑے رہے کبھی آہ بھر کے چلے گئے
ترے کوچے میں جو ہم آئے بھی تو ٹھہر ٹھہر کے چلے گئے — ″

اغنیا کو ہے یہاں حسرت فقیروں کو ہوس
باغ کے مزدور ہی اچھے رہے شداد سے — لا اعلم

گو بنا ہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر
کوئی ہے اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے — جرأت

بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہے — ذوق

کوئی ہے کافر کوئی مسلماں جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں
جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اسکے نزدیک رہزنی ہے — ″

نا ساز ہے جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جس پہ ناز ہے — ″

مثال نے ہے مرا جسم تنگ کہ دم میں دم
فغاں ہے میرے لئے اور میں فغاں کے لئے — ″

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کے لئے — ″

پوچھ مت راہ فنا اس نگہ پر فن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے — لا اعلم

اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن
ہر نے میں بھری آگ نیستاں کے لئے ہے — ″

ہمسایہ بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار
جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے — ″

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے — ″

پاک رکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے
کم نہیں تیری زباں منہ میں ترے مسواک سے — ″

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے — ″

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے — ″

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
وہی زیبا ہے اس کے واسطے جو قطع ہے جسکی	نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کار دامن سے	لا اعلم
افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے	"
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب	یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے	"
نہ ہووے دل جلوں کی ذوق ہمسایوں سے دلداری	کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے	ذوق
گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن	اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے	"
گردش ضرور تھی تو بنانا تھا جام مے	انسان بناکے کیوں مری مٹی خراب کی	"
کہیئے نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی راز	کہکر اسے سننا ہو ہزاروں سے تو کہیئے	"
وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہیں دل میں	لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے	"
عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا	جس کو سانس کہے ہے دل مضطر دل چلتی	"
وہ ہے پاس ہی اور مری بدگمانی	لئے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے	"
اس جبر پہ ذوق بشر کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے	"
ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت	کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے	"
ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا	تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے	"
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں	ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے	غالب
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے	مومن
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی	تلافی کی بھی ظالم نے کیا کی	"
منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے	"
پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی	پھر وہی پاؤں وہی خار مغیلاں ہونگے	"
ستمہائے گردوں مفصل نہ پوچھو	کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے	"
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے	"
جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر یاں تھے	شغال اب ہیں جہاں پہلے کبھی بستے لیث یاں تھے	ظفر
جہاں پھرتے بگولے ہیں اڑاتے خاک صحرا میں	کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یاں تھے	"
خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی	ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی	"

یار کو دیکھا نہ پہچانا یہ حسرت رہ گئی	کھل گئی آنکھ اپنی لیکن تو بھی غفلت رہ گئی	ظفر
کر گئی ویراں چمن باد خزاں گل جھاڑ کے	بس قفس میں بیٹھ رہ پر اپنے بلبل جھاڑ کے	،،
نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے	،،
صبا گر چراغ چمن گل کرے	تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے	،،
جدھر آنکھ پڑتی ہے تو روبرو ہے	ترا جلوہ سب میں ہے سب جا تو ہے	،،
مری چشم میں کیا ہے تیرا تصور	مرے دل میں کیا ہے تری آرزو ہے	،،
دل نہ رنجیدہ کرے کوئی بڑا یہ ہے گناہ	اور دنیا میں ظفر تقصیر جو چاہے کرے	،،
سرفرازی کسی کی ہو تو ظفر	آپ کو سب کا خاک پا جانے	،،
ظفر آپ کو ڈھونڈھ مت ڈھونڈھ اسکو	وہ تجھ میں ہے جس کی تجھے جستجو ہے	،،
خرد ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے	خدا پر بھی انساں توکل کرے	،،
جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی سے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	لا اعلم
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی سہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہرباں یونہی سہی	ظفر
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت	شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے	لا اعلم
جو چمن سے گزرے تو اے صبا یہ کہنا بلبل زار سے	کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے	،،
خامشی پہ کہ ضمیر دل [illegible]	باکیے گفتن و گفتن کر گوے	،،
خدا بڑھائے زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے	حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے	،،
بچا تمنا سے مکائد سے وفا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	،،
در سخی پہ یہ لکھا ہے مصحفی مصرع	کہ بے نصیب نہ یاں سے کوئی گدا پھر جائے	مصحفی
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	لا اعلم
رنج فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی	دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی	داغ
زمیں کو ہم سے غبار آسماں کو ہم سے ملال	نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسماں کے لئے	لا اعلم
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یونہی تمام ہوتی ہے	،،
عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی	جتنے ملے رفیق نہیں ہے وفا سے	،،

قدر ہنر کو چاہیئے عقل و تمیز و درک و فہم	دست کشادہ دل فراخ منعمی و تونگری	لا اعلم
گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی	سعدی
گرتے وہی ہیں جو کہ ہیں میداں میں یکہ تاز	وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے	لا اعلم
لیجائے گر وہ زلف گرہگیر لے گئی	دل لے گئی تو کیا مری تقدیر لے گئی	،،
نہ تو چھوڑے ہی بنے اور نہ بٹھلائے بنے	ہم تو قابو میں بھی لاکر انہیں لاچار رہے	،،
نشاں سدا نہیں رہتا ہے نام رہتا ہے	وہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے	،،
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے	داغ
یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے	لا اعلم
کسی کے مرنے کا افسوس ہے عبث ناداں	گر جہاں میں رہے گا ہمیشہ تو باقی	،،
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی	،،
دوش اپنے بھاگ کو ہی دیجئے	غیر کا کاہے کو شکوہ کیجئے	،،
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل رہنا نہیں ممکن	روانی خوں کی شریانوں میں وجہ زندگانی ہے	،،
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے	فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے	حالی
ہنوزت کہ امکان تقریر ہست	بگو اے برادر بلطف و خوشی	سعدی
من نگویم کہ کنون باکہ نشین و چہ بنوش	کہ دانی ہمہ گر زیرک و عاقل باشی	حافظ
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے	ذوق
چلتی ہوئی جہاں میں غم کی نسیم ہے	اول کتاب میں بھی الف لام میم ہے	لا اعلم
غافل تجھے کیوں خواہش دنیائے دنی ہے	پیوند زمیں ہر کوئی درویش و غنی ہے	انیس
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے	،،
اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے	ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے	،،
ہستی کے لئے ضرور اک دن ہے فنا	آنا تیرا دلیل جانے کی ہے	،،
گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	،،
وہ تخت کدھر اور کہاں تاج ہیں وہ	جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ	،،

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	،،
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	،،
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	،،
ویراں ہے کوئی گھر کہیں آبادی ہے	راحت سے کوئی اور کوئی فریادی ہے	،،
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا	ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے	،،
دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	،،
جب سال گرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	،،
دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے	پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے	،،
ہر آن تغیر ہے زمانے کے لئے	انسان کا دل ہے دل اٹھانے کے لئے	،،
بوڑھا کہ نوجوان غنی ہو کہ فقیر	سب آئے ہیں اس خاک میں جانے کے لئے	،،
پیری آتی ہے جوانی پہ چلی جاتی ہے	دھوپ چڑھتی ہے [illegible] چاندنی ڈھلی جاتی ہے	افسوس
کیا کہوں آہ شرربار کی حالت دل سے	جب نکلتی ہے تو بجلی سی کڑک جاتی ہے	،،
عمر بھر ہم نے جانفشانی کی	تم نے پر خوب قدردانی کی	،،
ٹلتی کبھی آئی ہوئی تقدیر نہیں ہے	ٹل جائیگی اس کی کوئی تدبیر نہیں ہے	،،
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی	دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے	ذوق
حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	لاعلم
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	،،
ملک الموت را بحیلہ دفن	نتوانی کہ پنجہ برتابی	،،
گر دریمنی و با منی پیش منی	در پیش منی و بے منی در یمنی	،،
مرنا برحق ہے کون اس سے بھاگے	دو دن کوئی پیچھے کوئی دو دن آگے	،،
جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سو یہ دم غنیمت ہے	یہ ہنسنا بولنا رہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے	،،
کسی کی شب وصل ہوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	،،

بہ مردم در آمیز اگر مردمی	کہ با آدمی خوگرست آدمی	نظامی
چہ خوش وقتے و خرم روزگاری	کہ یارے برخورد از وصل یارے	جامی
کہ بر خاطر بادشاہان غمے	پریشان کند خاطر عالمے	سعدی
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	״
نسیت را چو تعہد کنی و نوازی	بدولت تو گنہ می کند بانبازی	״
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	״
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بے گمان خشم گیرد بسے	״
بدا سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشا کورا بود گنج تن آسانی	خاقانی
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
برے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم برا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے	لا اعلم
بھلائی میں ہزاروں ہیں برائی دیکھنے والے	بہت کم ہیں برائی میں بھلائی دیکھنے والے	״
چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے	مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے	حالی
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	لا اعلم
پل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشیں	کچھ اچنبھا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے	سوز
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	״
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	سرور
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا	ایام گزشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے	مصحفی
گھمنڈ اس پہ حماقت کی بس نشانی ہے	مقام عبرت و حسرت سرائے فانی ہے	لا اعلم
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی	خونخواری عشاق جگر خوار چہ دانی	لا اعلم
جب بنکے بگڑ جاتی ہے تقدیر کسی کی	چلتی نہیں پھر ایک بھی تدبیر کسی کی	״
بشش ماہ جلاب و ہر ماہ قے	بہر ہفتہ حمام و ہر روز مے	״
درد دل سے لوٹتا ہوں کس کو میرا درد ہے	ہوں میں حرف درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	״

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہو ہم پہ افترا	محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے	لا اعلم
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا	مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے	”
انصاف ہو کیا خاک کہ دل صاف نہیں ہے	دل صاف ہو کیا خاک کہ انصاف نہیں ہے	”
کس سے گل کچھ تو بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے	”
گل دریا چمن سیر صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے مسافرو دیکھ لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے		”
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی	”
محرم دوست نبود ہر سرے	بار مسیحا نکشد ہر خرے	”
جہان را عمارت نماند بسے	چو از عقل خود بگزرد ہر کسے	”
درختے کہ اکنون گرفتست پاے	بہ نیروے مردے برآید ز جاے	”
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہئے	”
مردن بہ نیک نامی	بہتر از زندگی بدنامی	”
کم گوے و بجز مصلحت خویش مگوے	چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگوے	”
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے	ذوق
قناعت کن اے نفس باندکے	کہ از حرص خواری [illegible]	لا اعلم
بحریست دست انداز بیگانے	نشد جو بہ سلامت را بہانے	”
اگر روزی بہ دانش برفزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	”
بعد نطفہ علق بودی بعد زان مضغہ شدی	مدتے بعد کشش پیدا نہ دیدست خواص آدمی	”
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	سعدی
علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی	”
ہر چہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	”
اگر شخص ارادت کنی نظر در وے	فرشتہ آپ بنماید نظر بہ کروبی	”
سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی	چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی	حالی

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں	بہ غلط بر ہدف زند تیرے	سعدی
بارہا بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
گر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے	بتلا دے مجھے صاف کہ کیا میری خطا ہے	لا اعلم
بہ سفر رفتنت مبارک باد	بہ سلامت روی و باز آئی	״
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	سرور
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب	مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے	غالب
نمرد آنکہ ماند پس از وے بجا	پل و مسجد و چاہ و مہمانسرا	لا اعلم
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گزرتی ہے	״
باغِ دنیا میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے	״
غمِ صیاد و فکرِ باغباں ہے	دو تنکے میں ہمارا آشیاں ہے	״
بات میری تو نہ کوئی بھی بری لگتی ہے	صحبتِ غیر مگر دل پہ چھری لگتی ہے	״
نگاہ اس کی نخوت کے زینے پہ تھی	جو شانے سے اتری تو سینے پہ تھی	״
گرچہ مسکین اگر پر داشتے	تخمِ کنجشک از جہان برداشتے	״
مرتے کو مارنا بے دردی ہے	ہے بہت دور جوانمردی سے	״
کون مرتا ہے کسی کے واسطے	ہیں یہ جھگڑے جیتے جی کے واسطے	״
شاعری کھیل نہیں جو کوئی لڑکا کھیلے	ہم نے بارہ برس اس فن میں ہیں پاپڑ بیلے	״
بے فیض اگر یوسفِ ثانی ہو تو کیا ہے	جو بندہ نوازی کرے دل اس پہ فدا ہے	״
اک طفلِ دبستاں ہے فلاطوں مرے آگے	کانپے ہے پڑا گنبدِ گردوں مرے آگے	״
مرغانِ اولی الاجنحہ مانند کبوتر	کرتے ہیں صدا عجز سے غوں غوں مرے آگے	انشاء
جفا سے دل کو بچائیں گے کس طرح آخر	جفا ہمارے لئے تھی تو ہم جفا کے لئے	لا اعلم
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر	ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے	״
خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی	اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری ہائے ہائے	غالب
کس کپڑے کو پھاڑیں کس کو جوڑیں ننگے	کیا خاک نہائیں کیا نچوڑیں ننگے	لا اعلم

تیرا غرور اور مرا عجز تابکے	آخر ہر ایک بات کی کچھ انتہا بھی ہے	لا اعلم
درد یا اے فلک با من چہ کردی	رسانیدی آفتابم را بزردی	جامی
شراب خوار اگر خوار ہو تعجب کیا	جو زر رہے اُسے آزار ہو تعجب کیا	لا اعلم
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	یہ قیامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	"
صفائی عجب چیز دنیا میں ہے	صفائی سے بہتر نہیں کوئی شے	"
ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ اٹھائے رنج و غم	جو روانہ ہو گئے سوئے عدم اچھے رہے	"
دنیا نہیں ہمیشہ کسی کی قیام گاہ	جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے	"

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصہ قضیہ پاک ہوئے — "

عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی — "

ہمنشیں سب اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی	اے فلک انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	"
ملے ہی ہو جاتا ہے کیسا مرحلہ دشوار ہو	چلتے چلتے ہوتی ہے نزدیک منزل دور کی	"
خاکساری کیوں نہ ہو دل کی کدورت کا علاج	خاک سے ملنا اڑاتا ہے غبار آئینہ سے	"
خاکساری پر نہ کر موذی کے ہرگز اعتبار	جونک مٹی میں ملے تو بھی لہو پیتی ہے	"
جو کرینگے جمع یاں غافل ہمیں چھوڑ جائینگے	ہاں مگر ارمان و حسرت ساتھ لیتے جائینگے	"
کیسی ہوا چلی کہ گھر گھر نفاق ہے	مہر و وفا کا ذکر تو بالائے طاق ہے	"
خیال مغفرت اے بے خبر نادان نمی سازی	چرا غافل تو کار آخرت سامان نمی سازی	"
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	"
مطلب گر توانگری خواہی	جز قناعت کہ دولتی ست نہی	"
خوشا وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	"
گر در یمنی و با منی و پیش منی	ور پیش منی و بے منی در یمنی	"
تو یوسف منی را ز چاہ بلا دیدی	او را بشہنشاہی در مصر کجا دیدی	"

از جان و دل گوید کسے پیش چنین جانانہ	از سیم و زر گوید کسے پیش چنیں اسکندرے	لا اعلم
اصل تمیز ست اندر آدمی	تا فزونی را بداند از کمی	"
ہنر تا بد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	"
فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطاں	یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی	[illegible]
بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم	اب جو نفرت ہم نے کی وہ بیقرار آنے کو ہے	لا اعلم
کو لگا حق سے جدا رہ خلق سے	ہیں یہ بچھو آزما کر دیکھ لے	"
دل دیا اللہ نے صدمے اٹھانیکے لئے	ہم فقط پیدا ہوئے ہیں آزمانیکے لئے	"
اس قدر ناز جوانی کی بہاروں پہ عبث	عارضی باغ ہیں کل دیکھنا ویراں ہونگے	"
نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر	اب جگر تھامکے بیٹھو مری باری آئی	"
وقت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی	"
رند ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	"
کمال اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی	کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے	"
قصاب گاؤ کشت شب اندر بہ نیمروز	فربہ چنان کہ کس نہ خریدہ بہ لاغری	"
مردی نبود لکد برافتادہ زدن	گر دست ز پا فتادہ گیری مردی	"
ہوں گنہگار مگر شاد مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	"
تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	"
بکدام امیدواری بروم بخواب بے تو	تو چنان رمیدہ از من کہ بخواب ہم نیائی	"
اے آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنی	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنی	"
گرچہ بو من تو یسے طعنہ دو آہو گیری	لیکن انصاف کہ خود آہو آہو گیری	"
راضی ہے خدا بھی بتوں کی خوشی بھی ہو	پڑھئے نماز کرکے وضو آب گنگ سے	"
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بہ شکر خوارگی	"
نیک ما گے گھر میں جو قسمت آگئی	ظلمت دوزخ ہے گویا چھا گئی	"
یکے خوان و یکے بین و یکے بوے	یکے خواہ و یکے خوان و یکے گوئے	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
چو نہ سر پر آید بہ آبستنی	بجنبش در آید رگ ستنی	لا اعلم
ابر اگر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	سعدی
اگر فی المثل در نشانیدن ندانی	ہمہ حال در چیدن آخر توانی	لا اعلم
انچہ کنی بخود کنی	گر ہمہ نیک و بد کنی	"
این دغل دوستان کہ می بینی	مگسانند گرد شیرینی	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بیرانی ست بادنبان و بادنجان ست بورانی	خاقانی
جہد نما تا کہ بجائے رسی	ورنہ بکشش تا بہ وائے رسی	لا اعلم
خوردہ جہان بہ کہ تنہا خوری	وائے بران خوردہ کہ تنہا خوری	"
فہم سخن گر نکند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	"
گرد نام پدر چہ می گردی	پدر خویش باش اگر مردی	"
ماری تو کہ ہر کرا ببینی بزنی	یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی	سعدی
نیکی کردے آبروئے بسے	چہ غم دارد از آبروئے کسے	"
شاعری جزویست از پیغمبری	جاہلانش کفر دانند از خری	مولوی معنوی
اب جو چھپاتے ہیں چھپتا نہیں کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی ایجان جو کچھ کھوتا ہے	لا اعلم
شادی جو ہوئی غم سے کبھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	"
الفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہو بیقرار	دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	"
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	"
جوانی میں بہار حسن و صورت آہی جاتی ہے	ثمر جب وقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے	"
آشیانوں میں نہ غافل رہیں مرغان چمن	ان دنوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے	"
جس کا آغاز ہو بہتر وہ خوشی سے بہتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	"
ہوس میں کعبہ کے زاہد تو بتخانہ سے گھر پہنچے	یہاں تو کوئی صنم بھی ہے اللہ ہی اللہ ہے	"
ادبار جبکہ آگیا سب عیب آگئے	آغاز جھوٹا نیز سرانجام جھوٹ ہے	"
وہی سر ہے جسے تم ایکدن زانو پہ رکھتے تھے	وہی سر ہے جو کچلا جا رہا ہے آج پتھر سے	"

وقت تبسم شوخ کے جس وقت وہ لب خوش ہوئے
ہم خوش ہوئے تم خوش ہوئے وہ خوش ہوئے سب خوش ہوئے — لاعلم

ترا از حال زارم هم خبر نیست	رموز و سر سلطان را چه دانی	"
امیروں کو مبارک ہو حویلی	غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی	"
نہ کرے دوست بیگانوں کا بھروسا کوئی	سچ ہے مشکل میں کسی کا نہیں ہوتا کوئی	"
یک بیک ایسا زمانہ میں ہوا ہے انقلاب	قدرداں سب اٹھ گئے ناقدرداں پیدا ہوئے	"
یار بودی قطب یک دو سال گشتی قطب دین	سال دیگر گر بمانی قطب دین حیدر شوی	"
صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے	بسیار سفر باید تا پخته شود خامے	جامی
نکند جور پیشه سلطانی	که نیاید ز گرگ چوپانی	لاعلم
هرچه از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	"
ابر اگر آب زندگی بارد	هرگز از شاخ بید بر نخوری	"
خدا گر به حکمت ببندد دری	کشاید به فضل و کرم دیگری	"
تا بدکان خانه در گروی	هرگز اے خام آدمی نشوی	"
تا شود مرد فربهی لاغر	لاغرے مرده باشد از سختی	"
دوستان را کجا کنی محروم	تو که با دشمنان نظر داری	سعدی
قناعت کن اے نفس باندکے	که از حرص خواری رسد بیشکے	لاعلم
گر زمین را بآسمان دوزی	نه دهندت زیاده از روزی	"
کسی کی بدی تو نہ کر عیب سے	کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے	"
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے	"
ناحق مجھے کہتا ہے فہیم ایک زمانہ	یہ نام تو زیبا کسی عاقل کے لئے ہے	"
دو چیز تیره عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	"
بجز رنگین مزاجی زنده دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جب تلک خوں ہے	"
جس سے رغبت ہو وہی شئے وہ عطا کرتا ہے	منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے	"

اب جو اک حسرتِ جوانی ہے	عمرِ رفتہ کی یہ نشانی ہے	میر
[illegible] عالم میں دورِ خالی ہے	ہزار حیف کمینوں کا چرخ حامی ہے	،،
[illegible] دورِ جام ہوتا ہے	واں یہ عاجز مدام ہوتا ہے	،،
جاگنا تھا ہم کو سو بیدار ہوتے رہ گئے	کارواں جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے	،،
[illegible] گلشن گئے برہم گئے	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے ہو سہم گئے	،،
[illegible] اس گلزار میں شام و سحر	دیدۂ تر ساتھ لے دے لوگ جوں شبنم گئے	،،
دل اہلِ بصیرت سے کچھ وہ ہی دکھا دیں گے	لے خاک کی کوئی چٹکی اکسیر بنا دیں گے	،،
سیر کر میر اس چمن کی شتاب	ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے	،،
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوئے	لا اعلم
نشاید بہ گلشن باخفتن با گلے	کہ ہر بامدادش شود بلبلے	،،
جس پاس عصا ہو اسے موسیٰ نہیں کہتے	ہر ہاتھ کو غافل ید بیضا نہیں کہتے	،،
گور میں بھاگ اہلِ دنیا سے	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے	،،
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچے سے	کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے	،،
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا	زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے	،،
کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے	سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے	آتش
بے اعتبار نقش و نگارِ زمانہ ہے	اک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی	،،
خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو	وگرنہ وقتِ فضیلت تمام ہوتا ہے	،،
حسن وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر	چشمِ عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے	،،
باغِ جہاں میں گل کی قناعت ہے جائے رشک	عمر دو روزہ ایک قبا میں تمام کی	،،
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	لا اعلم
می شنیدم کہ جانِ جانانی	چون بدیدم ہزار چندانی	،،
دنیا میں دیکھیے تو غنیمت ہی چیز ہے	اس کا جسے مزہ نہیں وہ بدتمیز ہے	،،
سیر کی پھول چنے خوب پھرے شاد رہے	باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے	،،

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے	لاعلم
باحسان ہم توقع ماتم بنصفت ہم توقع کرے	بفرمان ہم توقع آصف بہ برہان ہم توقع عیسے	״
ہر عیش میں کچھ غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	״
انقلاب دہر کی اک یہ بھی صورت دیکھیے	جنکے ڈنکے بج رہے تھے انکی نوبت دیکھیے	״
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	״
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جپتا ہوں	نہ نماز آتی ہے نہ ترتیب وضو آتی ہے	״
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی	بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی	״
نہ ہو جس شئے کی حاجت اس کی کوشش سے یہ ہوتا ہے	کہ جو شئے ہر گھڑی درکار ہے اس کو بھی کھوتا ہے	״
کیا پھیر دکھاتی ہے یہ تقدیر ہماری	بن بنکے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہماری	״
لاکھ سمجھائیں اسے غیر تو کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	״
صبا آہم کہ سوے او میان سرم بربندی	سلام ما بعرض فرما با جہانے آرزومندی	״
دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی	پتھر کی لگی چوٹ شرارے نکل آئے	״
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے	سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے	آتش
مقسوم کا ہے جو سو وہ پہنچیگا آپ سے	پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے	״
ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انساں	زہر بھی کر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے	״
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الٹی	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی	״
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہمسے اے آتش	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی	״
راحت طلب کو رنج کشوں کی طلب کہاں	آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے	״
باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا	نہ دماغ اپنا کرے مرغ خوش الحاں خالی	״
اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں	روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجیے	״
بلبل شیدا کے نالوں سے یہ آتی ہے صدا	فصل گل ہے چار دن سیر گلستاں کیجیے	״
نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش	برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے	״

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں	شکایت سے نہیں واقف نہیں شکرانہ آتا ہے	آتش
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	״
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	״
حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا	آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے	״
توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کرلے غافل	ورنہ فرصت ہے دم بازپسیں تھوڑی سی	״
بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا	بھاری ہے بوجھ کون یہ بیکار لے چلے	״
اک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا	زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے	״
ناکسوں سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز	میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے	״
چپ ہو کیوں کچھ منھ سے فرماؤ خدا کے واسطے	آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے	״
ان سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام	گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے	״
ایک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور	چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے	آباد
جمع کر نیک عمل یوں کہ مسافر جیسے	پیشتر کوچ سے اسباب سفر لیتا ہے	״
رکھنا امید فہم کا اپنے قصور ہے	امداد وقت بد میں قریبوں سے دور ہے	رند
عوض اللہ لیگا ہم سے مظلوموں کا ظالم سے	خدا اسکو ستائیگا ہمیں جس نے ستایا ہے	״
جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن	کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے	״
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	״
کرتا ہے کون کس کی امداد وقت بد میں	ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے	״
باغباں دشمن ہے گلچیں برخلاف	آشیانہ باغ سے لیجائیے	״
مجنون عشق کو ہے عبث پند و وعظ	ہے حکم شرع مردم ہشیار کیلئے	״
وہ اعتبار اٹھ گیا اب جانبین سے	میرا تمھیں یقیں نہ تمھارا یقیں مجھے	״
اس بوریا سے فقر کی توقیر دیکھنا	جھک کر سلام کرتے ہیں مسندنشیں مجھے	״
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے	حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے	״
دل صاف ہو تو چاہئے معنی پرست ہو	آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے	״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو	تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے	رند
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید	موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے	״
عنقا نے گم کیا ہے نشاں نام کے لئے	گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے	״
بلبل یہ تیرے واسطے فریاد غضب ہے	فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے	״
اے سرو تو پابند غم بے ثمری میں	کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے	״
یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگیں	اے ذوق مگر سستیٔ بنیاد غضب ہے	ذوق
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	سعدی
اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	لا اعلم
اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی	مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی	״
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر ست اگر قدر بدانی	״
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	״
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا	״
بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے	نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے	״
بن آئیں کام ہزاروں فراغ دل ہو اگر	کسی سے اک بھی نہ تدبیر بے فراغ بنے	״
بادہا خوردن و ہوشیار نشستن سہل ست	گر بدولت رسی مست نگردی مردی	״
پہنچا میں سر جھکا کے گنہگار کی طرح	مجھ کو جہاں جہاں مری تقدیر لے گئی	״
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	״
دوست تو بد خو نہ ہو۔ دشمن جو بد خوئی کرے	تو نکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے	ظفر
ہے جو گویائی کی خاطر منہ میں انساں کے زباں	پر زباں کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے	״
پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے	سر پھرایا کریں بک بک کے نصیحت والے	״
غرض کے آشنا ہو آشنائی یوں بھی ہوتی ہے	صفا ظاہر کدر دل صفائی یوں بھی ہوتی ہے	״
کہاں ہے اپنا وہ عالم کہیں اٹھے کہیں بیٹھے	ہوئی ہے اپنی یہ حالت جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے	״
نے فقیری چاہئے نے بادشاہی چاہئے	قسمت اچھی چاہئے فضل الٰہی چاہئے	״

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی	جب کدورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی	ظفر
ہم وہاں پہنچے کبھی کے منزل مقصود پر	بس اکیلے رہ گئے ہیں راہ ہم بھولے ہوئے	״
نہ چرخ آسیا ہوں نے بھنور ہوں نے بگولا ہوں	مجھے تو کیوں لئے اے گردش تقدیر پھرتی ہے	״
اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے	وہ جنھیں خود نمائی ہوتی ہے	״
دانا ہے وہ جو سمجھے کہ قسمت ہے کیمیا	احمق ہے وہ جو خواہش اکسیر میں پھنسے	״
کیا بھنور اور کیا بگولا رہتے ہیں چکر میں سب	ہم نے کوئی بھی نہ پایا بحر و بر میں چین سے	״
جو ہوں اوسان تو لکڑی نہیں شمشیر سے کمتر	نہوا اوسان تو بدتر ہے پھر شمشیر لکڑی سے	״
صفا کرتی ہے خاک آئینہ کو لیکن ترے دل میں	ہماری خاکساری سے کدورت دونی ہوتی ہے	״
غنچہ کی مٹھی میں زر ہے پر نہیں دست کرم	تنگئ دل اور ہے اور تنگدستی اور ہے	״
رہے جب آپ ہی یہ آسمان دن رات گردش میں	کوئی آرام سے کیا خاک زیر آسمان بیٹھے	״
نے دام کی خطا ہے نہ صیاد کا قصور	قسمت بری تھی اپنی قضا سے بگڑ گئی	״
پیدا ہوئے ہیں شادی و غم باہم اے ظفر	خنداں اگر ہے برق تو ابر اشکبار ہے	״
میں کروں شکوہ جو کچھ ان کو محبت ہو ظفر	جو محبت ہی نہیں ہے تو شکایت کیا ہے	״
جائیگا جس ملت میں تو پائیگا واں جنگ و جدل	آرام گر منظور ہو تجھ کو تو صلح کل میں ہے	״
دی مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی	جس کو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی	״
کریگا دوربیں کو کیا نظر آئیگا کیا اس میں	صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سے دوربیں ہووے	״
رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہاں کوئی	کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے	״
جوشش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار	غافل خزاں بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے	״
صاف باطن وہ نہیں جو دل میں اور منہ پر ہو اور	ہے عیاں آئینہ سا دل کی صفائی آنکھ سے	״
دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہونگے	چرچا یہی رہے گا افسوس ہم نہ ہونگے	حزیں
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	الٰہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے	شیفتہ
کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے	سرور
عشق میں طرفین سے الفت برابر چاہیے	جو بدل بندہ ہو اس کو بندہ پرور چاہیے	״

مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش جینے کے عوض موت ہی آئی ہوتی	سرور
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی	،،
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ ہمنشیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	،،
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا	کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے	،،
قسمت کی بے نصیبی کی فریاد کیا کرے	سر پر گرا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	عارف
گردش گردوں سے اے دل کیوں تو حیرانی میں ہے	پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے	حسرت
بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے	قلندر
سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر درپیش	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے	،،
ہم صفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے	ہائے اے شام غریباں کہ وطن چھوٹے ہے	لا اعلم
تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے	کیا کیا جواں پرے تھے کہ آئے چلے گئے	نظیر
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ	تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے	،،
آدم رہا نہ کوئی پیمبر نہ اولیا	وہ بھی اسی زمیں میں سمائے چلے گئے	،،
کل شب وصل میں کیا جلد گئی تھیں گھڑیاں	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	،،
اگر میں جانتا داغ جدائی	خدا جانے نہ کرتا آشنائی	،،
منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے	مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے	نسیم
لائے اس بت کو التجا کر کے	کفر توڑا خدا خدا کر کے	،،
سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی	بقا
چین تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے	احسان
کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد	لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری	تپش
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی	تجلی
کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے	اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے	جولان
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے	حسرت
تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی	چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی	،،

یاد جس وقت تری آتی ہے	مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے	جان
غفلت تری نقاب ہے دیدار کے لئے	ورنہ یہاں حجاب نہیں یار کے لئے	لا اعلم
چھٹ جائے کسی سے نہ مدارات کسی کی	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی	رقت
چرخ کے کیسے انقلاب ہوے	پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے	زار
آؤ مل جائیں لڑائی ہوچکی	ایک دم صبر آزمائی ہوچکی	شیفتہ
دردمندوں سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے	تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے	نسیم
کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان	سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری	غریب
کار مردان از زنان ناید ہمی	پیش شمشیر از روبہ ناید مردمی	لا اعلم
ہمدم کو تم غیر میاں اور غیروں کو ہمدم سمجھے	یہ بات جہاں ہے رہنے دو کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے	رنجی
آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی	سینکڑوں راہ دکھائی ہمیں ترسانے کی	"
جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے	لا اعلم
تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے	آبرو
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے	رستم جو نہ آوے تو وہیں اسکا سر آوے	قسمت
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا	مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری ہری	سراج
ہیں کیا جو تربت پہ سیلے رہے	یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے	بحر
کھلینگے شکوؤں کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے اُدھر تمھارے	تو کیا کیا گزریگی آہ دل پر ادھر ہمارے اُدھر تمھارے	جوہر
جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے	ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے	آصف
شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم	سنیو اک دن کہ جسم و جاں سے گئے	"
وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے	مر گئے آخر نہ کوئی آشنائی کر گئے	لا اعلم
تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے	نکر قید قفس گل سے ہمیں فریاد باقی ہے	مقبول
نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے	کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے	وحشت
خیال آتا ہے دل کو شکوۂ بیداد کیا کیجے	خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے	امانت
بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا	قفس کے در کو وا کرتا نہیں صیاد کیا کیجے	"

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے	ملا ہے خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے	امانت
خوب ہی تم نے غرض ہم سے وفاداری کی	ہاں میاں شرط یہی ہوتی ہے بس یاری کی	لا اعلم
بجز آہ و فغاں کوئی نہ اب مونس ہمارا ہے	ترا اے آہ بس اس دم فقط ہم کو سہارا ہے	ناداں
وہ نہ آئے یہ بلا بہر ملاقات آئی	جس کا دھڑکا تھا کئی دن سے وہی رات آئی	قلق
پیری میں آرزو ہے یہی ہر زماں مجھے	کر دے پھر ایک بار الٰہی جواں مجھے	"
ستم کر کے ستمگر کی نظر نیچی ہی رہتی ہے	برائی پھر برائی ہے ندامت آ ہی جاتی ہے	"
نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قائل ہم لوگ	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	اسیر
بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود	چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری	"
پیراہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے	خاکساری چاہیئے اتنی گدا کے واسطے	وزیر
جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے	دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے	"
ایک روٹھا تو وہیں ایک منانے آیا	نہ رہی اپنی بھی آغوش کسی ڈھب خالی	حاتم
بعد فنا غبار مرے دل کا دھو گئے	دو آنسو مری قبر پہ وہ آ کے رو گئے	وزیر
میخانہ میں ہجوم ہے ساقی کے فیض سے	دس اٹھے بیس بیٹھے ہیں چار آئے دو گئے	"
میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لے گئے	لاکھوں جہاں سے ساتھ یہ ارمان لیگئے	"
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے	دم ہم سے فصل بہار ایکبرس آتی ہے	زکی
دن گزرتا ہے آہ و زاری سے	رات کٹتی ہے بیقراری سے	شائق
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	تسکیں
نہ مونس نہ ہمدم نہ ہمسم یار ٹھیرے	فقط غم ہی کھانے کو غمخوار ٹھیرے	صنعت
دل مرا تیرے لئے چرخ بنا پھرتا ہے	جیسا کعبہ کے لئے قبلہ نما پھرتا ہے	عارف
گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	شرر
سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے	گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے	محو
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھئے	ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے	نظر
یار تجھے سوا اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	وزیر

حضرت انسان میں یہ کیا تکبر تیز ہے	خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پرہیز ہے	چرکیں
تصور مرگ کا مرنے سے اپنے پیشتر باندھے	سفر میں چاہیئے انسان سامان سفر باندھے	ارشد
نہیں ہے مال و دولت آبرو یاں ہاتھ آنے کی	ہر اک فوارہ کو دنیا میں حاجت ہے خم آنے کی	امانت
کہیں کا بھی نہ رکھا ہم کو طول قید آفت نے	چھٹے جو دم قفس سے راہ بھولے آشیانے کی	”
لالہ ساں اس باغ سے ہم داغ ہجراں لے چلے	خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریاں لے چلے	لا اعلم
باغ عالم میں نہ آیا ہوگا ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے	”
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہم کو بہار میں سوئے زنداں لے گئے	ہوس
جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر	ذرے کو بھی نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے	ناصر
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی	نثار
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	”
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	شیفتہ
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی	نہ روتے کٹی ہے نہ سوتے کٹی ہے	”
مئے وحدت کی ہم کو مستی ہے	بت پرستی خدا پرستی ہے	لا اعلم
گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے	تو جس طرف کو دیکھیے اس کا ظہور ہے	درد
مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے	کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے	لا اعلم
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض	دل دیکھے اے صنم تجھے ب سے برے ہوئے	ذوق
لب بام اس صنم کو دیکھ کر موسیٰ بھی کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	لا اعلم
بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی	”
سالہا گر بنویسم صفت مشتاقی	ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی	”
غیر ممکن ہے چھٹے شادی و غم کا کبھی ساتھ	پر خوشی بھی نہ رہے دل میں اگر غم نہ رہے	”
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں زمانہ ہے	چھپر کھٹ کے عوض لازم بنانا شامیانہ ہے	”
آپ ہی اپنے ذرا لطف و کرم کو دیکھیں	ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی	”

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی	کہ دیکھو خوشنما لگتا ہے کیسا چاند بن گہنے	لا اعلم
پسر ناکارہ ہو بد وضع ہو بے زور و بے زر ہو	پدر آخر پدر ہے اسکو الفت آ ہی جاتی ہے	"
ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے	تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے	"
مسجد کو توڑ ڈالیئے گرجا کو ڈھائیے	دل کو نہ توڑیئے کہ خدا کا مقام ہے	"
چاک دامن ہو تو بھر جائیں رفوگر ٹانکے	زخم دل ہوئے تو فرمائیے کیونکر ٹانکے	"
اکتساب علم کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے	ہر پرانی اینٹ اک گنجینۂ تاریخ ہے	"
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے	بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گر خدا پھر جائے	"
لازم ہے گر فنا تو ہستی کیسی؟	انجام خمار ہے تو مستی کیسی؟	"
سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی	رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی	"
شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے	تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے	حالی
یہی بلائیں سر پہ ہیں تو آج موئے کل دوسرا دن	یاری ہوئی بیماری ہوئی درویشی ہوئی تنہائی ہوئی	میر
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
سیہ بادام راہر سو فگن در نظر بازی	نگہدارش کہ وقتی بر سر تا بوتم اندازی	لا اعلم
آہ و افغاں سے گئے صبر و تحمل پہلے	چلنے والوں سے بھی ہیں آگے ٹھہرنے والے	"
جان دینے سے تو انکار نہیں ہے لیکن	مرنے سے پہلے جو اعضا شکنی ہوتی ہے	"
تہیدستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے	داغ
شاعری جزویست از پیغمبری	جاہلانش کفر خوانند از خری	لا اعلم
بلبل کو گلستاں میں آہ و فغاں ملی ہے	پا کر ہنسی چمن کی ہر اک کلی کھلی ہے	"
تپش دل نے عجب شان بنا رکھی ہے	شرر عشق نے اک آگ لگا رکھی ہے	"
نہیں چلتا کسی کا بس کریں گو لاکھ تدبیریں	وہی بات آئیگی آگے جو قسمت میں لکھی ہوگی	شاد
نہ دے زاہد کو اے ساقی پلا دے بادہ خواروں کو	مزہ وہ شے کا کیا جانے کبھی جس نے نہ پی ہوگی	"
پوتھی تو تو تھی بھئی اور پنڈت بھیا نہ کوئے	ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سو ہی پنڈت ہوئے	تلسی
سیاں تیری روٹھ ہیں آدر کرے نہ کوئی	ڈر ڈر کر گئیں سہیلیاں مڑ مڑ دیکھوں توئے	"

سجن سکارے جائیں گے نین مرینگے روئے	بدہنا ایسی رین کر جو بھور کبھو نا ہوئے	تلسی
جات بھات پوچھے نہیں کوئی	ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے	”
حد حد کرتے سب گئے بے حد گیا نہ کوئے	بے حد کے میدان میں رہے کبیرا ہوئے	کبیر
کرنی کرے تو کیوں ڈرے اور کرکے کیوں پچھتائے	بوئے پیڑ ببول کے تو آم کہاں سے کھائے	”
دانت ٹوٹے گھر گھسے پیٹھ بوجھ نہ لے	ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بھس دے	”
یہ کتا در در پھرے اور در در دُر دُر ہوئے	ایک ہی در کا ہو رہے تو دُر دُر کرے نہ کوئے	”
جس کا کام اُسی کو سا جے	اوروں کے سر ٹھینگا باجے	”
بہتی بات بنائے کے پی کے پاس گئی	جب جھب دیکھی پیا کی ساری بھول گئی	”
جوبن تھا جب جتن تھا لاگو تھا سب کوئے	جوبن جتن گنوائے کے رہی نمانی ہوئے	”
اصلوں سے نہیں خطا وفا نہیں کم اصلوں سے ہونے کی	کندن میں سو کھوٹ ملاو جب بھی جھلک ہو سونے کی	لا اعلم
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہجاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی	”
حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	”
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	”
تکڑے ہو نہ جس دل میں محبت ہو کسی کی	پھوٹیں نہ جن آنکھوں میں مروت ہو کسی کی	”
خوش ظاہرند عالم بے مغز وجوز پوچ	بیرون پر از فریب ولیکن میان تہی	حزیں
برند از فاقہ نزد ہر خسیسے	کنوان اہل خرد دست گدائی	حافظ
ہوں گنہگار مگر شک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	لا اعلم
دو روزی را اعتمادے را نشاید جہلت گردون	مپفگن تاکہ نتوانی بفردا عیش امروزے	”
جوہر ذاتی ترا چون تیغ می گردد لباس	از لباس عاریت خود را اگر عریان کنی	”
ہیچ غمگین نشوی زانچہ نیاید بکف	شکر گوئی و قناعت بخدا داد کنی	حافظ
قانع شوی ز لذت دنیا باندکے	خواب و خورش چو مردم چشم بود یکے	غنی
ہر آنکہ گنج قناعت بگنج دنیا داد	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنے	حافظ
غبار منت احسان گران ترا زدر دست	بصندل دگران رفع دردسر نہ کنی	لا اعلم

مصرع اول	مصرع دوم	قائل
رو کھی سوکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پی	چکنی چپڑی دیکھ کر مت للچاوے جی	لا اعلم
ز شرط ست وقتے کہ روزی خوری	کہ نام خداوند روزی بری	”
رعیت درخت ست اگر پروری	بکام دل دوستان برخوری	”
از تواضع می شود ظاہر عیار پختگی	حجت قاطع بود از میوہ ہا افتادگی	صائب
در وطن گرمی شدے ہرکس با ساقی عزیز	کے ز آغوش پدر یوسف بہ کنعان آمدے	لا اعلم
مکن ہرگز قبول کد خدائی	گر و تا زندہ باشی بندہ باشی	”
چلو چلو سب کوئی کہے برا پہنچے کوے	ایک کنک اور کامنی دُرگم گھاٹی دوے	”
ایک کنک اور کامنی لیں پھل کئے اپائے	دیکھے ہی تے بس چڑھے جا کھت ہی مرجائے	”
گرو گوبند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پائے	بلہاری گرو دیو کی گوبند دیا دکھلائے	”
دو چیز طرۂ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	سعدی
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	”
ابر گر آب زندگانی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	”
با فرو مایہ روزگار مبر	کز نئے بوریا شکر نخوری	”
جہان بہ کہ لشکر بہ جان پروری	کہ سلطان بہ لشکر کند سروری	”
کند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	”
تو کز محنت دیگران بے غمی	نہ شاید کہ نامت نہند آدمی	”
دوست مشمار آنکہ در نعمت زند	لاف یاری و برادر خواندگی	”
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و در ماندگی	”
اگر گنجے کنی بر عامیان بخش	رسد ہر گدائے را برنجے	”
حاصل نہ شود رضائے سلطان	تا خاطر بندگان بجوئی	”
خواہی کہ خدائے بر تو بخشد	با خلق خدائے کن نکوئی	”
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	”
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	چنان دان کاندر آماجش نشستی	”

(حاشیہ:) دولت ۱۲ — عورت ۱۲ — زہر ۱۲ — خداوند تعالیٰ ۱۲ — زہر

آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	سعدی
گر وزیر از خدا بترسیدے	ہمچنان کز ملک ملک بودے	״
اگر روزی بدانش بر فزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	״
اگر درویش بر حالے بماندے	سر دست از دو عالم بر فشاندے	״
فہم سخن چون نہ کند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	״
بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے	״
گرت از دست بر آید دہنے شیرین کن	مردی آن نیست کہ مشتے بزنی بر دہنے	״
طرب نوجوان ز پیر مجوے	کہ دگر آید آب رفتہ بجوے	״
گہ بود کز حکیم روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے	״
گاہ باشد کہ کودکے نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے	״
خاموشی بہ کہ ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگوے	״
سخن درمیان دو دشمن چنان گوے	کہ اگر دوست گردند شرم زدہ نباشی	״
با مردم سہل گوے دشوار مگوے	با آنکہ در صلح زند جنگ مگوے	״
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	״
گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے	پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے	״
اگر جور شکم نبودے ہیچ مرغ در دام صیاد	نیفتادے بلکہ صیاد خود دام نہادے	״
چرا نالد کسے از تنگدستی	کہ گنج بے قیاس ست تندرستی	جودت
در فکر آشنائی اہل سخن مباش	باید کہ خویش را بسخن آشنا کنی	غنی
حافظ مدار امید فرح از مدار دہر	دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے	حافظ
ہفتاد سالہ طفلے جز تو کسے ندیدم	جز خاکبازئ تن شغل دگر نداری	کلیم
ہر چند کہ گردید چو کافور ترا موے	دل سرد نگردید ز دنیا سر موے	صائب
درد پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد	تو ز جہل خویشتن در فکر درمان خودی	لا اعلم
ز پیری ریخت دندانت نداری تن بیاد حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی

شاہد صادق اثر دارد بسے	لیک آنرا کے شناسد ہر کسے	معنوی
گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجہل خود یکسان بدے	لا اعلم
اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	"
امر حق را باز جواز واصلے	کامر حق را در نیابد ہر دلے	"
می بلرزد عرش از مدح شقی	بدگمان گردد ز مدحش متقی	"
لحن مرغان را اگر واقف شوی	بر ضمیر مرغ کے واقف شوی	"
خر گریزد از خداوند از خری	صاحبش در پے ز نیکو گوہری	"
غنی ز صدر نشینی گزشتم و شادم	کہ ہر کجا کہ روم ہست جائے من خالی	غنی
چند در خواب رود عمر تو اے بے پروا	آنقدر خواب نگہدار کہ در گور کنی	صائب
بپرس ہر چہ ندانی کہ دل ز پرسیدن	دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی	سعدی
منہ در میان راز با ہر کسے	کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بسے	لا اعلم
بار برداری ست بہر منزل فردائے تو	منعتنم دان گر بدرگاہ تو آید سائلے	کلیم
بچشم کسان در نیاید کسے	کہ از خود بزرگی نماید بسے	اثر
جہانیان پئے رسوائی ہم اند تمام	خدا کند کہ نپرسد کسے ز حال کسے	ناصر علی
درشتی مکن اے نکوہیدہ رائے	بہ نرمی کند قطرہ در سنگ جائے	حزین
ترا با چنین تندی و سرکشی	نہ پندارم از آبی یا آتشی	سعدی
مردی مگمان مبر کہ بزورست و پردلی	باخشم گر بر آئی دانم کہ کاملی	لا اعلم
ظاہر و باطن اگر باشد یکے	نیست کس را در نجات او شکے	معنوی
یک حرف صوفیانہ بگویم اجازتست	اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ و داوری	حافظ
تا توانی نکنی در حق کس تقصیرے	بدرمے یا درمے یا قدمے یا سخنے	لا اعلم
دست چون افتاد خالی ہمت عالی چہ سود	آنچہ در دل داشتم در دست بودے کاشکے	صائب
عشق نے غالب نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	غالب
ہم روشِ گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہمکو بہار میں سوئے زندان لے گئے	حسرت

جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے تو ہے حقیر تر	ذرّے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے	ناصر
سیکھ تو واکو دیجئے جاکو سیکھ سہائے	سیکھ نہ دیجئے باندرا جو بئے کا گھر جائے	لا اعلم
تاگا توٹے پھر جڑ ملے اور پھول ٹوٹ کملائے	دل کا ٹوٹا نہ ملے آس پاس کہ جائے	״
جیسا چت حرام میں ویسا ہر میں ہوے	جا تلسی بیکنٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی	تلسی
چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روے	دو پاٹن کے بیچ میں ثابت گیا نہ کوئی	کبیر
پریت جو کیجئے بڑے سے تو نت نت بنجائے	ہستی کو بخن سر چڑہے اور بن بن کے پھل کھائے	تلسی
دکھ میں ہر ہر سب بھجیں سکھ میں بھجے نہ کوئی	جو سکھ میں ہر کو بھجیں تو دکھ کا ہیکو ہوے	کبیر
تلسی آہ نہ لیجئے بری غریب کی آہ	موی بھیڈ کی کھال سے لوہا بھسم ہو جائے	تلسی
جو میں ایسا جانتی پیت کرے دکھ ہوئے	نگر ڈھنڈورا پھیرتی پیت نہ کریو کوئے	لا اعلم
اس بتکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا	تو آپ ہی بت پرست بت بت تراش ہے	ذوق
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے	درد
جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے	سودا
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی	״
اقدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے	کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیماں جانے	مصحفی
ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں صاحب ہوش	رہے دنیا میں ولے آپ کو مہماں جانے	״
یہ آب زر لکھا ہے بو علی نے	کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے	بو علی
دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا	از روئے غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے	امانت
درد دل سے لوٹتا ہوں میر کس کو درد ہے	میں ہوں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	میر
مکر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے	سبھوں سے پوچھتا ہے اسکو کس نے مار ڈالا ہے	لا اعلم
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے	اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوے	میر
بیاموزمت کیمیاے سعادت	ز ہم صحبت بد جدائی جدائی	حافظ
جاہل ار با تو نماید ہمدلے	عاقبت زخمی زند از جاہلے	مثنوی

سرمایۂ نجات بود توبۂ درست	با کشتیِ شکسته بدریا چه می روی	صائب
ز خاموشی دهن غنچه مشک بو گردد	خوشا لبیکه بود مهر دار خاموشی	״
بعیب خود نبیفتد دیده هرگز عیب جویان را	بچشم بے بصیرت عیب فرزند است پند آرے	״
بحرف اگرچه توان یافت حال هر کس را	لب خموشش بود ترجمان درویشی	״
درین درگاه سعی هیچ کس ضائع نمیگردد	بقدر آنچه فرمان می بری فرمانروا گردی	״
حیف ست عمر صرف تماشا کند کسے	چون باز بے شکار نظر وا کند کسے	״
آنکه مصرف میکنی پیدا برائے سیم و زر	کاش نقد رفت را هم مصرفے پیدا کنی	״
غم بیجا اصلی خویش نخوردی یکبار	چند در فکر زمین و غم حاصل باشی	״
ز آسمان و زمین شکوه میکنی شب و روز	چه داده بزمین ز آسمان چه می خواهی	״
سبز زیر سنگ نتوان ست قامت راست کرد	چیست حال خضر یارب زیر بار زندگی	״
اگر دل برکنی زین چار دیوار	در خیبر ز جا افگنده باشی	״
برات رزق تو بر آسمان نوشته خدائے	عبث توقع رزق از زمینیان داری	״
درآرند بنیاد رویین ز پائے	جوانان به شمشیر و پیران برائے	سعدی
غرض نقشیست کز ما باز ماند	که هستی را نمی بینم بقائے	״
مجال سخن تا نه بینی نیابی مگوے	چو میدان نه بینی نگه دار گوے	״
چو خواهد شدن عالم از ما تهی	گدائی بسے به ز شاهنشهی	״
گر بر صواب روز جزا مطلع شدی	درویشی اختیار کنی بر توانگری	״
اگر ژاله هر قطره اش در شدی	ز خرمهره بازار او پر شدی	״
شکم بند دست ست و زنجیر پائے	شکم بنده نادر پرستد خدائے	״
مشو تا توانی ز رحمت بری	که رحمت برندت چو رحمت بری	״
توقع مدار اے پسر گر کسے	که بے سعی هرگز بجائے رسے	״
سعدی به لب دریا دردانه کجا یابی	در کام نهنگان رو گر می طلبی کامی	״
بر پرهیزم از روز عقد آوری	به پرهیزگاری کنم داوری	نظامی

زبرگ ریز خزان ایمن اند درویشان	بیک ہواست بہار و خزان درویشی	حافظ
ہشدار کہ گر وسوسۂ نفس کنی گوش	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی	"
ہرا داستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی	اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	لا اعلم
جسکے پہلو میں ہو تم اس کا نصیب اچھا ہے	میری دانست میں تم سے بھی عدو اچھا ہے	"
جسکے رخسار کو نیلا کرے بوسوں کا خیال	ایسے نازک سے نکالے کوئی ارماں کیسے	"
گستاخ بہ گلشن نتوان دید کشودن	در بوے و گل و باد و صبا بلکہ تو باشی	"
عمر بگذشت و ندیدم بجہان دم سازی	با کسے غیر دل خویش نگفتم رازے	"
نہ ام آمدہ از پئے دل خوشی	مگر از پے رنج و محنت کشی	"
میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول	پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے	"
بندگی کردن پسندیدست با آزادگی	سرو را حظ امان شد از خزان استادگی	ناصر علی
چون پر غالب شود بر آدمی	کم شود از مرد وصفِ مردمی	مثنوی
جہد کن حدسے نما تا وارہی	در تو از جہدش بمانی ابلہی	"
ہر کہ کارد گرد انبارش تہی	لیکنش اندر مزرعہ باشد تہی	"
انعام تو عام ست چو نور خورشید	زان یافتہ انتظام احوال ہمہ	لا اعلم
تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ	سرت خالی ز سودائے پیالہ	"
تا شانہ صفت سر نہی در تہ ارّہ	ہرگز بہ سرے زلف نگارے نرسی	"
تا خاک ترا کوزہ نسازند کلالان	ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی	"
تا ہمچو حنا سودہ نگردی تہ سنگ	ہرگز بکف پاے نگارے نرسی	"
ولد الزناست حاسد منم آنکہ طالعم	ولد الزنا کش آمدہ چو ستارۂ یمانی	"
کسے نیک بیند بہر دو سرائے	کہ نیکی رساند بخلق خدائے	"
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	"
ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی ز پا نیندازی	"
من ذرۂ حقیر تو خورشید انوری	لازم بہ آفتاب بود ذرہ پروری	"

عمرت دراز باد تو تا دور مشتری	من از تو برخورم تو از عمر برخوری	لا اعلم
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	〃
آنکھیں تجکو ڈہونڈتی ہیں دل ترا گرویدہ ہے	جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے	〃
من ہیچ و کم ہیچ ہم بسیارے	از ہیچ و کم ہیچ نہ آید کارے	〃
لگائے ٹھٹھہ کھڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدہر سے	〃
کاغذ ہو تو بانچ تو کرم نہ بانچا جاے	تنکا ہو تو توڑ پر پیت نہ توڑا جائے	〃
اگر ہر موے من گردد زبانے	ز تو رانم نہ ہر ایک داستانے	〃
بنا وچارے جو کرے سو پاچھے پچھتاے	کام بگاڑے آپنو جگمیں ہوت ہنسائے	〃
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ برو فگند چون تو سلطانے	〃
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگمان چشم گیرد بسے	〃
دلربا دلکش نگاہ ناز سے	میرے دل کے داغ سارے دہلگئے	〃
چہ خوش وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	〃
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	〃
کالج میں پاس پاس کی آواز ہے	عہدوں سے آرہی ہے صدا دور دور کی	اکبر
ماں باپ کی ہوتی ہے خوشی سالگرہ سے	پر یہ خبر نہیں کہ گئی سال گرہ سے	لا اعلم
در پیش سفر اور مسافر ہیں غافل	آرام سے ہیں رخت سفر کھول کے بیٹھے	〃
ہنر تابد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	〃
خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے	ز راہ وفاے بسوے منت گذرے	〃
نپیر نپوسد بخدمت مرد قانع را قدم	پیر خاید بدندان پاے مردی ہر درے	〃
آب گر در روغن جوشا کنی	دیگدان و دیگ را ویران کنی	مخفی
ز پیری ریخت دندان وندادی تن بذکر حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی
فلک گر از تواضع خم نبودے	سرافراز ہمہ عالم نبودے	〃
عزت شاہ گدا زیر زمین یکسان ست	میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی	〃

بیابی حق بتقریر اندر دل زین سبحه گردانی	به از صد دانه باشد دانهٔ اشکی اگر دانی	ناجی
جھڑکی سہی ادا سہی چین جبیں سہی	سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی	انشاء
وابستهٔ غرور جهان گشتن ابلهی ست	عاقل کسے نیست مقید به هیچ شئے	صائب
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	میر
بکیسه جائی بزرگان نتوان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی	حافظ
حذر کن ز نادان بیهوده گوے	چو دانا یکے گوے وپرورده گوے	سعدی
اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے	نه بُرّد رگے تا نخواهد خداے	״
نا خوانده برو بر در کس تا ز گرانی	بار دل یک شهر چو سیلاب نباشی	کلیم
اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینی	سعدی
بلندی نمودن در افگندگی	فراهم شدن در پراگندگی	نظامی
که بسیار ناید بر اندکے	یکے بر صد آید نه صد بر یکے	״
کسے را که دولت کند یاوری	که آرد که با او کند همسری	״
تو بنشیم به بدخواهی اندر کسے	که من نیز بدخواه دارم بسے	״
در کف هر کس اگر شمع بدے	اختلاف از گفت شان بیرون شدے	معنوی
فال بد رنجور گرداند همے	آدمی را که نبود مستقش غمے	لااعلم
ولا خلاف بزرگان که گفت اندکن	بکن هر آنچه بشاید نه هر چه بتوانی	سعدی
خود پرستان نظر به شخص کنند	پاک بتیان به صنع یزدانی	لااعلم
رقص وقتے مسلم ست ترا	کآستین بر دو عالم افشانی	״
توان از دانه هاے سبحه دانست	که دلها را به دلها هست راهے	״
ز لوح روے کودک میتوان خواند	که بد یا نیک باشد در بزرگی	״
زمانے شعر و شطرنج و حکایت	که خاطر را بود دفع ملالے	״
در همه حال نیک محضر باش	تا همه وقت محترم باشی	״
امروز اگر نکوهش من کرد پیش تو	فردا نکوهش تو کند پیش دیگرے	״

چو مر بندهٔ راهی پروری	به هیبت بر آرشش کز و برخوری	لااعلم
مکن ناله از بینوائی بسے	چو بینی ز خود بینواتر کسے	"
هر که غم جهان خورد بر زحیات کے خورد	پس تو غم جهان مخور تا ز حیات برخوری	"
بر سایه بان حُسن عمل اعتماد نیست	سعدی مگر به سایهٔ لطف خدا روی	"
دل ما تمام بروی رخ خود نمی نمائی	بکجا جویم اے جان زکه همت پر کجائی	"
عشق در نازکدلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خواره را آرد با آتش خوارگی	"
بے پیر مرد تو در خرافیات	هر چند سکندر زمانی	"
عسرت میں دولت ہو تو افلاس نہیں ہے	کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے	"
رفیق و کارها همه درهم گذاشتی	آشفتگی بر مردم عالم گذاشتی	"
پدر خویش باش اگر مردی	گر و نام پدر چه گردی	"
ادب تاجیست از لطف الهی	نه بر سر برو هر جا که خواهی	"
خدا به حکمت به بندد درے	کشاید بفضل و کرم دیگرے	"
تو اے رعنا چو گل تا چند تا کے	خوری از جام گلگون لاله گون مے	"
چو نرگس تا بکے ساغر پرستی	قدح در دست و سر در خواب مستی	"
گر ورد پڑھے کوئی یا نقش بھرا چاہے	اُستاد ہو سیفی کا یا اثر دعا چاہے	"
گر ہووے دل کامل یا تغیر قضا چاہے	ہونا ہے وہی لیکن جو کچھ کہ خدا چاہے	"
سنکھیے بن میں گھس کے رہیں دھس کے کر کھکشن کیجے	کہاں کھجور کو کان میں ڈالکے زہر کا پیالہ ہلاہل کیجے	"
بھوت پلیت کی سنگت بیٹھ کے سانپ کے منہ میں انگری دیجے	اتنے کام سبھی کرے پر مورکھ متر سے پریت نہ کیجے	"
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	انیس
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	لااعلم
همت پیران کشاید کارهائے سخت را	رخنه در خارا کند تیر کمان صد منی	"
می شود خاموش از تر دامنی شمع حیات	دامن پاک ست فانوس چراغ زندگی	صائب
گرت خونابه گردد دل ز دست دوستان سعدی	نه شرط دوستی باشد که از دل بر زبان آری	سعدی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
زخلق ارچه آزار بینم بسے	نخواهم که آزارد از من کسے	راسخ
از ناکسان وفا و مروت طمع مدار	از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے	مصحفی
کسے کرده بے آبروئی بسے	چه غم دارد از آبروی کسے	سعدی
زگفتن آشکارا می شود راز	نداند هیچ کس حال خموشی	صدائی
عمر با صد ساله الفت بیوفائی کرد و رفت	از که دیگر در جهان چشم وفا دارد کسے	صائب
کاهش و افزائش این نشه باگید نگرست	میخورد افیون ترا چندانکه افیون میخوری	لااعلم
ابر مظلم تیره گرداند جهان را در دمے	یک ترش رو تلخ سازد عیش را بر عالمے	״
فیض ازل بزور زر ار آمدے بدست	آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدے	حافظ
گرچه فرش خانهٔ زاهد بظاهر بوریاست	نیست فارغ باطنش از خار خار سوزنی	مجد
آفتاب سیادت ازلی	گوهر کان لطف لم یزلی	لااعلم
چه حاجت است بجام جهان نما صائب	اگر تو آئینهٔ سینه بے غبار کنی	صائب
بروشند لانی برآور دمے	که یک مرد دانا به از عالمے	حزین
به بد گفتن خلق چون دم زدی	اگر راست گوئی سخن هم بدی	سعدی
چو با سفله گوئی بلطف و خوشی	فزون گردوش کبر گردن کشی	عارف
پرده پوشی پرده بر افعال خود پوشیدن است	عیب هر کس را کنی پوشیده ستار خودی	لااعلم
درختے که پیوسته بارش خوری	تحمل کن آنکه که خارش خوری	سعدی
لطف حق ما را ز دنیای دنی دارد دریغ	ورنه دنیا را دریغ از ما نمیدارد کسے	لااعلم
جز پشیمانی ندارد حاصلی عمر دراز	آه افسوسیست هر سطر کتاب زندگی	صائب
سبک باری نه آزادیست در کیش جوانمردی	توانی بار اگر از خاطری برداشت آزادی	حزین
نداری بر رضای حق نظر چون کوته اندیشان	جهان را جمله محکوم رضای خویش می خواهی	صائب
نشاط این جهان هر چند کمتر سیر حاصل تر	به طفلان بعد روز جمعه باشد آه و افسوسے	لااعلم
یکدم خوش را هزاران آه حسرت در قفاست	خرچ بیش از دخل باشد در دیار زندگی	״
چو دشنام گوئی دعا نشنوی	بجز کشتهٔ خویشتن ندروی	سعدی

برآرد ز دل خار را ہر کسے	خلد چون بدل کار دارد بسے	لا اعلم
چون عاقبت گذاشتنی ہم گذشتنی ست	صائب چہ التفات بہ دنیا کند کسے	صائب
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد	زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی	حافظ
دل در جہان مبند کہ دوران روزگار	ہر روز بر سری نہد این تاج خسروی	لا اعلم
جہان را ندیدم وفادار بسے	نخواہد کس از بے وفا یاریے	نظامی
اگر دل از خلائق کندہ باشی	بمنزل یار خود افگندہ باشی	صائب
چند اسباب اقامت جمع در عالم کنی	رشتہ تا کے در زمین عاریت محکم کنی	〃
جوانمردان نتابند از کسے رو	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو	لا اعلم
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	غالب
نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے	پسینے پونچھئے اپنی جبیں سے	لا اعلم
پہلے تو زور و قوت طاقت بکار ہے	پھر بعد اس کے ہمت مردانہ چاہئے	〃
ایسا کرنے سے بھی گر ہو نہ تسلی نہ سہی	امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی	〃
شیر قالیں اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے	شکل نامرد اور ہے اور مردمی داں اور ہے	〃
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوئے مردمی	میدان کارزار میں ٹھیرے تو مرد ہے	〃
گر بہ طاقت برسی مست نگردی مردی	ور بہ عشرت بروی مست نگردی مردی	〃
پئیں نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے	شراب پیتے ہیں ہم بلکہ آب کے بدلے	〃
شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے جسکو عالم	کہیں نشے میں کھلیں نہ جوہر ادھر ہمارے ادھر کھلا	〃
وہ چاٹ دول کرے نہ مذمت شراب کی	واعظ کے منہ پہ مہر لگا دی کباب کی	〃
قاضی کے منہ پہ ماردی بوتل شراب کی	یہ عمر بھر میں ایک ہوئی ہے ثواب کی	〃
در ساختن کار کسان سعی نمائے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	〃
مکن در ملک سلطان ہر چہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	〃
مردمی کن بجائے دشمن و دوست	کہ مروت زیان نہ کرد کسے	〃
آن را کہ ز روئے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	〃

کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموش مکن در ہیچ بابے	لاعلم
چو از کمانِ قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	”
کسے را کہ ایزد کند یاوری	کہ یارد کہ با وے کند داوری	”
طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر	جلوۂ یار یکبار ابھی دیکھا گیا ہے	”
آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کہ او را دل قوی بازو قوی	”
حزم آن باشد کہ ظن بد بری	تا گریزی و شوی از بد بری	”
اگر توقع بخشائش خدا داری	ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشائے	”
مشو ایمن از آن شخصے چو بسمل کردہ میخواہی	کہ مارِ خفتہ را بیدار گردد شیر نوشانی	”
ز مکرِ زن مشو غافل کہ بر مرد	کند صد عشوہ بہر دلفریبے	”
نہ از براے بہشت است بندگی ما را	کہ دوستی بود آنجا نہ کارِ مزدوری	”
اگرچہ در جہان صد یار داری	چو شد آخر بیک کس کار داری	”
گر نباشد زندگی در بندگی	مردنت بہتر ازین بد زندگی	”
یک تن درین زمانہ بے داغ ماتمے نیست	گردیم سیرِ عالم از ماہ تا بماہی	”
رہا کن ستم را بیکبارگی	کہ کم عمری آرد ستمگارگی	”
جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد	پر طبیعت ادھر نہیں آتی	”
در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بسے	شرطِ اول قدم آنست کہ مجنون باشی	”
جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	”
ذات معبودِ جاودانی ہے	باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے	”
پیری آئی عذار بے نور ہوئے	یارانِ شباب پاس سے دور ہوئے	”
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	”
حسن انسان میں آیا تو ادا بھی آئی	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی	”
خدا کی راہ میں دے ورنہ مال غیر سمجھ	یہاں سے بھیجدیا جو وہ مال تیرا ہے	”
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بہ مہمان سراے دہقانے	”

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما بسے	لااعلم
بت ظالم نہیں سنتا کسی کی	غریبوں کا خدا فریاد رس ہے	"
اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی	بخدا گھر میں تمھارے ہی خدائی آتی	"
کھب گئی دل میں یہ کس خنجر مژگاں کی ادا	دل تڑپتا ہے جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے	"
محفل سے تیری او بت ناآشنا چلے	آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے	"
شال زربفت مبارک تمھیں دولتمند و	ہم کو کمبل میں دوشالے کا مزا ملتا ہے	"
چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	"
نہیں وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن	نہ نغمہ سنج ہے بلبل نہ گل ہی خنداں ہے	"
آگے کیا اقرار تھا اب منہ بھی دکھلاتے نہیں	جائیے بس خوب الفت آزمائی ہو چکی	"
تاسف اب تو ناحق ہے عبث اظہار نادانی	چو کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	"
ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہوئے ایسے ذلیل	ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہوں گے	"
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے	فانوس بن کے آپ حفاظت ہوا کرے	"
اس خوبیٔ جمال پہ غافل نہ کر غرور	یہ حسن یہ جمال امانت خدا کی ہے	"
رخ بھی نہیں ملاتے ہیں وہ آج کیا ہوا	کل تک تو مجھ پہ مہر کی ہر دم نگاہ تھی	"
اپنے قاتل کا بڑھانا حوصلہ منظور ہے	تحفہ اس کے واسطے شمشیر براں چاہیئے	"
آئی بہار باغ میں بلبل قفس میں ہے	صیاد بھی چھری لئے اپنی ہوس میں ہے	"
ہے جان کشاکش میں عجب راز نہاں ہے	کچھ زور نہ دل پر ہے نہ کہنے میں زباں ہے	"
مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے	گزر رہی ہے جو دل پر دکھا نہیں سکتے	"
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	"
صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہے	ہمارا یار جس دم جانب میخانہ آتا ہے	"
جوش شباب اب نہیں باقی ہے شیب میں	پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے	"
میں کہتا ہوں کچھ اور سمجھتے ہیں وہ کچھ اور	جو بات ہے دل کی وہ زباں پر نہیں آتی	"
سنوں کس کس کی میں یا رب یقیں کس کس کا ہو مجھ کو	کہ قاصد کا بیاں کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے	"

اے فاختہ پروازکناں برسر سروی	دردِ دل مرغان گرفتار چہ دانی	لااعلم
پری نے حور نے انساں نے کب یہ شکل پائی ہے	خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہے	"
ہم تو ملنے سے تمہارے ہو چکے تھے ناامید	شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپ کی	"
روزے برسی بہ وصل حافظ	گر طاقت انتظار داری	حافظ
تو بدین جمال و خوبی سوطور گر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	لااعلم
وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی	بھڑکے ہرن اٹھایا جو مٹھی مزار کی	"
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	کبھی ہمارے ہوئے اور کبھی پرائے ہوئے	"
کہاں تک آنکھوں میں سرخی شرابخواری سے	سفید مو ہوئے باز آ سیاہ کاری سے	"
آپ کی چشم عنایت ہو تو سب ہے ورنہ	مری خواہش مرا ارماں مری حسرت کیا ہے	"
باغ میں آج جو اس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی	"
عشق کامل ہے تو اتنا چاہیئے	ناگوارا سب گوارا چاہیئے	"
بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی	"
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	"
عید کا دن ہے گلے سے آج تو مل جائیے	سال بھر کو دیکھئے میری تمنا دیکھئے	"
شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں	وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی	"
کسی کے منھ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے	"
نہ دنیا نہ دولت نہ گھر ہے نہ در ہے	نہ ہمت نہ جرأت نہ تیغ و تبر ہے	"
فتنہ انگیزی تری اے فتنہ قامت دیکھ لی	دیکھ لی او شور محشر یہ قیامت دیکھ لی	"
ہم پیار کریں تم کو تو تم غیروں کو چاہو	اللہ ترے گھر میں عدالت نہیں ہوتی	"
آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں	نفس مردود و شقی کے واسطے	"
خواب میں گال جو گورے یہ فرنگن دیکھے	کبھی قتل ہو مژگاں کی جو پلٹن دیکھے	"
خوں کا مزہ شرابی کے چکھتی شراب ہے	محروم دانہ پانی سے رکھتی شراب ہے	"
اللہ نہ دے گردش ایام جدائی	کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی	"

مصرع اول	مصرع ثانی	صفحہ
اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے	شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے	۱۱۱ ص
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	〃
اڑاتا خاک سر پہ جھومتا مستانہ آتا ہے	نہیں معلوم کس دھن میں ترا دیوانہ آتا ہے	〃
سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے	اور چرکا دیا جلاد نے آتے جاتے	〃
جاں مانگتے ہیں آپ حقیقت ہے اسکی کیا	یاں ہم ہیں جان دینے کو حاضر ابھی ابھی	〃
تجربہ جس کو نہ ہو ایسا ہی پچھتاتا ہے	سچ ہے یہ بات کہ کچھ کھو ہی کے ہاتھ آتا ہے	〃
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالعم	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	〃
ظلم مردوں پہ کیا عشق خرام یار نے	ہر قدم پر کاشہ سر ٹھوکریں کھانے لگے	〃
نہ جن کو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو اُن کے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے	〃
با سایۂ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	〃
تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی	تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی	〃
ہمیں کیا تجھ تربت پہ میلے رہے	تہ خاک ہم تو اکیلے رہے	〃
با بخیر خوری شراب تا چند	زین غصہ دلم کباب تا کے	〃
عنقا گوگرد سرخ پارس اکسیر	یہ سب ملتا ہے دوست کم ملتا ہے	〃
بتوں کے عشق میں اللہ کا جلوہ نظر آیا	حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے	〃
جب قدم نازکی سے اس نے اٹھائے	میں پکارا خدا کمر کو بچائے	〃
بغیر از خدا یہ کس کی ہے طاقت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کی وہی دے وہی دلائے	〃
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	〃
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	〃
شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے	رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے	〃
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی	ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی	〃
خلقے ملامتم کند و من برین کہ آہ	از دل چگونہ مہر تو بیرون کند کسے	〃
دل تو تیرے ہی پاس رہتا ہے	پھر تو ناحق اداس رہتا ہے	〃

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
شب آدینہ بھی آتا نہیں گورِ غریباں پر	ہنوز آگاہ نہیں وہ شمعِ مسکیں نوازی سے	لا اعلم
غرور زیرِ فلک چاہیئے بشر کو نہیں	جنھیں عروج ہے چلتے ہیں سر جھکائے ہوئے	"
بگو اے عاشقِ صادق چرا گلدستہ آوردی	دلِ بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی	"
تاریک تھا دل تاب کسی دل کو نہیں تھی	پروانہ کہیں جلتا تھا اور شمع کہیں تھی	"
بطوافِ کعبہ بہ حرم رہسم ندادند	تو بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی	"
ز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	"
یہ دخترِ رز حرام زادی مردار	مینا بازار کی ہے رہنے والی	"
آنکھیں ہیں صنعتِ خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسنِ رخِ زیبا کے نظارے کیلئے	"
کسے نماند کہ دیگر بہ تیغِ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی	"
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ اے یارم توئی	ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی	"
شجرِ خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہیں	جا کر اے عمرِ جوانی کہیں تو آتی ہے	"
کہتے ہیں جان نثار جہاں سے گزر گیا	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے	"
رنگ بدلا ہے زمانے کی ہوا بدلی ہے	تو نے پوشاک جو اے ماہ لقا بدلی ہے	"
پھر کہاں یہ دوست ہونگے اور کہاں یہ بزمِ جم	آگئی پیری تو ترسنگے۔ جوانی کے لئے	"
عشق آیا قیامت آئی ہے	پارسائی پہ آفت آئی ہے	"
اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے	کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے	"
کرے لطف سے جو خطا کی تلافی	ندامت زدہ کو ندامت ہے کافی	"
ساقی بیا کہ شد قدحِ لالہ پُر زمے	طامات تا بچند و خرافات تا بکے	"
جوہر تو مجھ میں تھے ملکوتی صفات کے	انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی	"
فرمائشیں حضور نہ اغیار پر کریں	موجود ہے یہ تابعِ ارشاد کے لئے	"
کیوں نام کفن سنکے لرزتا ہے انیس	اک دن یہ قبا زیبِ بدن ہونی ہے	انیس
نالہ پابندِ نَے نہیں ہے	فریاد کی کوئی لے نہیں ہے	لا اعلم
رندانِ میکدہ بڑے گستاخ ہیں زاہد	زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے	"

لگا کر دل بہت نا آشنا سے	عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے	لا اعلم
موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے	ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے	"
غالب ان سیمیں تنوں کے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے	غالب
ایک کا ایک ہے سرکوب کہ یہ دنیا ہے	ہے جو فرعون یہاں اسکے لئے موسیٰ ہے	لا اعلم
تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی	"
غم صیاد و بیم باغباں ہے	دو عملے ہیں ہمارا آشیاں ہے	"
قصد کعبہ کا خیال خام ہے	کچھ نہیں واں بھی خدا کا نام ہے	"
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی	جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی	"
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں بے صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"
انساں وہی مقبول خدا ہوتا ہے	جو مسلک خیر میں فنا ہوتا ہے	"
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	"
کبھی ندامت نہ ہوگی اعظ شرب گلگوں کی سیکنوں سے	زباں سے اسکو برا کہیں کیا جبکہ ہم منھ لگا چکے ہیں	"
بگو اے عاشق صادق چرا گل بستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی	"
جتنے دل والے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں	ہم وہ دل رکھتے ہیں جسمیں ہیں محبت والے	"
جو پہنچے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے	"
دولت بجز فساد کسی کو ملی نہیں	دیکھو کہ لفظ گنج بھی مقلوب جنگ ہے	"
ہم انہیں نہیں ہیں جو ہٹیں بات سے اپنی	ناصح کی نصیحت نہ سنی ہے نہ سنیں گے	"
یاران رفتگاں کو کیا روئیے مسرت	کیا تم روانہ ہوئے ملک عدم نہ ہوگے	"
بل بھی جبکہ تنگ ہوتی ہے	کلہ گیر پلنگ ہوتی ہے	"
اٹھی ہے جھوم جھوم کے کہسار سے گھٹا	رندوں میں دھوم ہے درمیخانہ وا ہوئے	"
چھانتے ہیں تیرے کوچے سے ظالم خفا نہ ہو	ٹکڑے تو ڈھونڈھ لیں جگر پاش پاش کے	"
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری	"
جفا نہ شیوۂ دین پروران بود حاشا	ہمہ کرامت و لطف ست شرع یزدانی	"

گر مرض ہو دوا کرے کوئی	مرنے والوں کو کیا کرے کوئی	لا اعلم
کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا	غیب سے اُس کی مدد اسکی کمک ہوتی ہے	،،
لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے	،،
ہائے اک جان پہ دنیا کی بلائیں جھیلیں	ہائے اک دل پہ زمانے کی مصیبت دیکھی	،،
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے کہ فرزند نہیں ہے	،،
نصیحت ہمین ست جان برادر	کہ اوقات ضائع مکن تا توانی	،،
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اک آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے	،،
دل لیکے ہمارا کہیں برباد کروگے	لو دل بھی دئے دیتے ہیں کیا یاد کروگے	،،
جب اور پہ اس طرح کی بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے	،،
عبث ہے یہ رکھائی اور ناحق کج ادائی ہے	نہیں اس وہم بیجا کی زمانے میں دوائی ہے	،،
یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	،،
خود بخود مجھ سے لگاوٹ ستم ایجاد کرے	اس قدر دل سے بھلاؤں کہ بہت یاد کرے	،،
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	،،
اک روز کا رونا ہو تو رو کر صبر آئے	ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے	،،
جب سمجھے نہ تم رتبہ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	،،
حباب وار یہاں زندگی ہے دم بھر میں	یہ دم رہے نہ رہے یہ مکاں رہے نہ رہے	،،
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	،،
پھیریں نہیں عاشق ہو ب جانی	رہے ہوسے ہی سے یہ لن ترانی	،،
کیا بتائیں غم کے ہاتھوں سے تمہیں	مرتے جیتے ہر گھڑی ہر دم رہے	،،
دنیا تجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے	،،
ڈر ہے کہ کہیں نام نہ مٹ جائے یہ آخر	مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے	،،
سختی سہی یا کڑی اٹھائی	افتاد تھی جو پڑی اٹھائی	،،
تا بر سر شغل و کام باشی	میکوش کہ نیک نام باشی	،،

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
گریۂ موت نے جو آدابا	کچھ نہ سوچھا سوائے ٹیں ٹیں کے	لا اعلم
آپ نے خوب قدردانی کی	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی	,,
وفور میکشی ہے اور پیالی پر پیالی ہے	مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے	,,
جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں	دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	,,
زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے	,,
سرمایۂ عمر تو ہمین یک کفن ست	این ہم بگمان ست بری یا نہ بری	,,
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	,,
ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن	تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی	,,
بغل میں ساقیٔ مہ رو شراب ہاتھ میں ہے	دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے	,,
قلقلِ شیشۂ مے سے ترے مےکش ساقی	سن رہے ہیں خبر راز نہاں واعظ کے	,,
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری	,,
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	تو می باید کہ با دشمن بسازی	,,
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	,,
رقیبوں سے خلوت میں ہوتے ہیں شورے	نیا کوئی طوفاں اٹھا چاہتا ہے	,,
لے اڑی طرز فغاں بلبل ناداں ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے	,,
یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے	وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے	,,
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے	,,
سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا	کچھ بت بھی تو یہ تو کسی کے خدا ہوے	,,
آزردہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے	,,
تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے	,,
تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا	کیوں عدم سے تجھے ساتھ لے دل شیدا آلائے	,,
قسمت کی بیوفائی کو صیاد کیا کرے	سر پر پڑا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	,,
بگیر دامن جمعیتے و کارے ساز	کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی	,,

ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی زپا نیندازی	لا اعلم
کز دست من گدا نیاید	جہانی چون تو بادشاہے	〃
مردمی کن بجاے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	〃
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے	یہ دل ہی میرا ہے کہ جہاں تو سما سکے	〃
ہر دم از عمر مے رود نفسے	چون نگہ می کنی نماند بسے	〃
میکشی رات کو کی صبح کو توبہ کرلی	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی	〃
نہ تو جنت کے ہیں قائل نہ جہنم کے مقر	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	〃
امیروں کی نگاہوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے	نگاہ لطف سے دیکھیں تو خاک اکسیر ہوتی ہے	〃
یہاں جس سے تمنائے وفا کی	اُسی کی ہوگئی عادت جفا کی	〃
مصیبت کو مری تو اے ستم ایجاد کیا جانے	جو گزرے صید کے دل پر اسے صیاد کیا جانے	〃
چشم الطاف سے کچھ اب تو اشارا ہوجائے	نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہوجائے	〃
کعبہ و بت خانے کا بننا بگڑنا دیکھئے	خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے	〃
تماشا مرے دل کے داغوں کا دیکھو	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے	〃
لب بام اُس صنم کو دیکھکر موسے یہ کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	〃
زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشاں قاتل کا	باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے	〃
منزل عیش نہیں ہے یہ سرائے فانی	رات کی رات ٹھہر جائیں ٹھہرنے والے	〃
اگر لوہا کبھی پارس سے چھو جائے	یہ ممکن ہے کہ پھر سونا نہ ہوجائے	〃
ہمیں یہ بات بچپن میں معلم نے سکھائی ہے	برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے	〃
طبیعت آگئی ہے اس بت بے مہر پر صاحب	تصدق دل ہے صدقے جان ہے قربان ایمان ہے	〃
تجھے شب وصل تو سب جان کے کھانے والے	آج کیا مرگئے گھڑیال بجانے والے	〃
مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے	کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے	〃
ہر آنکست کہ بہ آزار خلق فرماید	عدوے مملکت ست او بہ کشتنش فرماے	〃
ناقدرداں کی نوکری ہے بری	کز نئے بوریا شکر نخوری	〃

لو میر آج مسجد جامع کے ہیں امام	داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز سے	میر
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری	تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیئے	لا اعلم
یکے خود خوبرو بودی دگر آراستی خود را	بتا معلوم شد مارا کہ قصد جان ما داری	"
مال دیتا ہے خدا عقل خدا دیتا ہے	علم زیور ہے کہ دونوں کو جلا دیتا ہے	"
تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لئے	چشم کلیم چاہیئے دیدار کے لئے	"
فردا شراب کوثر و حور از برائے ماست	امروز نیز دلبر مہ روست و جام مے	"
بہ نیم غمزہ جہان جملہ قتل عام کنی	نعوذ باللہ اگر غمزۂ تمام کنی	"
چو گل شگفتہ کسے آب و رنگ می آئی	ز شہر آئینہ یا از فرنگ می آئی	"
پر خون دل ست مارا صد پارہ از جدائی	ما حاصلے کہ دیدیم این بود ز آشنائی	"
جوانی سے ضعیفی میں زیادہ جوش ہوتا ہے	بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے	"
الٰہی خیر کرنا عشق کی منزل پریشاں ہے	ادھر ہے اضطراب دل ادھر قاتل پریشاں ہے	"
کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی	یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی	"
جگر میں چٹکیاں لیتی ہے ہر طرز فغاں میری	کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری	"
ہیں طور جدائی کے عیاں طرز رقم سے	بچھڑے ہوئے مضمون نکلتے ہیں قلم سے	"
ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے	مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے	"
افسوس میں کیا کہوں جو مرے دل کا حال ہے	ہر لحظہ ایک دن ہے مہینہ ہے سال ہے	"
ذبح کرتے ہیں مجھے اور یہ فرماتے ہیں	دم تہ تیغ جو مارا مرا مردہ دیکھے	"
فقیر مست ہوں قسمت مری حاضر ہے جو چاہے	کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے	"
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے	"
کیا ازل ہی میں مقدر تھا برا میرے خدا	مجھ کو پیدا جو کیا رنج اٹھانے کے لئے	"
ہو تحمل تو تحمل کی نہایت ہووے	کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے	"
صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری	کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری	"
خدا پناہ میں رکھے تمہاری پلکوں سے	ستم کی فوج کھڑی ہے پرا جمائے ہوئے	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
پہنائے جب اُس گل کو پھولوں کے ہار	نزاکت سے دہری کمر ہو گئی	لا اعلم
سرھانے میر کے آہستہ بولو	ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے	میر
دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش و آتش ما تیز می کنی	لا اعلم
سرکنم شکوہ اگر تاب شنیدم داری	سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری	״
اور ہوگا کوئی اس بت کی محبت کیلئے	ہم تو بس پیدا ہوئے رنج و کلفت کیلئے	״
لوگ کہتے ہیں دے دیا کیوں دل	چھین کر لے گیا۔ دیا کس نے	״
اس کے در تک پہنچ گئے ہیں ہم	آگے تقدیر کی رسائی ہے	״
چین تجھ کو نہ ملے میرے ستانیوالے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے	״
میری راتیں رنج کی اندوہ کی	تیرے دن تفریح کے آرام کے	״
ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے	اچھی نہیں یہ آپ کی تقصیر [illegible]	״
کچھ خبر بھی ہے تمھیں اپنے گرفتاروں کی	جان آنکھوں میں ہے اب شوق کے بیماروں کی	״
دعوے جو عشق کا ہے تو فریاد کس لئے	یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لئے	״
بہ قمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم	چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم ریائی	״
اگر کچھ عشق صادق ہے تو تم کو لازم ہے	کہیں ایسا نہ ہو وہ گلبدن بدنام ہو جائے	״
ہزار بار قیامت گزر گئی ہم پر	مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے	״
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا	خود ہم نے کیا شیشہ کو پتھر کے حوالے	״
دیکھنے دو جسے بد ہیں جو برا دیکھتا ہے	میں بُرا ہوں کہ بھلا اس کو خدا دیکھتا ہے	״
اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز	گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری	״
کاٹ دے ہنس بول کے دن زیست کے	آدمی کو چاہئے بے غم رہے	״
حسینوں کی باتوں کا کیا اعتبار	اِدھر کی طبیعت اُدھر ہو گئی	״
داغ دل تازہ ہوا آہِ دل ناشاد سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا گزر یاد سے	״
لگائے ٹکٹکی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	״
برا ہوتا ہے اپنی حد سے ہر شئی کا گزر جانا	بشر کو چاہئے انجام پر رکھے نظر پہلے	״

کیسا حجاب کس کی حیا اور کہاں کی شرم	پردہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اٹھائیے	لا ا
ضائع نہ کیجئے سخن آبدار کو	یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہے	״
بزیر جامہ نہاں کردۂ برہن لیکن	بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی	״
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	״
دو گنے بقہر گوشے کہ صد کوزۂ نبات	گہ گہ چنان بکار نباید کہ حنظلے	״
بقومے کہ نیکی پسند د خدا	دہد خسرو عادل و نیک رائے	״
رعیت نوازی و سرلشکری	نہ کاریست بازیچہ و سرسری	״
سرائے دنیا ہی کوچ کی جا ہر ایک کو خوف ہے یہ دم ہے	رہا سکندر یہاں نہ دارا نہ ہی فریدوں یہاں نہ جم ہے	״
دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے	جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دست غیب ہے	״
ہے رشک ضعیفی جوانی ہماری	تلف ہو گئی زندگانی ہماری	״
ہوتی ہے سخی کو شرم دوچند	سائل جو خجل ہو اس کے در سے	״
جب شہر بفور میں ہو حرام و زنا	کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے	״
عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے	کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہئے	״
گر لا علاج ہے تو تپ کا داغ ہے	بدتر وہ قبر سے ہے جو گھر بے چراغ ہے	״
جنون زسر بنہ و دست خنثل گیر و بیا	کزین بہانہ مسلم نہ کرشیدائی	״
ہرچند سپرداری آرآہ ز ظلم می ترس	کز سینۂ مجروحان ہر آہ بود تیرے	״
رحم کر مجھ پر کبریا کے لئے	نہ ستا تو مجھے خدا کے لئے	״
بری عورتوں کا نہیں اعتبار	ادھر کی طبیعت ادھر ہو گئی	״
بھلا ہمدرد انساں کو کہیں ملتا ہے دنیا میں	جنہیں گھر بیٹھے ملجائے بڑا انکا نصیبا ہے	״
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے بتاں کی ہے	مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے	״
پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب	عمر بھر ترسے گا اس دن کے لئے	״
اے ہما بخش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے	״
تدبیر کیا کروں مری قسمت کی بات ہے	قسمت خراب ہو تو گلہ کس کے ساتھ ہے	״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
ہم غیر اور دونوں اک جا ہم نہ ہونگے	ہم ہونگے وہ نہ ہوگا وہ ہوگا ہم نہ ہونگے	لا اعلم
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب بین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	„
طواف کعبہ میں اب بت ملا ہے	کرو سجدے عنایت ہے خدا کی	„
کم بخت جواں بیوی کو قسمت سے ملا ہے	بچے کی طرح گود میں شوہر جو پلا ہے	„
ہم تم ہیں جو ایک پھر جدائی کیسی	دل ہی نہ ملا تو آشنائی کیسی	„
مل گئی ثروت ہمیں یا کوئی نعمت مل گئی	آپ کیا آئے کہ لاکھوں ہی کی دولت مل گئی	„
شب فراق کی یارب سحر نہیں ہوتی	یہ کیسی رات ہے مر کر بسر نہیں ہوتی	„
دل آزردہ کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن	جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آ ہی جاتی ہے	„
بوڑھے شوہر کی دیکھ ناکاری	کیوں نہ بیوی کرے زناکاری	„
کچھ سوچ سمجھ کر وہ گلا کاٹیں ہمارا	رگ رگ میں محبت ہے فقط دل میں نہیں ہے	„
تو خواہی آستین افشاں و خواہی امن اندر کش	مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی	„
نہ سد صد بدہ کی لی اور نہ جنگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	„
کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی	„
قول سے پھرتے نہیں قول کے کرنے والے	جنگ سے ہٹتے نہیں جنگ میں مرنے والے	„
ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئیں گے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے	„
غم دادی و غمخواری نکردی	دلم بردی و دلداری نکردی	„
نہیں معلوم کیا نیرنگ گلشن میں کھلاتا ہے	کہ شبنم صبح تک روتی ہے غنچہ مسکراتا ہے	„
گر زمین را با آسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	„
کرو نہ عشق طوائف کا کبریا کے لئے	بچاؤ جان و جوانی و زر خدا کے لئے	„
سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی	گو مسلماں ہوں پہ بول اٹھتا ہوں جے کالی کی	„
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	خصوصاً چلتی پرزہ بیسوا سے	„
آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں	ٹھوکریں کھاتا ہمارا سر چلے	„
بقول دشمن پیمان دوست بشکستی	ببین کہ با کہ بریدی و با کہ پیوستی	„

نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی	لا اعلم
مفلسی سب بہار کھوتی ہے	وضع ہر وضع دار کھوتی ہے	"
زندگی ہجر میں کیا خاک بسر ہوتی ہے	غم کی جو رات ہے آنکھوں میں سحر ہوتی ہے	"
نہ مر کر بھی بیداد ظالم نے دیکھا	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	"
درد و غم رنج و الم حزن و قلق	ہجر میں دو چار یہ ہمدم رہے	"
تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی	چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی	"
سب میں ذلیل و رسوا ہم خوب ہو چکے ہیں	اب اور کیا کریں گی آزادیاں ہماری	"
فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر	ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ میرے افسانے سے	"
اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب	شبے ز معدہ سنگی شبے ز دلتنگی	سعدی
چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی	فزون گرددش کبر و گردن کشی	"
فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد	چہ غم خورد کہ بمیرد چراغ بیوہ زنے	"
غمے کز پیش شادمانی بری	بہ از شادی کز پسش غم خوری	"
اگر حنظل خوری از دست خوش خوے	بہ از شیرینی از دست ترش روے	"
ز بخت روے ترش کردہ پیش یار عزیز	مرو کہ عیش برد نیز تلخ گردانی	"
بحاجتے کہ روی تازہ روے و خندان رو	فرو نہ بندد کار گشادہ پیشانی	"
مبر حاجت بہ نزدیک ترش روے	کہ از خوے بدش فرسودہ گردی	"
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی	"
گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم کنجشک از جہان بر داشتے	"
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	لا اعلم
یکے کردہ بے آبروے بسے	چہ غم دارش ز آبروے کسے	سعدی
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموے کشی	"
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	"
سرمایہ عمر تو ہمین یک کفن است	اینہم بگمان است بری یا نہ بری	لا اعلم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	لا اعلم
تو نا کردہ بر خلق بخشایشے	کجا بینی از دولت آسایشے	"
ہر دم از عمر میرود نفسے	چون نہ بیدم فرو نماند بسے	"
غم صیاد و فکر باغباں ہے	دو عملے ہیں ہمارا آشیاں ہے	"
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی ہی	آپ کی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی	"
پیسہ ہی رنگ و روپ ہے پیسہ ہی مال ہے	پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	"
مردی بود فتادہ را پاے زدن	گر دست فتادۂ بگیری مردی	"
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے	یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	"
بت حرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے	روز پیغام چلے آتے ہیں بتخانے سے	"
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	"
مکن در ملک سلطان ہرچہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	"
رقیب روسیہ پر گر پڑے گی ایک دن بجلی	ہماری آہ کا ہرگز نہ جائے گا اثر خالی	"
بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے	فغاں ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے	"
آپ ہیں اور اپنا گھرا ہے	نہیں معلوم وصیاں کس کا ہے	"
رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں	ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے	"
فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے	"
تلاش انکو ہے میرے رازداں کی	نئی ترکیب نکلی امتحاں کی	"
قدر الو کی الو جانتا ہے	ہما کو کب جغد پہچانتا ہے	"
مشتہر کی جو خبر یار نے گھر جانے کی	خوب تدبیر نکالی مرے مر جانے کی	"
سیر نیرنگ جہاں دیکھا کئے زندان عشق	شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلماں ہو گئے	"
جو کچھ دکھائے چرخ ستمگار دیکھئے	جو آگے آئے بس اُسے ناچار دیکھئے	"
ڈاہ سوتاپے کی یہ سچ ہے بری ہوتی ہے	قلب پر بیا ہتا کے ایک چھری ہوتی ہے	"
چار دن کی دوستی کا ہے زمانے میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
چال ان کی دیکھنا گویا بڑے مظلوم ہیں	سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہو گئے	لا اعلم
شکل امید بھلا کس کو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے	״
کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہے	خاک سے میری کوئی ساغر بنایا چاہیئے	״
فاصلہ کوچۂ محبوب کا کیا پوچھتے ہو	جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے	״
حمد اور پرستش کا سزاوار خدا ہے	ہم لوگ تو مجبور ہیں مختار خدا ہے	״
گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے	״
یاد وہ لطف جب کہ آتا ہے	سانپ چھاتی پہ لوٹ جاتا ہے	״
غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی	کیا غم ہے مزہ دار طبیعت نہیں بھرتی	״
دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں	ہم کو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی	״
نہیں ساتھ غم میں کوئی گر مرے	تری ذات پر ہے سہارا مجھے	״
شب وصل کا وقت ہے مختصر	کہ دن کی تو اب دوپہر ڈھل گئی	״
سخت آفت ہے سخت آفت ہے	مرنا اولاد کا قیامت ہے	״
سفینہ جب کہ کنارہ سے آ لگا غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیئے	غالب
منہ پہ انکے گیسو جو بل کھاتے ہوئے	ہم نے دیکھے ماہ پر دو سانپ لہراتے ہوئے	لا اعلم
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	״
بچپنا ہے تو ضدیں بھی ہیں نرالی انکی	اس پہ بگڑے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گے	״
اس طرف صبر و رضا اور ادھر ناز و ادا	معرکہ قہر کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے	״
پوچھو مسافروں کی نہ کچھ بود و باش کو	غربت کی چھاؤنی ہے جہاں وہ مقام ہے	״
اے جوشش جنوں تری بدولت	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے	״
بظاہر لاکھ حسن و عشق سے ہیں بھاگتے زاہد	پسند ان کو بھی لیکن اچھی صورت آ ہی جاتی ہے	״
ذرا بھی حسن ہو معشوق کو ملتا ہے عالم میں	ادا، غمزہ، تبسم، شوخی، شرارت آ ہی جاتی ہے	״
نہیں معلوم اب عمر رہی کتنی باقی	آج کیا لٹ گئے سارے گھڑی کے پرزے	״
کبھی ہوتا ہے دشمن آپ اپنا جوہر ذاتی	گرفتار قفس بلبل نہ کیوں ہو خوش نوائی سے	״

مدام سر پہ مصیبت پڑی نہیں رہتی	ہمیشہ یار کسی کی اڑی نہیں رہتی	لا اعلم
نظر کوئی اپنا تو آتا نہیں	جو موجود یاں ہے وہ بیگانہ ہے	"
دل بلبل چمن میں آج کن جھگڑوں میں اٹکا ہو	ادھر صیاد کی دہشت اُدھر گلچیں کا کھٹکا ہو	"
ہم کو اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجراں کے عوض موت ہی آئی ہوتی	"
رہی دست جو ہو کہو کیا کرے	نہیں اس کا قابو جیئے یا مرے	"
وہ حسن وہ انداز وہ پھر بانکپن اس کا	چھل بل ہے قیامت کی تو انوٹ ہے غضب کی	"
سوا تیرے کسی سے اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے	"
ہم تو اشارہ فہم ہیں اور زود فہم بھی	ملتے ہی آنکھ بات ترے دل کی پا گئے	"
دل کو وہ مول لیکر کہتے ہیں فکر کیا ہے	یہ چیز اپنی کر لی قیمت بھی مل رہے گی	"
برپا کریں گے حشر قیامت بھی ڈھائینگے	پر جیتے جی رقیب کے بس میں نہ آئینگے	"
کٹ جائینگے مر جائینگے پیچھے نہ ہٹیں گے	یہ سوچکے نکلے ہیں کہ میداں میں ڈٹیں گے	"
دوست صادق جانئے اُسکو کہ جو	رنج و غم میں کام آئے دوست کے	"
ہوئیں مدتیں کہ نہیں خبر وہ کدھر ہیں اور ہیں ہم کدھر	نہ ہے نامہ بر نہ پیام بر نہ سلام ہے نہ پیام ہے	"
دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی	ہاں کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیے	"
تری عشق ستمگاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	ہمارے دل کو بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	"
اب بنائے سے نہیں بنتی ہے کچھ	پڑ گئی کیسی غضب میں جان ہائے	"
میں اگر عاصی ہوں وہ غفار ہے	حق تعالےٰ کی بڑی سرکار ہے	"
اے دل ذرا تو ہوش میں آ وقت تنگ ہے	سامان کوچ کر کہ بڑی اب درنگ ہے	"
کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی	جمتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی	"
شب ہجر یوں ہی بسر ہو گئی	تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی	"
پروں کو کھولدے ظالم جو ذبح کرتا ہے	کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی	"
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا مسجد	کسی ویرانے میں بنالیں گے	"
گزری جوانی پیری بھی اب آشکار ہے	اب چین پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے	"

بیکار خفتگان لحد کو نہ جانیے	جز آسماں کی کھود رہے ہیں پڑے پڑے	لا اعلم
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	"
چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	اسد
ہاں مال غیر کف میں تصرف نہ چاہیے	آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہیے	لا اعلم
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق است و ہزار بدگمانی	"
کیا آپ بت بنے ہوئے بیٹھے ہیں بزم میں	کچھ بے تکلفی بھی تو صحبت میں چاہیے	"
داغ فرقت ہے مرے دل میں جلن پڑتی ہے	جوش گریہ ہے کہ ساون کی جھڑن پڑتی ہے	"
ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق بتو	جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے	"
یہ کس رشک مسیحا کا مکاں ہے	زمیں جس کی چہارم آسماں ہے	"
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے	"
جفاؤں سے ہم اس بت کو پشیماں کرکے چھوڑیں گے		"
مسلماں ہیں تو کافر کو مسلماں کرکے چھوڑیں گے		"
دل عاشق کو جلاتے ہو غضب کرتے ہو	آگ کعبہ میں لگاؤ گے تو بدعت ہوگی	"
مرا احوال سنکر کس لئے بے مہربانی ہے	ترے قرباں ارے ظالم یہ تیری ہی کہانی ہے	"
گر خون کا محضر بھی وہ لکھکر ہمیں دیویں	واللہ ارادہ ہے کہ ہم صاد کریں گے	"
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے	"
خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کے کاکل سے	نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے	"
جہاں سوزی اگر در غمزہ آئی	شکر ریزی اگر در خندہ باشی	"
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے	مرغوں میں چہچہے ہیں چمن میں بہار ہے	"
باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی	تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی	"
مجھے دیکھو کہ میں بھی آدمی ہوں	جدائی کیا تمہیں پر پھٹ پڑی ہے	"
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوائے مردمی	میدان کارزار میں ٹھہرے تو مرد ہے	"
نیم موئے نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی	"

محفل میں گدگداتی تھی شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آرہی تھی صدا قاہ قاہ کی	لا اعلم
کیوں بتوں کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تجھے	منصفی اے داور روز قیامت چاہیے	"
من بدنام راکشتی بہ غمزہ	کرم کردی الٰہی زندہ باشی	"
مدت شادی و غم نیست برابر یہاں	گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے	"
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے	سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے	"
واقف جو ہم نہیں ہیں اس بزم میں کسی سے	ہیں کیا غریب بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے	"
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	"
تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو	حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے	"
زمانہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے	تری آنکھوں کا پھر جانا ستم ہے	"
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	"
نہ تھے ہم پیش ازیں آگاہ حال عشقبازی سے	نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے	"
بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے	سب بزم ہے مشتاق نکل پردۂ دل سے	"
حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنیں نہیں	زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے	"
آئے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا	ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے	"
قمریاں عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا	بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل ترا دیوانہ ہے	"
مے پیکے عید کیجئے گزرا مہ صیام	تسبیح رکھئے ساغر و مینا اٹھائیے	"
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے	"
یوں تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو	جب میں جاؤں کہ میرے بعد مرا دھیان رہے	"
خدا کا قہر بتوں کا عتاب رہتا ہے	اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے	"
کہ بر خاطر بادشاہان غمے	پریشان کنند خاطر عالمے	"

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے — لا اعلم
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا رہتا ہے انساں سے — ،،

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی ۔ حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی — ،،
جس بات کو نہ چاہے طبیعت وہ قہر ہے ۔ مرنے کی جب خوشی ہو تو امرت بھی زہر ہے — ،،
بہار آئی خزاں کے دن گزر گئے ۔ پیالہ جام دے ساقی تو بھر کے — ،،
مہربانی کے بھی دن آ ہی گئے ۔ کیا ہوا گر کچھ دنوں برہم رہے — ،،
مرا خواندی و خود بدام آمدی ۔ نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی — ،،
یہ ڈھنگ طور اُس بتِ رعنا کے ہو گئے ۔ مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی — ،،
جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ ستمگر اور ہے — ،،
زخم ہے جس کا رگِ جاں میں وہ نشتر اور ہے — ،،

رہتا ہے آدمی کا نشاں اس جہان میں ۔ بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لئے — ،،
اقرار جو کئے تھے کبھی ہم سے آپ نے ۔ کہئے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے — ،،
آدمی را قوت دست از دل ست ۔ ہر کہ او را دل قوی بازو قوی — ،،
درد سر ہو تو کچھ دوا کیجے ۔ دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے — ،،
ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے ۔ او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے — ،،
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پرانے ۔ اور سکہ رواں شہر میں مدت کا نیا ہے — ،،
درد دل عشق کی خامی سے عیاں ہوتا ہے ۔ ہیزم تر کو جلاؤ تو دھواں ہوتا ہے — ،،
اگر توقع بخشایش خدا داری ۔ ز روئے لطف و کرم بر شکستگان بخشائے — ،،
خود جوانی ہے جوانی کا سنگار ۔ سادگی زیور ہے اس سن کے لئے — ،،
جب نہ جینے جی مرے کام آئیگی ۔ کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی — ،،
ہزار خوبیاں تاسف کی جا ہے ۔ وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے — ،،
یہ ایک اور تازہ مصیبت ہوئی ۔ کہ دعوت بہاں کی عداوت ہوئی — ،،
بیچگر نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو ۔ ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمہارے — ،،

آنکھ اُس صنم کی دیکھ کے رہ رہ گئے ہیں	گوروں کی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے	لا اعلم
جا چکی تھی رسم الفت مٹ چکا تھا نام عشق	اب زمانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے	”
یہ جگر لائے کہاں سے آدمی	ظلم اٹھائے اور خوش و خرم رہے	”
سچ تو یہ ہے کہ برا وقت نہ دکھلائے خدا	دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے	”
جو دلپسند نہ ہو آگ اس سخن کو لگے	کلام وہ ہے جو خوش سارے انجمن کو لگے	”
تو نہ ہوگا تو ترا درد رہے گا دل میں	یہ تو ممکن نہیں پہلو مرا خالی رہ جائے	”
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	”
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا	بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے	ذوق
در ساختن کار کسان سعی نما	کار تو شود ساختہ از لطف خدا	لا اعلم
ابن مریم ہوا کرے کوئی	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی	”
خمیدہ کرتا ہے انسان کو گوہر شرافت کا	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	”
ہنگام نزع آپ جو رونق فزا ہوئے	رضواں پکار اٹھا در فردوس وا ہوئے	”
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما	باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری	خسرو
لطف بوسے کا اٹھانا ہے اگر	ناز بھی اُس کے اٹھانا چاہیئے	لا اعلم
بفرقش گل کند گر سایہ بانی	قدش خم گردد از بار گرانی	”
جام جم رکھدے طاق کسرے پر	میرا چلو شراب سے بھر دے	”
کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت سے کتاب	کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانے والے	”
بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی	بملک دلبری پایندہ باشی	”
گر تم نہیں تو اور بت مہ جبیں سہی	ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہیں سہی	”
خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی	ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی	”
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے	بجائے شیر مارا زہر دادے	”
بڑی تکلیف تیرے ہجر میں اے بے وفا پائی	خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی	”
شعبدے سے مکائدے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	”

زندگی ہے تو خزاں کے بھی نکل جائینگے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئیگی	لا اعلم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	"
لطف شراب خواری کو ہرگز نہ چھوڑیے	سو بار توبہ کیجئے سو بار توڑیئے	"
گزرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے	جو ہو بیدرد وہ دردِ دل بیمار کیا جانے	"
دلا تجھ کو شکوہ ہے ناحق بتوں سے	دغا ان کو کرنیکی عادت پڑی ہے	"
جائے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگ نوجوانی ہے	"
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے	"
سیہ گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	"
ستمگر۔ بیوفا۔ بیدرد۔ دشمن۔ فتنہ گر۔ ظالم	تری سیرت تو دیکھیں حسن صورت دیکھنے والے	"
کیا ستم فلک مجھے تونے دکھایا ہے	سر سے پدر کے سایہ کو تونے اٹھایا ہے	"
نہ دل بس میں نہ قابو میں جگر ہے	ہمارا حال اب نوع دگر ہے	"
حق تعالے تجھے تا حشر سلامت رکھے	اے مرے خانۂ ویراں کے بسانیوالے	"
اگرچہ پیش خرد مند خامشی ادب است	بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی	"
واہ ری جذب محبت کی کشش	باتیں کرتے کرتے وہ دل لے گئے	"
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے	سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے	"
لاکھ سمجھائے کسی کو کوئی کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انسان جو کچھ کھوتا ہے	"
کیا خداداد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے	"
عشق بازی ہنسی نہیں ہوتی	دل لگی دل لگی نہیں ہوتی	"
ستم سہتے ہیں ہم یہاں کیسے کیسے	وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے	"
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی	"
وصال یار سے دونا ہوا رنج	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	"
خدنگ ناز سے اوروں کو کیجئے گھائل	بغل میں ہے مرا زخم جگر چھپائے ہوئے	"
عجب رسائی ہے قسمت میں اے حنا تیری	چمن جو چھوٹ گیا دست نازنیں میں رہی	"

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو	لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے	لا اعلم
مجھے تو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے	سکھائی ہے فغاں مکتب میں دیوان فغانی نے	”
زمانے کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے	کہ دیکھے ہوئے ہیں ہم آنکھیں کسی کی	”
فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں	دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے	”
امتحاں خوب جفا کا بھی وفا کا بھی ہوا	تم ہمیں جان گئے ہم تمہیں پہچان گئے	”
سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے	نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے	”
پوچھ مت راہ وفا اُس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے	”
شکوے تو ہیں ہزاروں گر تیرے روبرو	ہے مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی	”
نہ ہو گی کبھی ان کے دل تک رسائی	جہاں ہم نہ پہنچیں وہ منزل یہی ہے	”
خدائی کارخانوں کے کوئی اسرار کیا جانے	یہاں پر پردہ کے پیچھے تماشا اور ہوتا ہے	”
اُس کو مسجد ہے تم کو بت خانہ	صاحبو اپنی اپنی قسمت ہے	”
کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کیلئے	نگاہ لطف ادھر بھی ذرا خدا کے لئے	”
ظاہرا صوفی بنا باطن سیاہ	ذوق تیری پارسائی دیکھ لی	ذوق
لیکن یہ کسی کام کی تقریر نہ ہوگی	جب تک نہ عمل ہو کوئی تاثیر نہ ہوگی	لا اعلم
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	بے نیازی تری عادت ہی سہی	”
ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں	محروم ہے سوال ہمارا جواب سے	”
کام آسان نہیں عشق میں جلنا مرنا	سوز الفت کا مزہ پوچھئے پروانے سے	”
زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند	حق را بسجودے و نبی را بدرودے	”
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	”
خواہش کا نام عشق نمائش کا نام حسن	اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی	”
نہ گل رہیں گے چمن میں نہ گل ہیں بو باقی	یہ سب مٹیں گے تجھی پر رہے گا تو باقی	”
وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے	یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے	”
جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری	جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے	”

دشمن آتا ہے تو آنے دو سنبھل جائیں گے	ہم نہیں وہ کہ جو میدان سے ٹل جائیں گے	لا اعلم
مکے گئے مدینے گئے کربلا گئے	جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے	,,
اک گھونٹ چڑھا جاؤ پھر دیکھو بہار اسکی	کیا رنگ بدلاتی ہے کیا ناچ نچاتی ہے	,,
قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی	بے پردے پردے ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے	,,
مثلے یاد دارم از یارے	کار ہر مرد و مرد ہر کارے	,,
دیا ہے نطق خدا نے ہمیں بیاں کے لئے	زباں سخن کیلئے ہے سخن زبان کے لئے	,,
تعریف کیا ہو اس کے رخ بے نقاب کی	خوشبو جو گل کی ہے تو چمک آفتاب کی	,,
غم جوانی میں بال سر کے پہن کے بیٹھے ہیں کالے کپڑے		,,
اگر نہیں یہ لباس ماتم تو اور رنگ خضاب کیا ہے		,,
حال عدم نہ کچھ کھلا گزرے ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی	,,
ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت	دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی	امانت
فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب	بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے	لا اعلم
آمد آمد انکی ہے پر آج تک آتے نہیں	غلغلے مدت سے سنتے ہیں مبارکباد کے	,,
آن را کہ ز روے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	,,
کوئی میری حالت کو کیا جانتا ہے	گزرتی ہے جو کچھ خدا جانتا ہے	,,
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	,,
یاد خدا و خدمت سلطان نقیض نیست	دل را بحق بہ بند و زبان را بچاکری	,,
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے	,,
خدا کرے کہ مرا مجھ سے مہرباں نہ پھرے	جہاں پھرے تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے	,,
لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں	کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی	,,
برادر کی یہی ہے نیک بختی	رہے پیش برادر وقت سختی	,,
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں نہ خاک گلے میں کفنی ہے	,,
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں جی صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	,,

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا	مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے	لا اعلم
جو ہووے مرغ دل دانا نہ آئے دام گیسو میں		
غرض جو بات ان کی ہے وہ گویا جعل سازی ہے		"
بشر کو صبر نہیں ورنہ یہ مثل سچ ہے	کہ چپ کی داد غفور الرحیم دیتا ہے	"
یا مرے مولا مری حاجت روائی کیجئے	یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے	"
فتادہ کار من یارب بدست طرفہ جلادے	کہ خونم خورد و جانم بردنے دادے نہ فریادے	"
ہوتی کہاں بھلائی برائی کے ساتھ ہے	کچھ نام نیک ہے تو بھلائی کے ساتھ ہے	"
اک جان حزیں تا بکجا رنج اٹھائے	راحت اب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آئے	"
شراب عیش کبھی ہم نے پی تھی اے مخمور	اُسی کے نشہ کا اب تک خمار باقی ہے	"
ایک آفت ہو تو اس کا ہی میں رونا روؤں		
پھر کے کھائے ہیں ہزاروں ہی جگر نے ہیرے		"
عشق آفات آسمانی ہے	برسوں لوگوں نے خاک چھانی ہے	"
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	"
باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہے	چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے	"
نسیم صبح کہ مستانہ وار می گزری	بدانمت زکدامی دیار می گزری	"
یہ مان لو کہ یاد تمھاری نہ جائے گی	جب تک ہماری جان ہمارے بدن میں ہے	"
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیماں شوی	"
نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کی بیشئے	عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لئے	"
روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ	سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے	"
سچ یہ کسی سائیں کی صدا تھی	سکھ سمپت کا ہر کوئی ساتھی	"
دعا کرتے ہیں مقبولان درگاہ خدا جس دم	قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے	"
ہمارے حال سے خود عرض حال ہوتا ہے	فقیر آپ ہی صورت سوال ہوتا ہے	"
چھوڑ کر کعبہ چلا ہے دیر کو	عقل پر عاشق کی کیا پتھر پڑے	"

پلا مے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری	خدا کی گر نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری	لا اعلم
مجلس وعظ میں نہ جائیں گے	رہنے والے شراب خانے کے	״
نزدیک شاخ گل کے بلبل سمجھ کے جانا	پھندے لگا رہا ہے صیاد چپکے چپکے	״
دمبدم دل کو بے قراری ہے	آہ و فریاد و اشکباری ہے	״
خط نہ آئے نہ سہی پیک ہی آئے کوئی	منتظر ہوں خبر یار سنائے کوئی	״
شکوہ نہ یار کا نہ شکایت رقیب سے	جو کچھ ہوا خدا سے ہوا یا نصیب سے	״
یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر	آسودگی لفظے ست یہاں ہے نہ وہاں ہے	״
کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش مکن در ہیچ بابے	״
دیکھے سے اڑیں ہوش نہ کیوں اہل حسد کے	آنکھیں تو ہیں آہو کی پہ تیور ہیں اسد کے	״
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی	منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدھا ہے	״
سنبھالیں دل کو کیونکر کیا کریں ہم	بڑی مشکل میں جاں اپنی پڑی ہے	״
ہائے اب کیا کہکے سمجھائیں دل بے تاب کو	ان سے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچھ جاتے ہوئے	״
منظور ہے گزارش احوال واقعی	اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے	״
طالب صبر ہیں گو مورد بیداد رہے	جو ستائے ہیں آباد رہے شاد رہے	״
مجھ بلا نوش کو تلچھٹ بھی ہے کافی ساقی	بھر دے چلو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی	״
آگ جس دل میں ہو خود شعلہ فشاں ہوتی ہے	برق با دل میں چھپانے سے نہاں ہوتی ہے	״
بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے	״
چو از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی	״
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	״
اس بندہ نوازی پہ جھکا اب سر تسلیم	مرضی وہی عاشق کی ہے جو تیری رضا ہے	״
حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ	دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے	حافظ
دل دکھوں کو نہ ستا اسمیں ہے زک او ظالم	ان کی وہ آہ ہے جو عرش ہلا آتی ہے	لا اعلم
خدا ترا بت ناداں دراز سن تو کرے	ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے	״

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہے میرا ہی کہ جہاں تو سما سکے	لا اعلم
گر او یار ست خوش ایں نشستی	وگر کج باخت از کمرش برستی	״
پھولے گل رخسار ابھرنے لگے جوبن	آمد ہوئی سرو قد جاناں میں ثمر کی	״
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو وہ مسیح الزماں ہوئے	״
جب سمجھے نہ تم رتبۂ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	״
باتیں نہ پوچھیے دل خانہ خراب کی	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	״
پیری میں کس مزے کو جوانی کے روئیے	سو داغ دے گئے ہیں دو دن بہار کے	״
لحد میں دوش اعزہ پہ ہو کے بار آئے	عدم میں غل ہے کہ پیدل گئے سوار آئے	״
رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے	موت بہتر ہے کہیں دل کی گرفتاری سے	״
اور کچھ بڑھ کر نہیں اس بات سے	تو رہے سچا جو اپنی ذات سے	״
غیر بھڑکاتے ہیں جو انکو تو عجب کیا مونس	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے	״
دشمنی لاکھ کرے کوئی بھی کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	״
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اب آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے	״
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے	״
وہ ہنستے آئے یہاں سے ہمیں رلا کے چلے	نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اٹھا کے چلے	״
جب حسن ہے تو عشق کا ہونا ضرور ہے	آنکھوں کی کچھ خطا ہے نہ دل کا قصور ہے	״
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	״
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے	״
شاعر شدن از بہر فلاکت کم بود	اے خانہ خراب با زر مال شدی	״
السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی	بر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے فنی	״
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا	ہمیشہ اپنی آہوں کا دیواں ہے	״
بیجا نہیں حسینوں کی ہے لن ترانیاں	اے غافلو یہ حسن خدا کی امانت ہے	״
دانتوں نے بھی جواب دیا شیب میں حکیم	دیکھو یہ بچپنے کے رفیقوں کا حال ہے	״

گزشتہ معنوی واقف نثوی	لفظ بگزاری سو معنے روی	لا اعلم
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	〃
بات ہے جس قدر بڑھاؤ بڑھے	طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے	〃
بدلا خزاں کا رنگ یہ فصل بہار ہے	جو زرد زرد پتے تھے اب ہیں ہرے ہرے	〃
توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	آسماں سے بادۂ گلفام اگر برسا کرے	〃
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	〃
وہ چیز جس کے لئے ہو ہمیں بہشت عزیز	سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے	〃
پاؤں پڑ کر بھی نہ ہووے گی رہائی تیری	میرے ہاتھ آئی ہے کس دن یہ کلائی تیری	〃
بھلے کو وہ برا سمجھے برے کو وہ بھلا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی وہ سمجھے تو کیا سمجھے	〃
زمانے نے کیا کیا سنایا ہے ہم کو	گزاف بھی اپنی زباں سے نہ نکلی	〃
او روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے	بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے	〃
ابر رحمت سنتے ہیں نام آپ کا	خاکساروں پر کرم فرمائیے	〃
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جب تلک خوں ہے	〃
کام رکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی	خود بخود غیب سے ہو جائیگا ساماں کوئی	〃
مجال ست اگر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	〃
دیکھنا محفل رنداں میں نہ آنا اے شیخ	یہ وہ محفل ہے کہ عمامہ اچھل جاتا ہے	〃
گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے	الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے	〃
نہ لایق بود عیش با دلبرے	کہ ہر بامدادش بود شوہرے	〃
گاہ باشد کہ از مدبر کار	بر نیاید درست تدبیرے	〃
اگر حنظل خوری از دست خوشخوے	بہ از شیرینی از دست ترشروے	〃
از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم	بگذر از خط بہائم کز ملائک بگذری	〃
ز دیدہ فگندی مرا از نازنگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	〃
ازل میں شرح لکھ کر میرے غم کی	بری حالت ہوئی لوح و قلم کی	〃

داد خواہوں میں مرا ساتھ نہ دیگا کوئی	کہ جھجکتے ہیں ابھی سے یہ برابر والے	لا اعلم
ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے	امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے	"
تا دم حشر محبت میں دعائیں دونگا	واہ کیا شئے ہے سلامت رہے قسمت میری	"
ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے	دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے	"
حضرت دل نہیں قرار تمہیں	چھوڑو پہلو کو اور گھر دیکھو	"
الٰہی کچھ نہ کچھ آرام دل کو مل ہی جائیگا	بدل دے صبح محشر کو مری شام جدائی سے	"
دل کی سوزش ہوتے ہوتے ہو گی کم	آبلہ کیا بلبلا پانی کا ہے	"
بندہ ام گر بلطف می خوانی	چاکرم گر بقہر میرانی	"
یقین می دان کہ شیران شکاری	درین راہ خواستند از مور یاری	"
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں قسمت میری	"
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت ہی جاتی ہے	"
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہ جاتا ہے رہتا نہیں انسان باقی	"
حال عدم کھلا نہ کچھ گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آ کر کہتا نہیں بری بھلی	"
باش بد خود ستمگار و لیکن نچنان	کہ گنا ہے ز دگر باشد و از نار نجی	"
دگر مرا بہ چہ تقصیر متہم کردی	چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی	"
اے عہد با تو اگر کار نبودے	کار دل با این ہمہ دشوار نبودے	"
بیا کہ بے تو بجان آمدم ز تنہائی	بیا کہ نیست مرا بیش ازین شکیبائی	"
قلم کہ محرم و قاصد کجا درد سخن دارد	چرا احوال ما توا ز زبان خود نمی پرسی	"
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	"
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	"
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے	دیکھوں اب مر گئے پر کون اٹھاتا ہے تجھے	غالب
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار	یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے	"
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	"

چھوڑی اسد نہ ہم نے گدائی میں دل لگی	سائل ہوئے تو عاشق اہل کرم ہوئے	اسد
بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	غالب
بے طلب دیں تو مزہ اس میں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے	”
اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے	”
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے	”
یکے کردہ بے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروئے کسے	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان ست بورانی	لا اعلم
باز آئی و در سوز و گدازم بینی	بیداری شبہائے درازم بینی	”
بڑھتی جب دل کی بیقراری ہے	ہوتی حالت غشی کی طاری ہے	”
بڑھتے ہیں لاکھ میرے جرم یارب	تری رحمت بہت یارب بڑی ہے	”
غصہ نہ کیا کہ تیرے ہی حق میں ہے کچھ ضرر	ہوگا شکم میں درد غذائے ثقیل سے	”
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی	”
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	بعد منزل نبود در سفر روحانی	”
کبھی تو خاطر غسال و گورکن اے مرگ	غریب دیر سے ہیں آسرا لگائے ہوئے	”
تدبیر ہم نے کر دی جیسی کہ چاہئے تھی	سمجھو اگر تو اچھا ورنہ تمہاری مرضی	”
متاع وصل جانان بس گران است	گر این سودا بجان بودے چہ بودے	”
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	حذر کن کاندر آماجش نشستی	”
تنگدستی اگر نہ ہو سالک	تندرستی ہزار نعمت ہے	سالک
اپنی ہستی حباب کی سی ہے	یہ نمائش سراب کی سی ہے	لا اعلم
دہ چیز مفت صلوات و [illegible]	سرود خانۂ ہمسایہ و حسن رہگزرے	”
متاع گرانمایہ درم است	نیاید برون تا نخواہد کسے	”
ہزار شکر یہاں تک تمہیں خدا لایا	مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی	”
بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ	سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری	”

جو کچھ گزرے وہ کچھ گزرے جو کر گزرے وہ کر گزرے
ترے کہنے میں واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے — لا اعلم

کہیں عمر بھر خطائیں کیا عذر پیش لائیں — بخشے کہ دے سزائیں رحمان تو کریم ہے — ،،

آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر میں رہے — دُر وہ غلطاں ہی نہیں دوران نہ گر سر میں رہے — ،،

عشق موقوف نہیں اچھی بری صورت پر — نہیں معلوم وہ کیا شئے ہے جو لبھا جاتی ہے — ،،

اب ہمارے بخت نے پایا عروج — اس کی پستی تھی بلندی کے لئے — ،،

پیتے ہیں اب جناب مشیخت مآب بھی — پانی کے مول بکنے لگی ہے شراب بھی — ،،

شب غضب مرگیا موذن کیا — آج بانگ اذاں نہیں آتی — ،،

مے پیتا ہوں اور کہتا ہوں تا صبح سے پہر آ — پھر ایسی خطا قبلۂ حاجات نہ ہوگی — ،،

مسند و قبچہ ارگن کا ہے یا خانۂ صیاد — ہر مرغ قفس ہانک نئی بول رہا ہے — ،،

نعمت حق کی جس نے قدر نہ کی — لات ماری بہشت کو اس نے — ،،

غم دوری سے دل جلتا ہے اشک آنکھوں سے جاری ہے — ،،
خبر لے اے مسیحا جاں لبوں پر اب ہماری ہے — ،،

مژدہ اے شوق کہ کچھ خوش خبری آتی ہے — جھومتی آج نسیم سحری آتی ہے — ،،

باہم اگر رہیں گے زن و شو ملاپ سے — ایام نیک آئیں گے اس گھر میں آپ سے — ،،

حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق — دے نامہ بر آکر اسے پیغام جدائی — ،،

خم کے خم پی گئے ہیں یہ حضرت — پیٹ ہے یا پکھال چمڑے کی — ،،

دنیا میں آبرو سے گزر جائے کوئی دن — سب کچھ رہا بشر کی اگر بات رہ گئی — ،،

آپ نے میرے ستانے کے لئے — کون سی بات اٹھا رکھی ہے — ،،

دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے — شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے — ،،

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے — ،،

دیکھا ہے یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے — ،،

ناامیدی مٹائے جاتی ہے — شوق نقشہ جمائے جاتا ہے — ،،

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
عزت کی بھی دیکھ لیں دنیا میں بہاریں	اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے	لااعلم
ریاض دہر میں یوں تو ہیں رنگ رنگ کے پھول	وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی	"
محفل سے اُنکی اٹھکے کوئی جائے کیا مجال	باندھے ہوئے ہیں سب کو وہ تار نگاہ سے	"
یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں	مچل جاتا ہے ان پر طفل دل کیا بری خو ہے	"
دل کو ہے اضطراب طبیعت نڈھال ہے	اب تو فراق یار میں جینا محال ہے	"
با دوست کنج باغ بہشت ست و بوستان	بے دوست خاک بر سر جاہ و توانگری	"
تمہارے حسن کا چرچا جہاں ہے	مری وحشت کا بھی اُس جا بیاں ہے	"
ایک مدت سے تمنا تھی مجھے جس دن کی	بعد مدت کے وہی روز سعید آیا ہے	"
زاہد خشک بھلا سمجھے گا کیا حسن کی بات	اچھی صورت اُسے حیران کیا کرتی ہے	"
فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی	اے جان جہاں جان تو یوں دی نہیں جاتی	"
اے کہ در شوخی نداری ہمسرے	می نمائی ہر دمے از منظرے	"
دوپٹہ سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہے	شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے	"
نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا	ٹھوکریں کھاتی ان آنکھوں کی حیا پھرتی ہے	"
اے دل شراب پیجئے دن ہیں شباب کے	قربان واعظوں کے عذاب و ثواب کے	"
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	"
طاؤس رقص میں ہے مئے عشرت پئے ہوئے	ہیں بلبلیں بھی شاد گلوں کو لئے ہوئے	"
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل	میکدہ کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی	"
گریباں پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیوں پہنی	کسے کیا عقل دخل آئیں جنوں کا کارخانہ ہے	"
وہ یکایک باغ میں پہنچے جو اٹھلاتے ہوئے	کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے	"
دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی	کیا منہ لگوں نے یار کی صحبت خراب کی	"
ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے	قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے	"
دریافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الٰہی سے	"
[illegible] غم کبھی شراب سے کم کیا ہے	غلام ساقی کوثر ہوں مجھکو غم کیا ہے	"

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رُلا چکے	لا اعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں ہے	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں ہے	،،
شدنی امر میں ہو وہم و گماں کیا معنی	موت کے نام سے یعنی خفقاں کیا معنی	،،
جبکہ ایام بد اور بخت زبوں ہوتا ہے	گر الف لکھئے تو خم کھاکے وہ نون ہوتا ہے	،،
لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی	رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی	،،
بیٹھے رہے زمیں میں خزانے کو گاڑ کے	موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے	،،
یاں قاقم و حریر کی کیا کیا خرید ہے	واں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے	،،
طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	،،
کسے از دار می نالد کسے نالد ز بیداری	غم منصور از دار ست و درد من ز ناداری	،،
بہ محفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی	الٰہی ہر کجا باشی بہار آرزو باشی	،،
تلسی غریب چھیڑے بُری غریب کی ہائے	موئی کھال لہار کی لوہ بھسم ہو جائے	تلسی داس
جب بھوک لگی آپ کو تنور کی سوجھی	جس وقت بھرا پیٹ تو پھر دور کی سوجھی	لا اعلم
خدا جانے گلشن میں آمد ہے کس کی	کہ پھرتے ہیں کیوں باغباں دوڑے دوڑے	،،
ہم مردمک دیدہ کریں کیوں نہ فرش راہ	گزرے گی اس طرف سے سواری حضور کی	،،
بھونرا تو بھی پھول کا کلی کلی رس لے	کانٹا لاگا پریم کا تڑپ تڑپ جیا دے	،،
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی	،،
اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض ہے میری	دل ٹوٹا بنا دو یہ عجب شیشہ گری ہے	،،
دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ	،،
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	،،
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سائے کی طرح وہ ہیں اِدھر کے نہ اُدھر کے	،،
فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان	اتنی سی عمر میں کوئی کیا کیا کرے	،،
کس قدر باوفا ہے اُس کا خیال	بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے	،،
خوب نکلیں گے حوصلے دل کے	آؤ سو بھی رہیں گلے مل کے	،،

غربت زردوں کے سر پر چلا ئیو نہ آ کر	اے شور صبح محشر اجاگے ہیں رات بھر کے	لا اعلم
اے تماشا گاہ عالم روئے تو	تو کجا بہر تماشا می روی	،،
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و پگاہ	کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے	دبیر
ڈھیر دیکھے گلرخوں کی خاک کے	واہ کیا نیرنگ ہے افلاک کے	صبا
شغالے دشت مازندران را	نگیرد جز سگ مازندرانی	لا اعلم
دست و پا رکھتے ہیں تو کیوں بیکار بیٹھے رہیں	اٹھیں گے ہم اپنی قسمت کو بنانیکے لئے	،،
موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنیکے لئے	،،
اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	،،
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے	،،
دوستی کا بھر رہے تھے جن کی دم	آستین کے سانپ وہ ہی بن گئے	،،
پہلو ہے داغ جل اٹھے سینے کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	،،
ناصح کی گفتگو سے طبیعت بہک گئی	سچ ہے کہ آدمی کا ہے شیطان آدمی	،،
ہر چند فلسفہ کی چنان اور چنیں رہی	لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی	،،
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے	،،
پھر کہاں جائینگے الٰہی ہم	خلد میں بھی اگر بسر نہ ہوگی	،،
پتی پران ناری کبھی بدھوا نہیں ہوتی	پتی برت کے بل سے پتی سے پہلی مرتی ہے	،،
گھر کی بستی جو آج سونی ہے	کچھ نہ پوچھو اس میں بدشگونی ہے	،،
ہنسنا پارس ہے اگر تو ہاتھ سونا ہے	رونے والے سے اگر ہنس کر ملے رونا ہے	،،
دل کو دل سے راہ ہے اور دلبر دل کی راہ ہے	جانتا ہے وہ جو دل کے راز سے آگاہ ہے	،،
تو کار زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیز پرداختی	،،

قادرا قدرت تو داری۔ ہر چہ خواہی آن کنی

مردہ را جان تو بخشی۔ زندہ را بے جان کنی ،،

صحت بھی ہو۔ روزی بھی ہو دلکو تسکیں	دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہی تو یہ ہے	،،

وہ برسوں سے خفا تھے ۔ مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے ،، لا العلم

الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی ہیں	کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے	،،
عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے	منہ سے کہتا ہوں الف دل سے نکلتی آہ ہے	،،
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال	کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے	،،
ملا نہ قافلۂ رہ روانِ ملکِ عدم	بہت تلاش کرآئے بہت پکار آئے	،،
ریش با ید دو سہ موئے کہ زنخدان پوشد[2]	نہ در سایۂ او بنجیم دہد خر گوشے	،،
جتنا بھی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے	مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے	،،
جیبھ میں رام بغل میں چھری	من میں جگ کی آسا بھری ہے	،،
زیست کہتے ہیں جسے ہے اضطراب	موت کہتے ہیں جسے آرام ہے	،،
آئے بہر سیر گلشن سیر گلشن کر چلے	دیکھ لے اپنا چمن اے باغباں ہم گھر چلے	،،
سانس سانس پر نام لے برتھا[1] جنم مت کھوئے	کو جانے[2] اس سانس کا آون ہووے نہ ہوئے	،،
زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے	نہ کوئی ہے خوش و خرم نہ کوئی غم سے خالی ہے	،،
کبھی رونا بھی پڑتا ہے سدا خنداں نہیں رہتی	طبیعت آدمی کی ہے کبھی یکساں نہیں رہتی	،،
سرائے دہر میں مہماں بشر بس رات بھر کا ہے	کمر باندھے رہو تیار رہِ عالم سفر کا ہے	،،
کسی کی بھی چتا میں پیر پھیلا تا نہیں کوئی	کسی کے ساتھ اس سنسار میں جاتا نہیں کوئی	،،
امید دستگیری بے نتیجہ ہے خیالی ہے	کسی کا اس جہاں میں کوئی وارث ہے نہ والی ہے	،،
قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے	دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے	،،
جو آفی آدمی کی مائیہ الزام ہوتی ہے	نگاہِ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے	،،

بھولے ہوئے ہیں خود کو بھٹکے ہوئے ہیں راہیں
مدہوش ہو رہے ہیں دنیا کے رہنے والے ،،

ایک رات دل جلوں کو یہ عیش و صال دے	پھر چاہے آسمان جہنم میں ڈال دے	،،
دلیلِ کاررواں بانگ جرس ہے	گواہ دردِ دل ایک نالہ بس ہے	،،

[1] فضول
[2] کون

حصہ سوم

قطعات

و

رباعیات

الف

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
اکبر نے سُنا ہے اہلِ غیرت سے یہی

گوہر کو کرے جمع یہ جوہر ہے تو کیا؟
جب جود نہیں کرم نہیں فیض نہیں؟

گزر ناگاہ جو میرا ہو شہر خموشاں میں
کہیں آئینہ زانوِ سکندر کا شکستہ تھا

جس دن کہ فراقِ روح و تن میں ہو گا۔
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل

آغوش لحد میں جبکہ سونا ہو گا
تنہائی میں آہ کون ہو یگا۔ انیس

جب دارِ فنا سے جان کھونا ہو گا
عادت نہیں منہ ڈھانپ کے سونے کی انیس

باز آ۔ باز آ۔ ہر آنچہ ہستی۔ باز آ۔
ایں درگہہ ما درگہ نومیدی نیست

کل پاؤں ایک کاسہ سر پہ پڑا جو میر
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر

جس دن کہ فراقِ روح و تن میں ہو گا۔
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل

اے ہمنفساں کہ یارِ غار ید مرا ۔

آتش پہ مغاں نے رنگ گایا تیرا
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا — حالی

افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا — اکبر

جب نفس غنی نہیں تو نگر ہے تو کیا؟
مٹھی میں جو غنچے کی طرح زر ہے تو کیا! — لا اعلم

عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہانِ عالم کا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک میں جم کا — ناسخ

مشکل آنا اس انجمن میں ہو گا۔
اک روز یہی جسم کفن میں ہو گا — لا اعلم

بجز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہو گا
ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہو گا — انیس

میت پہ عجب دل کا رونا ہو گا
کیا گذرے گی جب قبر کا کونا ہو گا — انیس

گر کافر و گبر و بت پرستی۔ باز آ۔
صد بار اگر توبہ شکستی۔ باز آ۔ — لا اعلم

یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا
میں بھی کبھی کسی کا سر پُر غرور تھا — میر تقی

مشکل آنا اس انجمن میں ہو گا۔
اک روز یہی جسم کفن میں ہو گا۔ — انیس

آں روز کہ تابوت بر آرید مرا ۔

اول زہر زبان سپارید مرا	آنگاہ برحمتش گذارید مرا	واقف
ضعف پیری زبسکہ بگداخت مرا	ہر کس کہ نظر فگند نشناخت مرا	صائب
از صحبت من کنوں تپاں رانگ ست	این موے سفید روسیہ ساخت مرا	
یارب ز کرم ببخش تقصیر مرا	مقبول بکن نالۂ شبگیر مرا	سرمد
پیری و گناہ ناجسرانیست عجیب	لطف تو کند چارۂ تدبیر مرا	
اے ذرہ چرا ز حشر بیم ست ترا	دل بیہدہ زین فکر دو نیم ست ترا	جامی
ہر چند کہ غرقۂ گناہی میندیش	خوش باش کہ کار با کریم ست ترا	
یارب شدہ ام تبہ بیا مرز مرا	شد روے دلم سیہ بیا مرز مرا	نساخ
درداکہ بجز گنہ نہ کردم کارے	بخشندۂ ہر گنہ بیا مرز مرا	
از کشت عمل بس است یک خوشہ مرا	در روے زمین بس ست یک گوشہ مرا	قاآنی
تاچند چو گاو گرد خرمن گردیم ما	چون مرغ بس ست دانۂ توشہ مرا	
از حرص گر آستین فشاند دل ما	چون شمع چہ عجب کہ حکم راند دل ما	درد
اے درد ہزار سلطنت مفت بود	جمعیت اگر بہم رساند دل ما	
میناست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جاے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا	
خواہی ز وصال شادمان دار مرا	خواہی ز فراق در فغان دار مرا	امیر خسرو
من ہیچ نگویم کہ چسان دار مرا	ز آنسان کہ تو خواہی آنچنان دار مرا	
خواہی ز فراق در فغان دار مرا	خواہی ز وصال شادمان دار مرا	عمر خیام
من با تو نگویم کہ چسان دار مرا	ز آنسان کہ دلت خواست چنان دار مرا	
مشہور شدی بہ دلربائی ہمہ جا	بے مثل شدی در آشنائی ہمہ جا	سرمد
من عاشق این طور تو ام می بینم	خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا	
میناست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جاے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا	

عیب است بزرگ برکشیدن خود را — وز جملۂ خلق برگزیدن خود را۔
از مردمکِ دیدہ بباید آموخت — دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را۔
لا اعلم

اے عشق گران قدر ببک سیر بیا — تا چند نزاع حرم و دیر بیا۔
کفر و اسلام جنگ باہم دارند۔ — اے صلح دہِ ثالث بالخیر بیا
واقف

گاہے سحر ست و گاہ شام ست اینجا — از کون و فساد انتظام ست اینجا
مانند شرر ز شور ہستی غافل — در چشم زدن کار تمام ست اینجا
درد

تا بتوانی خستہ مگرداں کس را، — بر آتش خشم خویش منشاں کس را
گر راحت جاوداں طمع میداری۔ — می رنج ہمیشہ و مرنجاں کس را
عطار

گر مستقیم کار بسیار ست مرا۔ — با سبحہ و زنار چہ کار ست مرا
ایں خرقۂ پشمینہ کہ صد فتنہ در وست — بارش مکنم بدوش عار ست مرا
سرمد

فسق ست و فساد کار ہر روزۂ ما۔ — پر شد ز حرام کاسہ و کوزۂ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر — بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما۔
آزاد

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما۔ — کای رند خراباتی دیوانۂ ما۔
برخیز کہ پر کنیم پیمانہ ز مے — زاں پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما۔
عمر خیام

برخیز و بیا بناز بہر دل ما۔ — حل کن بجمال خویشتن مشکل ما۔
یک کوزہ می بیار تا نوش کنم — زاں پیش کہ کوزہا کنند از گل ما۔
عمر خیام

فسق ست و فساد کار ہر روزۂ ما۔ — پر شد ز حرام کاسہ و کوزۂ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر۔ — بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما۔
آزاد

کس را خبرے نیست چہ آید فردا۔ — نیرنگی قدرت چہ نماید فردا
نومید مشو ز مژدۂ عالم غیب — شب حاملہ ست تا چہ زاید فردا
آزاد

باز آ۔ باز آ۔ ز فکر باطل باز آ۔ — از وہم و خیال خام اے دل باز آ۔
خوشنود مشو ز فکرِ دنیا ہرگز — لے وصل نیابد و نہ واصل باز آ
سرمد

ب

گر درد ترا غفلت دل کردہ خراب
اے بیخبر این ہمہ غنودن تا کے
گہ آگہیت فگندہ اندر تب و تاب
بیدار تمام باش یا خوب بخواب
— درد

افسوس کہ رفت نشئہ عہد شباب
از بہر تماشائے جہاں ہیچو حباب
سرخوش نشدم یک دم از بادۂ ناب
تا وا کردیم چشم رفتیم بخواب
— غنی

این عمر عزیز نیست جز نقش بر آب
در بحر وجود عاقبت ہمچو حباب
در پائے غنیمت است فرصت دریاب
بر یک نفست خانۂ عمر است خراب
— تقی

زر دوست دریں زمانۂ پر آشوب
نزدیک بہ برگ حرص ز پیران را
باشد ز غم حادثہ دایم منکوب
افزوں گردد چو سایہ در وقت غروب
— خلیل

چشمے دارم چو لعل شیریں ہمہ آب
جسمے دارم چو جان مجنوں ہمہ درد
بختے دارم چو چشم خسرو ہمہ خواب
جانے دارم چو زلف لیلیٰ ہمہ تاب
— لا اعلم

اے در طلب کمال سرگرم شتاب
ہرچند عقیق ست بآتش ہمرنگ
در صورت کس مبین و معنی دریاب
دارد بدہان تشنہ خاصیت آب
— غنی

اے دل ز زمانہ رسم احسان مطلب
درماں طلبی درد تو افزوں گردد
وز گردش دوراں سروساماں مطلب
با درد بساز و ہیچ درماں مطلب
— عمر خیام

سرمد تو ز ہیچ خلق یاری مطلب
عزت ز قناعت ست و خواری ز طمع
از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب
با عزت خویش باش و یاری مطلب
— سرمد

بابط می گفت ماہی در تب و تاب
دردا و دریغا کہ دریں دیر خراب
می گشت چو در آتش سوزندہ کباب
گہ بر سر آتشیم و گہ بر سر آب
— لا اعلم

از دار بقا فتادہ در دار عذاب
مرغان بہشتیم عجب نیست اگر
آدم ز پئے گندم و من بہر شراب
او از پئے دانہ رفت و من از پئے آب
— فدائی

ت

سگے را اگر کلوخے بسر آید
ز شادی بر جہد کاں استخوانیست
وگر نعشے دو کس بر دوش گیرند
لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست
سعدی

نگیرم کہ سر بیت ز بلور و لیشم است
نگارش داند ہر آنکہ اورا چشم است
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب
در دیدۂ بوریا نشیناں پشم است
سعدی

کلید در گنج مقصود صبر است
وربستہ آں کس کہ بکشود صبر است
چہ خارے کوہ وچہ دیبائے گردوں
لباسے کہ ہرگز نفرسود صبر است
سعدی

اوراق زمانہ در نوشتیم وگذشت
در فن سخن یگانہ گشتیم وگذشت
می بود دوا اے ما بہ پیری غالب
زاں نیز بہ ناکام گذشتیم وگذشت
غالب

خیام ز بہر گنہ ایں ماتم چیست
در خوردن غم فائدہ بیش وکم نیست
آنرا کہ گنہ نکرد غفراں نبود
غفراں ز برائے گنہ آمد غم چیست
عمر خیام

آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو ہزار توبہ در گردن ماست
گر من نکنم گناہ رحمت چہ کند
آرایش رحمت از گنہ کردن ماست
عمر خیام

پیری ست دلا چہ موقعِ ما و من ست
کی ایں ہنگام تکلف پیرہن ست
دامن درکش کنوں ز تقطیع لباس
کیں موئے سفید تار و پود کفن ست
واقف

ایام شباب باہوس بود دم جفت
نہ دیدۂ دیدہ بود ونہ گوش شنفت
در خواب بغزور صرف شد نقد حیات
بیدار شدم کنوں کہ بباید خفت
لا اعلم

نہ لایق مسجدم نہ در خور کنشت
ایزد داند گل مرا از چہ سرشت
چوں کافر درویشم وچوں قحبۂ زشت
نہ دین و نہ دنیا ونہ امید بہشت
عمر خیام

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجاست
تاریک دلم نور ضیائے تو کجاست
مارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی
ایں بیع بود لطف وعطائے تو کجاست
عمر خیام

گر کار تو نیکوست بہ تدبیر تو نیست
ور نیز بد است ہم ز تقصیر تو نیست

تسلیم و رضا پیشه کن و شاد بزی	چو نیک و بد جهان به تقدیر تو نیست	لا اعلم
این نفس ستمگار به بین شیطان است	پیوسته عیان بود مگر پنهان ست	سرمد
ابلیس خودی چرا به ابلیس بدی	در پیش خیالات تو او حیران ست	
سرمد کار اله لطف و کرم ست	از معصیت سیاه کاری چه غم ست	سرمد
رخشیدن برق بین و جوش باران را	رحمت چه فزون غضب چه بسیار کم ست	
گر نام تو نقش دفتر افلاک است	هم از ورق حیات روزی پاک است	حسن
گر نوح هزار سال در عالم زیست	شد چند هزار سال کاندر خاک است	
سلطان به جهان پردهٔ سراے زد و رفت	درویش به دو هر نشیت پائی زد و رفت	لا اعلم
القصه به هر دو روز در گلشن عمر	مرغے به سر شاخ نوائے زد و رفت	
گر بر سر ماه برنهی پایهٔ تخت	در هیچو سلیمان شوی از دولت و بخت	لا اعلم
چون عمر تو پخته گشت بر بندی رخت	کان میوه که پخته شد بریزد ز درخت	
می نوش که عمر جاودانی اینست	خاصیت روزگار فانی اینست	حافظ
هنگام گل و لاله و یاران سرمست.	خوش باش دمی که زندگانی اینست	
اوضاع زمانه لایقِ دیدن نیست	وضع خوشتر ز چشم پوشیدن نیست	لا اعلم
دانی ز چه پا کشیده ام در دامن.	دنیا تنگ ست و جائے جنبیدن نیست	
افسوس که عمر گذشت بیهوده تلف	دنیا به لعب و دین رفت ز دست.	لا اعلم
رنجید خدا و خلق به راضی نشده.	ضایع کردیم پاره آب و علف	
تا گشته دل شکسته ام خلوت دوست	با غیر نه پرداختم از صحبت دوست	لا اعلم
او یکنفس از هیچو منی غافل نیست	من بهر چه غافل شوم از خدمت دوست	
غم راز من دمر اگر یز ز غمم نیست	یاران قدیم را شکست از هم نیست	لا اعلم
هم خوی بمن کرده و من خوی بغم	همچون من و غم دو یار در عالم نیست	
ناچار ایدر در جهان باید زیست	هرچند که شد زیست گران باید زیست	[illegible]
مردن بمراد خود میسر گر نیست	چندی بمراد دیگران باید زیست	

با نفس جهاد کن شجاعت این است | بر خویش امیر شو امارت این است
انگشت بہ حرف عیب مردم مگذار | مفتاح خزاین سعادت این است
— لا اعلم

هر تازه گلے کہ زیب این گلزار است | گر بینی گل و گر بچینی خار است
از دور نظارہ کن مرو پیش کہ شمع | هر چند کہ نور می نماید نار است
— لا اعلم

گر از پے شہوت و ہوا خواہی رفت | از من خبرت کہ بینوا خواہی رفت
بنگر چہ کسی و از کجا آمدہ | می دان کہ چہ می کنی کجا خواہی رفت
— لا اعلم

دُرد در فلک کہ برون و باختن است | ہر اوج پے تخصیص در تاختن است
غافل باشد کہ رفعت خود داند | بر داشتنی کہ بہر انداختن است
— لا اعلم

زاہل صورت ہر آنکہ او درویش است | از گردش چرخ بیشتر دل ریش است
ہر گندم کا و بزرگتر گشتہ بقدر | از گردش آسیا شکستن بیش است
— لا اعلم

بیگانہ اگر وفا کند خویش من است | در خویش جفا کند بد اندیش من است
گر زہر موافقت کند تریاک ست | ور نوش مخالفت کند نیش من است
— عمر خیام

دنیا دو سہ روز اگرچہ آسان از تست | مغرور مشو کہ تا تو لی آن از تست
چون آہوے رم خوردہ کہ وا پس نگرد | رو پیش تو و دلش گریزان از تست
— لا اعلم

سلطانی و گیر و دار عالم سہل ست | وین گنبد زرنگار عالم سہل ست
زنہار کہ فکر کار عالم نکنی | عالم سہل ست و کار عالم سہل ست
— لا اعلم

دی شب خردم نصیحتے پنہاں گفت | در گوش دلم گفت و دلم با جان گفت
با کس غم دل مگوے زیرا کہ نماند | یک دوست کہ با وے غم دل بتوان گفت
— ظہیر فاریابی

غمہاے زمانہ را چو پایانی نیست | احوال جہان را سر و سامانی نیست
چندین غم بیہودہ مخور راہ مدہ | کین مایہ عمر نیز چندانی نیست
— جلال الدین رومی

تا ہست ز دل اثر تمنا ہم ہست | تا ہست نظر ذوق تماشا ہم ہست
ناصح این پند و بند سودے نکند | بگذار کہ تا سر ست سودا ہم ہست
— واقف

در یاب کہ موسم جوانی بگذشت | بشتاب کہ وقت کامرانی بگذشت
— واقف

ای شوخ بسیا بگذار این جور و جفا	زان پیش که بشنوی فلانی بگذشت	
آنکس که بدم گفت بدی سیرت اوست	وانکس که مرا گفت نکو خود نیکوست	
حال متکلم از کلامش پیداست	از کوزه همان برون تراود که دروست	لا اعلم
این لعل گران تو ز کانی دگرست	وان دُر یگانه را نشانی دگرست	عمر خیام
اندیشهٔ این و آن خیال من و تست	افسانهٔ عشق راز بانی دیگرست	
ای وای بر آن دل که درو سوزی نیست	سودا زدهٔ مهر دل افروزی نیست	عمر خیام
روزیکه تو بی باده بسر خواهی برد	ضایع تر از آن روز ترا روزی نیست	
این قصه درد و غم نمی باید گفت	این حالت پر الم نمی باید گفت	نساخ
با غیر چه حاجت ست گفتن ز فراق	نساخ بیار هم نمی باید گفت	
در مملکت وجود فرمان از تست	درمان دل بی سر و سامان از تست	لا اعلم
ما را بدوای درد دل کاری نیست	دل از تو و درد از تو و درمان از تست	
در مذهب عشق شاه و درویش یکیست	شیرینی نوش و تلخی نیش یکیست	لا اعلم
در کفهٔ میزان خرد بیش و کم است	آنجا که بود عشق کم و بیش یکیست	
هر چیز که جز خدای نامی چنداست	نامی چند است و مهر عامی چنداست	سحابی
تکلیف و نماز و حج و هر چیز که هست	جوشی ز پی پختن خامی چنداست	
از خویش رمیده را چه مسجد چه کنشت	توحید گزیده را نه خوب است نه زشت	سحابی
خلقی ز پی بهشت بی آرامند	وین طرفه که نیست جز در آرام بهشت	
یادش به دل کافر و دیندار یکیست	چون رشته که در سبحه و زنار یکیست	بوعلی
گر چشم بصیرت تو باز ست شرف	در دیر و حرم جلوهٔ دیدار یکیست	
یک جرعهٔ می ز ملک کاوس به است	وز تخت قباد و مملکت طوس به است	عمر خیام
هر ناله که رندی بسحرگاه زند	از نالهٔ زاهدان سالوس به است	
سرمد جسمی ست جانش در دست کسی ست	تیری ست ولی کمانش در دست کسی ست	سرمد
میخواست که آدم شده از وام جهد	گاوی شد و ریسمانش در دست کسی ست	

نابود شدم بود ونمیدانم چیست	انگشت شده ام ز دود نمیدانم چیست	سرمد
دل دادم و جاں دادم وایماں دادم	سود ست ۔ دگر سود نمیدانم چیست	
دنیا نکنم طلب کہ کمتر ز خس ست	بے دولت دیدار تو دیں ہم قفس ست	سرمد
خواہان وصالم وہمیں ست سخن	درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست	
در مذہب ما سبحہ و زنار یکیست	بت خانہ و کعبہ مست و ہشیار یکیست	یقینی
گر ہمچو یقینی ز خودی باز رہی	دانی کہ دریں چمن گل وخار یکیست	
بائے کہ ترا خود رساند دگر ست	کاریکہ ز تو ہیچ نماند دگر ست	لا اعلم
ما منکر راہ مسجد و کعبہ نہ ایم لے	راہیکہ بہ مقصود رساند دگر ست	
صوفی گوید کہ دوست درخانۂ ماست	زاہد گوید کہ در حرم ودانۂ ماست	لا اعلم
ساقی گوید بہ جام وپیمانۂ ماست	عاشق گوید بہ کوئے جانانۂ ماست	
نے خوب مرا قبول دارد نے زشت	نے در حرمم راہ نہ رویم بہ کنشت	واقف
یارب بہ کجا روم بعزماے کہ من	نے درخور دوزخم نہ شایان بہشت	
آنکس کہ قلم بہ نیک نامی افراشت	در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت	یوسف
نیکو ناماں زندۂ جاوید انند	مُرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت	
اینکہ امروز ترا فرصت کار خویش ست	توشہ بردار کہ فردا سفرے در پیش ست	شاپور
توشۂ راہ فنا تا بتوانی بردار کہ	کہ تہیدست دریں بیشہ بے دلریش ست	
یک نیمۂ عمر در بطالت بگذشت	یک نیمہ بہ تشویش و خیالات بگذشت	شاپور
عمرے کہ ازو دل جہانی آزردہ	بنگر بہ چہ حلیت نہ حوالت بگذشت	
ہیچ دانی کہ شیر مردی چیست	شیر مرد زمانہ دانی کیست	قلندر
آنکہ با دشمناں تواند ساخت	آنکہ با دوستاں تواند زیست	
بت می شکنی کہ سنگ راہ دین ست	می میگفتی کہ آب فسق و کین ست	لا اعلم
خود را بشکن کہ بت شکستن سہل ست	دنیا بفگن کہ می فگندن این ست	
ہر چند زمانہ مجمع جہال ست	در جہل نہ حال شان بیک منوال ست	غالب

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
کودن ہمہ لیک از یکے تا دگرے	فرق خر عیسیٰ و خر دجال ست	
ہر چند کہ این جماعۂ گور پرست	فرداست جزائے ما ہمہ دست بدست	درد
این فرق نہ کم تواں تصور کردن	ما زندہ پرستیم و شما مردہ پرست	
بگفتار اگر دُر فشاند کسے	خموشی بہ لب بیار از ین خوشتر نشست	ابن یمین
خردمند خامش بود چون صدف	اگرچہ درونش پر از گوہر ست	
ہر دم بر دیگرے نمی باید رفت	جز پیش ہنروری نمی باید رفت	لا اعلم
چون آب بہر زمیں نمی باید شد	چون باد بہ ہر دری نمی باید رفت	
علمے کہ در و عمل نباشد عار است	ہر سُبحہ کہ بے ذکر بود زنار است	لا اعلم
ہر کس کہ بہ علم بے عمل می نازد۔	عالم نبود اعمی مشعل وار است	
شد حشر کنون صور و سرافیل کجاست	طوق ادب از بہر عزازیل کجاست	تجرید
از بہر خراب کردن بیت اللہ۔	شد فیل نمود ار ابابیل کجاست	
جز یاد حق ار حاصلت از زندگی ست	شرمندگی حاصل این بندگی ست	نفی
ذکرت ہمہ فکر گاو و خروقت بنانہ	نہ بندگی ست اینکہ خر بندگی ست	
گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست	در سر بر و دو نیز بہ تقصیر تو نیست	عمر خیام
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی	چون نیک و بد جہان بہ تدبیر تو نیست	
اے دل چو نصیب تو ہمہ خون شدنست	احوال تو ہر لحظہ دگرگون شدنست	عمر خیام
اے جان تو درین تنم چہ کار آمدۂ۔	چون عاقبت کار تو بیرون شدنست	
پیش از من و تو لیل و نہاری بودست	گردندہ فلک برائے کارے بودست	عمر خیام
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی۔	کان مردمک چشم نگارے بودست	
اے دل چو زمانہ می کند غمناکت	ناگہ برود ز تن روان پاکت	عمر خیام
بر سبزہ نشیں و خوش بزی روزے چند	زان پیش کہ سبزہ بر دمد از خاکت	
آن قصر کہ بہرام در و جام گرفت	روبہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت	عمر خیام
بہرام کہ گور می گرفتے دایم ؎	امروز نگر کہ گور بہرام گرفت	

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست
روزیکه قضا باشد کوشش نه کند سود
دنیا که خود لب ست کش عدم تعبیر ست
هم روی زمین پر ست و هم زیر زمین
ایام بقا چو باد نوروز گذشت
تا چشم نهادیم بهم صبح دمید
گیرم که سریست ز بلور و چشم ست
این مندرست قم و سمور و سنجاب
کو رمز حقیقی که هستیش نگفت
گلزار جهان طرفه سرای کهن ست
گر خاطر تو شاد و گر غمگین ست
احوال جهانیان بیک صورت نیست
خوش ست که سرمایهٔ صد درد سر ست
در بیضه همی کنند مرغان فریاد
در مذهب عاشقان قرار دگر است
هر علم که در مدرسه حاصل گردد
راه تو بهر قدم که پویند خوش است
روی تو بهر دیده که بینند نکوست
در صورت آب و گل عیان غیر تو کیست
گفتی که ز غیر من بپرداز دلت
در مذهب عشق شاه و درویش یکست
در کفهٔ میزان خرد بیش و کم است
کس در ره عشق محرم راز نگشت

روزیکه قضا باشد و روزیکه قضا نیست
روزیکه قضا نیست و در مرگ روا نیست
صید اجل ست گر جوان و پیر ست
این صفحهٔ خاک هر دو در و تصویر ست
روز و شب با غمت و سوز گذشت
تا چشم کشادیم ز هم روز گذشت
نگشاد انه هر آنکه اندر چشم ست
در دیدهٔ بوریا نشینان پشم ست
کو گوهر معنی که ایجاد نسفت
ای درد که دام گل که اینجا نشگفت
اندیشه مکن که حال عالم این ست
یعنی که جهان عبارت از تلوین ست
فارغ بال آنکه از جهان بیخبر ست
هر چند که بیضه از قفس تنگ تر ست
دین بادهٔ ناب را خمار دگر است
کار دگر است و عشق کار دگر است
وصل تو بهر سبب که جویند خوش ست
نام تو بهر زبان که گویند خوش ست
در خلوت جان و دل نهان غیر تو کیست
ای جان جهان در دو جهان غیر تو کیست
شیرینی نوش و تلخی نیشش یکست
آنجا که بود عشق کم و بیشش یکست
سائر چو تو هیچکس نه پیمود این دشت

عاقل بہ کنار آب تا پل می جست	دیوانہ پا برہنہ از آب گذشت	
در دائرۂ وجود موجود یکیست	از کعبہ و از کنشت مقصود یکیست	لا اعلم
بہ صفحۂ کائنات خطے ست بہ بیں تا	کاے سالک رہ عابد و معبود یکیست	
چشمے دارم ہمہ پُر از صورت دوست	ایں دیدہ مرا خوش است چوں دوست دراوست	لا اعلم
از دیدۂ دوست فرق کردن نہ نکوست	یا اوست درون دیدہ یا دیدہ خود اوست	
تا در تن ما خون بود اندر رگ و پوست	از دوست سخن ما ہیم مرادے جز دوست	لا اعلم
بستن بہ متاع ایں جہاں دل نہ نکوست	کاینہا ہمہ فانی اند و باقی ہمہ اوست	

چ

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ	بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ	سعدی
روئے طمع از خلق بپیچ ار مردی	تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ	

خ

چوں عمر ہمیں رود چہ بغداد چہ بلخ	پیمانہ چو پُر شود چہ شیریں و چہ تلخ	عمر خیام
می نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسی	از سلخ بغرہ آید از غرہ بہ سلخ	

د

تا بود دلم ز عشق محروم نشد	کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد	لا اعلم
اکنوں کہ ہمی بنگرم از روے خرد	معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد	
قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند	قومے بہ تماشائے خط و خال خوش اند	بیدل

بیدل همه را بحال بدی بینم	خوش حال کسانیکه بهر حال خوش اند

تمکین زن اگر چه قصیر باشد	قرض مستان اگر وعدهٔ قیامت باشد
زود بردر ارباب جهان بهر طمع	اگرش حاتم دوران به سخاوت باشد	لااعلم

بس نامور به زیر زمین دفن کرده اند	کز هستیش بروے زمین یک نشان نماند
زنده ست نام فرخ نوشیروان بعدل	گرچه بسے گذشت که نوشیروان نماند

آنانکه بکنج عافیت بنشستند	دندان سگ و دهان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند	وز دست و زبان حرف گیران رستند

نه بینی که پیش خداوند جاه	ستایش کنان دست بر بر نهند
اگر روزگارش در آرد ز پاے	همه عالمش پاے بر سر نهند	″

سخن گرچه دلبند و شیرین بود	سزاوار تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس	که حلوا چو یکبار خوردند و بس	″

هر که سلطان مرید او باشد	گر همه بد کند نکو گوید
وانکه پادشه بنید ازو	کشش را خلیل خانه نوازد	″

زنان باردار اے مرد هوشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بهتر به نزدیک خردمند	که فرزندان ناهموار زایند

آنکس که گنه نکرده است نبود	او خود خلف آدم و حوا نه بود
حق ست اگر خطا ز انسان نشود	عیب ست اگر عفو خداوند را نه بود	احسن

هر چند که دیو نفس فوجے دارد	عنقاے هوس هوائے اوجے دارد
ذا لانقنطش مغفرت چه اندیشم	بحر کرمش وعدهٔ موجے دارد	فصیح

آفاق ز خوب و زشت خالی ماند	هم صومعه هم کنشت خالی ماند
گر عفو کنی یکے بدوزخ نرود	ور عدل کنی بهشت خالی ماند	نعیم

زاهد کرم ترا چو ما نشناسد	بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
گفتی که گنه مکن که من قهارم	این را بکسے گو که ترا نشناسد	لااعلم

من بیتو دمی قرار نتوانم کرد	احسان ترا شمار نتوانم کرد	لااعلم
گر بر تن من زبان شود هر موے	یک شکر تو از هزار نتوانم کرد	
در حشر چو نیک و بد هراسان گردد	کار همه چون به اوست آسان گردد	لااعلم
هر چند که آب تلخ یا شیرین است	چون رفت بدر یا همه یکسان گردد	
زان پیش که از جهان فرومانی فرد	آن کن که نبایدت پشیمانی خورد	لااعلم
امروز بکن چو می توانی کارے	فردا چه کنی چو هیچ نتوانی کرد	
این عمر به باد نوبهاران ماند	دین عیش به سیل کوهساران ماند	لااعلم
زنهار چنان بزی که بعد از مردن	انگشت گزیدنی به یاران ماند	
انسان که ز یک دگر جگر ریش تراند	خلقے پس تر جماعتی پیش تراند	لااعلم
در غربت مرگ بیم تنهائی نیست	یاران عزیز آن طرف بیشتراند	
راضی دل دیوانه بتقدیر نشد	فارغ ز خیال و فکر و تدبیر نشد	ترمد
ایام شباب رفت و باقی هوس است	ما پیر شدیم و آرزو پیر نشد	
نه دولت دنیا به ستم می ارزد	نه لذت هستی به الم می ارزد	حافظ
نه هفت هزار سال شادی جهان	با محنت پنج روز غم می ارزد	
زن زن ز وفا شود ز زیور نشود	سر سر ز خرد شود ز افسر نشود	سنائی
بے گوہر گوہری ز گوہر نشود	سگ را سگے از قلاده کمتر نشود	
گفتم همه بیداد نمی باید کرد	گفتم که ز خود یاد نمی باید کرد	لااعلم
گفتم که چنان گوے سخن تا شنوم	خندید که فریاد نمی باید کرد	
من بندهٔ آنم که دلے برباید	یا دل بکسے دهد که جان آساید	سعدی
آنکس که نه عاشق و نه معشوق کسی است	در ملک خدا اگر نباشد شاید	
خواهی که خدا کار نکو با تو کند	ارواح و ملایک همه رو با تو کنند	ابن یمین
با هر چه رضاے او در آن نیست مکن	یا راضی شو به هر چه او با تو کند	
با مردم نیک و بد نمی باید بود	در بادیه دیو و دد نمی باید بود	حافظ

مفتون معاش خود نمی باید شد	مغرور بہ عقل خود نمی باید بود	
از عہدۂ عہد گر برون آید مرد	از ہر چہ گمان بری فزون آید مرد	
سیمرغ نہ کہ بے تو نام تو برند	طاؤس نہ کہ با تو در تو نگرند	سنائی
نی ہر کہ بود بعشق دیوانہ بود	نی ہر مرغی سزای این دانہ بود	
صد قرن بگردد کہ نہ گردد پیدا	مردی کہ بہ نفس خویش مردانہ بود	لا اعلم
فردا کہ باہل زہد جنت بخشند	در جائزہ نان و نوش و نعمت بخشند	
ما بے عملان نیز امیدے داریم	شاید کہ مرا بادہ حسرت بخشند	واقف
تا کے بہ تلاش مال خواہی کوشید	با ہر بد و نیک خواہی جوشید	
پوشیدن جامہا مکرر شدہ است	اکنون از خویش چشم باید پوشید	درد
گر مردم محتاج زغم می گریند	زان بیشتر ارباب نعم می گریند	
وقت ست کہ از دست زمانہ اکنون	چون ابر ہمہ اہل کرم می گریند	درد
لے بیخبر اتفاق می باید کرد	با یکدگر اتفاق می باید کرد	
از وہم خودی نفاق خیزد غافل	از خود گذر اتفاق می باید کرد	درد
ممسک ہمہ خون دل صد چاک خورد	یک لقمہ بصد نالۂ غمناک خورد	
بدبخت زکسب مال لقمے نہ برد	افعی بر گنج ماند و خاشاک خورد	امجد
ممسک پے مال چون گدا می گردد	بر زر بہزار جان فدا می گردد	
طامع ز حصول مال طامع شود	چون دانہ بپای آسیا می گردد	امجد
نہ ہر کہ نکوست دوست میباید بود	بد را بہ مغز پوست می باید بود	
یعنی سہل است دوست بودن با دوست	با دشمن نیز دوست می باید بود	لا اعلم
گر خلق جہان ہمہ بطاعت خیزند	صد گونہ عطا کنند و خیر انگیزند	
چون نیک نظر کنی نہ بینی جز این	کاز جبر بہ بحر گشت آبے ریزند	سحابی
زود دیدہ بدوز تا دلت دیدہ شود	زان دیدہ جہانی دگرت دیدہ شود	
گر تو ز سر پسند خود برخیزی	احوال تو سر بسر پسندیدہ شود	لا اعلم

با قوت پیل موری باید بود
این طرفه نگر که عیب هر آدمی
با ملک دو کون عوری باید بود
می باید دید و کوری باید بود
لا اعلم

تا گلگون اشک و چهره کاهی نشود
سالک ز سر خویش که واقف گردد
دل مشرق انوار الهی نشود
او عارف اسرار الهی نشود
لا اعلم

آنکس که همیشه دیدهٔ تر دارد
از گریهٔ ایام جوانی بگذر
از خندهٔ من عمر بیشتر بردارد
باران بهار فیض دیگر دارد
لا اعلم

چو خاک به پیش پایها شوی ز آتش حرص
غلام خاطر آنم که هست عالیشان
شود به باد همه آبرو چون شود
رهین منت اسباب دهر دون نشود
[illegible]

بر خود در مدح و ذم نمی باید زد
عالم همه آئینهٔ حسن ازلی ست
بیرون از حد قدم نمی باید زد
می باید دید و دم نمی باید زد
سعید

هر کس به ضمیر خود صفا خواهد داد
هر جا که شکستهٔ بود دستش گیر
آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد
بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد
بادشاه جهانگیر

چون پیر شدی کار جوان نتوان کرد
در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی
پیری ته کاسهٔ نهان نتوان کرد
در روشنی روز نهان نتوان کرد
لا اعلم

ظالم که کباب از دل درویش خورد
دنیا عسل است که او بیش خورد
چون در نگری ز پهلوی خویش خورد
خون افزاید تب آورد بیش خورد
لا اعلم

این زمرهٔ ناخلف که از ابوالبشر اند
گر آدمیان تمام انگشت پر اند
بنگر نه چرا به یکدگر می نگرند
پس هر چه این قدر ز خود بیخبر اند
لا اعلم

هر دل که هوای عالم راز کند
دام است تعلقات دنیای دنی
باید گرهٔ علاقه را باز کند
در دام چگونه مرغ پرواز کند
لا اعلم

عشق است که همواره نمایان ماند
پوشیدن عشق نیست در دل ممکن
با وصف هزار جامه عریان ماند
بر تخت جلوس شاه پنهان ماند
آزاد

گوینده همیشه گفتگو خواهد بود
وان یار عزیز تند خو خواهد بود
عمر خیام

از عیب ... جز نکوئی ناید | خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود

اسرار ازل باده پرستان دانند | قدر شب و جام تنگ دستان دانند
گر چشم تو حال من بداند چه عجب | شک نیست که حال مست مستان دانند

عمر خیام

صاحب نظر آنکه زنده جاوید ند | وارسته ز بیم و فارغ از امید ند
در هر چه نظر کنند او را بینند | ذرات جهان آئینهٔ خورشید ند

سحابی

اعیان همه شیشه های گوناگون بود | کافتاد بر آن پرتو خورشید وجود
هر شیشه که بود سرخ یا زرد و کبود | خورشید دران هم به همان رنگ نمود

جامی

رفتم به کلیساے ترسا و یهود | ترسا و یهود جمله را روے تو بود
از شوق جمال تو به بتخانه شدم | تسبیح بتان زمزمهٔ ذکر تو بود

رومی

آن عقل کجا که در کمال تو رسد | آن روح کجا که در جلال تو رسد
گیرم که تو پرده برگرفتی ز جمال | آن دیده کجا که در جمال تو رسد

قاسم

زاهد بحریم کعبه جا میخواهد | راهب صنم و کلیسیا میخواهد
غمناک طرب خسته شفا میخواهد | خوش حال دل آنکه ترا میخواهد

لاهوری

روزیکه تنم زین ده ویرانه برند | تابوت مرا عاقل و دیوانه برند
این لقمه مکافیست که بیماران را | زین خانه بدست [illegible] با تنها نبرند

لا اعلم

تو هیچ مدی که جسم و جانت دادند | ترکیب و عقل و تاب و توانت دادند
از داده و ناداده شکایت چه کنی | کان چیز که هست رایگانت دادند

لا اعلم

کو منصور و انا الحق و دار چه شد | کو ابراهیم و گلشن و نار چه شد
از آمد و رفت عالم بے سر و بن | زنهار مپرس تا کجا کار چه شد

لا اعلم

هر گوشه فضاست صد بیابان دارد | هر غنچه بهشت خود گلستان دارد
گر عقدهٔ خاطرت کشاید بینی | هر قطره حباب خویش طوفان دارد

ورد

سگ [illegible] فتاده هرزه گردی داند | بے درد کجا لذت دردی داند
نامرد بسینه نخورد مردان را | مردے باید که قدر مردی داند

لا اعلم

صد سال در آتشم اگر محمل بود — آن آتش سوزنده مرا سهل بود
یا مردم نااهل دمی صحبت — کز مرگ بتر صحبت نااهل بود
عمر خیام

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرا — وز کوزهٔ بشکسته دم آبی سرد
مامور کسی دگر چرا باید بود — یا خدمت چون خودی چرا باید بود
عمر خیام

عالم همه درد و ست و دوا میخواهد — از خوان کرم برگ و نوا میخواهد
کس بی حاجت نمی تواند بودن — درویش غذا شه اشتها میخواهد
سحابی

کریم زاده چو مفلس شود بدو پیوند — که شاخ میوه دگر بار باردار گردد
لئیم زاده چو منعم شود ازو بگریز — که مستراح چو پر گشت گنده تر گردد
ابن یمین

با بدان کم نشین که صحبت بد — گرچه پاکی ترا پلید کند
آفتابی بدین بزرگی را — لکهٔ ابر ناپدید کند
ابن یمین

آنکس که ترا تاج جهانبانی داد — ما را همه اسباب پریشانی داد
پوشید لباس هر کرا عیبی دید — بی عیبان را لباس عریانی داد
سرمد

این عمر با برق بهاران ماند — وین عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند
شاپور

هر کس که بخویشتن گمانی دارد — چون درنگری عیب نهانی دارد
عمریست که در باغ جهان گردیدم — هر میوه که دیدم استخوانی دارد
غنی

این گورپرستان همه باطل باشند — از لجهٔ علم سوی ساحل باشند
خود زنده و با مرده نیاز آورده — از زندهٔ لایزال غافل باشند
درد

هر دل که چو گل شگفت آخر پژمرد — طبعی که چو شعله گرم گردید فسرد
اینجا هر کس بطرز خاص ای درد — پیدا شد و شاد گشت و غم خورد و بمرد
درد

دون همت اگر مال و زر پیدا کرد — چون مور برای خود پری پیدا کرد
کی مرتبهٔ سفله فزاید اسباب — عیسی نشود هر که خری پیدا کرد
درد

شد نیست کسی که تخت عاجی دارد — تا آنکه نه شاهانه مزاجی دارد

درویش شدن به پشم پوشی نبود
عارف بودن به هرزه جوشی نبود
کافی ست اشاره از مقام تحقیق
در حضرت او فروشی نبود

لا اعلم

یا عاشق حق گزار می باید بود
یا فاسق هرزه کار می باید بود
نی عاشق و نی فاسق و پس در دنیا
از بهر چه کارے باید بود

ایں قوم که تقوے ریائی دارند
دانی ز چه اسباب ورع جمع آرند
مسواک که دندان طمع تیز کنند
تسبیح که عیب مردماں بشمارند

آزاد

گر دشمن مردان همگی حرق شود
هم برق صفت بخویشتن برق شود
گر سگ به مثل درون دریا برود
دریا نشود پلید سگ غرق شود

لا اعلم

گیرم که همه ملک تو چین خواهد بود
آفاق ترا زیر نگیں خواهد بود
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو
ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود

لا اعلم

کم کن طمع از جهاں بمیری خورسند
وز نیک و بد زمانه بگسل پیوند
خوش باش چنانکه ایں دور فلک
هم بگسلد و نماید ایں روزے چند

عمر خیام

افسوس که نامهٔ جوانی طے شد
دیں تازه بهار شادمانی طے شد
واں مرغ طرب که نام او بود شباب
فریاد کے آمد و ندانم کے شد

عمر خیام

گویند که مرد را هنر می باید
یا نسبت عالی پدر می باید
اینها همه در زمان سابق بودند
یا فضل دریں زمانه زر می باید

عمر خیام

خوش باش که عالم گذراں خواهد بود
روح از پئے تن نعره زناں خواهد بود
ایں کاسه سرها که تو بینی یک چند
زیر قدم کوزه گراں خواهد بود

عمر خیام

من دامن زهد و توبه طے خواهم کرد
با موئے سفید قصد مے خواهم کرد
پیمانهٔ عمر من به هفتاد رسید
ایندم نکنم نشاط کے خواهم کرد

عمر خیام

آں گل که هنوز نو بدست آمده بود
نشگفته تمام باد قهرش بربود
بیچاره بسے امید در خاطر داشت
امید دراز و عمر کوتاه چه سود

سعد کرد

هر کس بجهاں از پئے ناں دوست بود
یک دوست ندیدم ز جاں دوست بود

سرمد

چون سگ ز پی لقمه بهر در بدوند	این سست نشان که نام شان دوست بود	
آنرا که شراب ناب مدهوش کرده	از موی سفید پنبه در گوشش کرد	
ایام شباب یک یک آید یادش	چون خواب خوشی که کس فراموش کرد	جامی
افسوس که همدمان مونس رفتند	یاران موافق و همدمدس رفتند	
آنانکه بهم نشسته بودیم بهم	هر یک به بهانه ز مجلس رفتند	مظفر
تا کی دولت از چرخ حزین خواهد بود	با محنت و درد همنشین خواهد بود	
خوش باش که روزگار پیش از من و تو	تا بود چنین بود و چنین خواهد بود	هلالی
گر مرگ برآورد ز بدخواه تو دود	از مردن او شاد چرا گشتی زود	
چون مرگ ترا نیز بخواهد فرسود	از مرگ کسی شاد چرا باید بود	لااعلم
نه سایهٔ بید و نه سخن خواهد ماند	نه حسن بتان سیم تن خواهد ماند	
این عالم بیوفا که من می بینم	نی ناز تو نی نیاز من خواهد ماند	لااعلم
ای شاه نه تخت و نه نگین می ماند	آخر بتو یک دو گز زمین می ماند	
صندوق خود و کاسهٔ درویشانرا	خالی کن و پر کن که همین می ماند	لااعلم
سلطان که بر اسباب هوس می نازد	بر بال و پر خود چو مگس می نازد	
درویش که بی نوای بی پرواییست	بر خاطر بی نیاز و بس می نازد	درد
صد حیف که جمله دوستداران رفتند	زین دشت تمام شهسواران رفتند	
اکنون من وا مانده چه سازم چه کنم	ای درد کجا این همه یاران رفتند	درد
شاهان که بر اوج خیمه آراسته اند	مانند فلک بشوکت ازان خواسته اند	
شام و سحری چند درین گردون شکل	چون مهر نشسته اند و برخاسته اند	درد
ای درد جوانی از کنار تو رمید	پیری است سفیدی آورد و پدید	
تا چند کنی زبان درازی چون شمع	خاموشی که صبح نزدیک رسید	درد
بعد از من و تو زمانه خواهد ماند	روز و شب و کارخانه خواهد ماند	
با فضل هر آنچه نقد حال من و تست	بهر دگران فسانه خواهد ماند	درد

غنی
تا چرخ فلک چو آسیا هست بگرد / چون شمع نداریم غذا جز دم سرد
ما کاسه نداریم که دریوزه کنیم / دریوزه برای کاسه می باید کرد

لا اعلم
سر رشتهٔ ننگ و نام در کف دارند / این مقتدیان امام در کف دارند
منگر به لباس دلق پوشان کایشان / از دانهٔ سبحه دام در کف دارند

مهنه
شب خیز که عاشقان بشب راز کنند / گرد در و بام دوست پرواز کنند
هرجا که دری بود بشب بربندند / الا در دوست را که شب باز کنند

مردان رهش میل به هستی نکنند / خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجا که مجردان حق می نوشند / خم خانه تهی کنند و مستی نکنند

سحابی
از فرق سرم تا بقدم دیده شود / روزی که جمال تو مرا دیده شود
در من نگری همه تنم جان گردد / در تو نگرم همه دلم دیده شود

جامی
غره مشو که مرکب مردان مرد را / در سنگلاخ بادیه پیها بریده اند
نومید هم مباش که رندان جرعه نوش / ناگه بیک ترانه بمنزل رسیده اند

ابن یمین
هیچ دانی که در شکستن چوب / از وجودش چرا طراق آمد
نزد اهل خرد ستوده بود / کین طراق از غم فراق آمد

حافظ
من بندهٔ آن کسم که شوقی دارد / بر گردن خود ز عشق طوقی دارد
تو لذت عشق و عاشقی کی دانی / این باده کسی خورد که ذوقی دارد

طالعی
زاهد بصلاح و زهد خود می نازد / عاشق بر دوست نقد جان می بازد
دارند امید نظر این هر دو ز دوست / تا دوست بسوی که نظر اندازد

لا اعلم
تا نیست نگردی ره هستت ندهند / وین مرتبه با همت پستت ندهند
چون شمع قرار سوختن تا ندهی / سر رشتهٔ روشنی بدستت ندهند

قاآنی
گر چرخ جفا کرد چه می باید کرد / ور ترک وفا کرد چه می باید کرد
میخواست دلم که بر نشان آید تیر / چون تیر خطا کرد چه می باید کرد

سنجر
سر دفتر عشق بوالهوس را ندهند / سوز دل پروانه مگس را ندهند

عمرے باید کہ یار آید بکنار	این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند	
سرمد اگرش وفاست خود می آید	در آمدنش روا است خود می آید	
بیہودہ چرا درپئے او می گردی	بنشین اگر او خدا است خود می آید	سرمد
در مسلخ عشق جز نکو را نکشند	لاغر صفتان و زشت خو را نکشند	
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز	مردار بود ہر آنکہ او را نکشند	سرمد
سرمد گلہ او نشد نکو شد کہ نشد	لب بیہودہ گو نشد نکو شد کہ نشد	
منت کش دہر می شدی آخر کار	کاریکہ نکو نشد نکو شد کہ نشد	سرمد
آب است کہ در شیشہ شرابش خوانند	با گل چو قرین شود گلابش خوانند	
وز قید گل و مل چو مجرد گردد	اہل بصر بصیرت آبش دانند	لا اعلم
رندان باشد کہ میل ہستی نکند	وز خویش گزشتہ خود پرستی نکند	
در کوئے خرابات مغان رندانہ	می نوشش کند مدام و مستی نکند	لا اعلم
دانستن علم دین شریعت باشد	چون در عمل آوری طریقت باشد	
گر علم و عمل جمع کنی با اخلاص	از بہر رضائے حق حقیقت باشد	لا اعلم
عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند	معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند	
ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا	ہر کس چیزیکہ لایق اوست کند	لا اعلم
تا دل بہ رموز عشق محرم نشود	یک ذرہ بہ غیر حاجتت کم نشود	
یک جو بہ خدا مجلئے پیدا کن	تا میل بہ گندمت چو آدم نشود	لا اعلم

ر

اے خالق ذو الفضل کرم و رحمت کر	اے دافع ہر رنج و الم رحمت کر	
سبقت ہے سدا غضب پہ رحمت کو تری	اپنی بتجھے رحمت کی قسم رحمت کر	لا اعلم
گر بادہ خوری تو با خردمندان خور	یں با صنمے لالہ رخے خندان خور	عمر خیام

بسیار مخور۔ زود مخور۔ فاش مخور	اندک خور و ۔ گہ گہ خور و ۔ پنہاں خور	عمر خیام
زبان در دہان خردمند چیست	کلید در گنج صاحب ہنر	لا اعلم
چو دربستہ باشد چہ داند کسے	کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور	
اے زیردست زیردست آزار	گرم تا کے بماند این بازار	″
بچہ کار آیدت جہانداری	مردنت بہ کہ مردم آزاری	
ہر کرا جامہ پارسا بینی	پارسا دان و نیک مرد انگار	″
ورنہ دانی کہ در نہانش چیست	محتسب را درون خانہ چہ کار	
چشم بد اندیش برکندہ باد	عیب نماید ہنرش در نظر	″
ور ہنر داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر	
ندہد ہوشمند روشن رائے	بافندہ و مایہ کارہائے خطیر	″
بوریا باف گرچہ بافندہ است	نبرندش بکارگاہ حریر	
مٹی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر	ہر بات پہ معترض نہ ہو جنگ نہ کر	″
منظور اگر ہے جا دلوں میں اے ذوقؔ	بہتر ہے کہ دشمن کا بھی دل تنگ نہ کر	
لذت جہاں چشیدہ باشی ہمہ عمر	با یار چو آرمیدہ باشی ہمہ عمر	لا اعلم
ہم آخر عمر رحلت باید کرد	خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر	
سیلاب گرفت گرد ویرانہ عمر	آغاز پرے نہاد پیمانہ عمر	حافظ
بیدار شو اے خواجہ کہ خوش خوش بکشند	حمال زمانہ رخت از خانہ عمر	
از خوان فلک قرص جوے بیش مخور	انگشت عسل مخواہ و صد نیش مخور	لا اعلم
از نعمت الوان شہاں دست بدار	خون دل صد ہزار درویش مخور	
اے مرد رسیدت اگر از خلق آزار	رنجے مبر از ذلت و خواری زنہار	ذوق
گر بر سر تو نہند پا مردم دہر	تو از رہ انکسار سر بر پا دار	
زاہد ز غم زمانہ محزون و فگار	ما از غم یار این چنین زار و نزار	لا اعلم
شک نیست کہ ہر دو را کشند آخر کار	و او از غم روزگار ما را غم یار	

خفت برخنم ز مملکت جم بهتر	بوی قدح از غذای مریم بهتر	عمر خیام
آه سحری ز سینۂ خماری	از نالۂ بوسعید و ادهم بهتر	
با یار چو آرمیده باشی همه عمر	خوابی باشد که دیده باشی همه عمر	عمر خیام
هم آخر عمر رحلت باید کرد	لذات جهان چشیده باشی همه عمر	
خون خور اگر بریزی برزمین	به که آب روی ریزی در کنار	لا اعلم
بت پرستیدن به از مردم پرست	پند گیر و کار بند و گوش دار	
چون بت رخ تست بت پرستی خوشتر	چون باده ز جام تست مستی خوشتر	رومی
از هستی عشق تو چنان نیست شدم	کان نیستی از هزار هستی خوشتر	
گفتم ز درت به کعبه آرم رخ سیر	شاید شویم دل از آلایش غیر	لا اعلم
گفتا که چو محروم شدی از در ما	خواهی در کعبه کوب خواهی در دیر	
بود چار چیز از کمال حماقت	مکن هیچ یک را از اینها تصور	ابن یمین
به ممسک سخاوت به احمق محبت	به نادان تواضع به دانا تکبر	
در پرده ز محتسب شراب اولی تر	پوشیدن کار نا صواب اولی تر	قدسی
فعل بد خویش را نهان می دارم	باشد رخ زشت را نقاب اولی تر	
پا آبله از کفش بهشت بهتر	گر نیست وفا ترک محبت بهتر	فدائی
در مذهب من ز دید دوزخ رفتن	بسیار ز انتظار جنت بهتر	
دی کوزه گری بدیدم اندر بازار	بر پاره گلی لگد همی زد بسیار	عمر خیام
وان گل بزبان حال باوی میگفت	من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار	
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار	زین کهنه سرا برون برندت ناچار	عمر خیام
گر پادشهی و گر گدائی باشد ار	این هر دو بیک نرخ بود آخر کار	
ای دل زر و سیم را بیندیش و بخور	آن روز ببین راحتی از پیش بخور	لا اعلم
اندر غم این و آن بسر بردی عمر	تو ردی غم همه چیز و غم خویش بخور	
زین توده خاک چون مسیحا بگذر	از خواب و خور و سبزه و صحرا بگذر	

لااعلم

خرسندی از آب و علف دست بدار — سگ نیستی از جیفهٔ دنیا بگذار

لااعلم

میاں لاله و گل آشیان گیر — ز مرغ نغمه خواں درس فغاں گیر

اگر از ناتوانی گشته پیر — نصیبے از شباب ایں جہاں گیر

جامی

ایں عشق دو روزه را دلا باز گذار — گر عشق دو روزه بر نمی آید کار

زاں ساں عشقے گزیں که در روز شمار — با آں گیری قرار روز دار قرار

لااعلم

در محضر دوست بینوائی خوشتر — در خدمت بادشه گدائی خوشتر

چوں کار نه بر وفق رضائی من و تست — تسلیم به قسمت خدائی خوشتر

بیگانه

دیوانگی از صبر و قرار اولی تر — بیگانگی از یار و دیار اولی تر

اسباب دو کون عرضه کردم بر دل — گفت اے بیدرد- درد یار اولی تر

ز

با مردم ہوشمند و عاقل آمیز — وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز

گر زہر دہد ترا خردمند بنوش — ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز

اشرف

یارب تو مرا بآتش قہر مسوز — در خانهٔ دل چراغ ایماں افروز

ایں خلعت بندگی که شد پاره ز جرم — از راه کرم برشتهٔ عفو بدوز

سرمد

از بوالہوساں کام نیابی ہرگز — زیں طائفه آرام نیابی ہرگز

صد سال اگر جاں بکنی ہمچو نگیں- — بدنام شوی- نام نیابی ہرگز

عمر خیام

گر گوہر طاعتت نسفتم ہرگز — ور گرد گنه ز رخ نرفتم ہرگز؛

نومید نیم ز بارگاه کرمت — زیرا که یکے را دو نه گفتم ہرگز

عمر خیام

با مردم پاک باز و عاقل آمیز — وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز

گر زہر دہد ترا خردمند بنوش- — ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز

در وادی عشق جمله ناز است و نیاز — طے میشود اینجا همه اوضاع مجاز

هر سوے در آن کوے تو آں بود بجود	در کعبه ز هر جهت توان کرد نماز	نقی

س

پدید آر هر دم شدن عیب نیست اگر خویشتن را ملامت کنی ؛	ولیکن بچنداں که گویند بس ملامت نه باید شنیدن ز کس	لا اعلم
روے زیبا و جامهٔ دیبا این همه زینت زنان باشد	عرق وجود در زنان بوے هوس مرد را کیر و خایه زینت بس ؛	لا اعلم
اے واقف اسرار ضمیر همه کس یا رب تو مرا توبه ده و عذر پذیر	در حالت عجز دستگیر همه کس اے توبه ده و عذر پذیر همه کس	لا اعلم
من باغ جهان را قفسے دیدم و بس از صبح وجود تا شبانگاه عدم	چو عنقا ز هوا و هوسے دیدم و بس چون باز چشم گشودم نفسے دیدم و بس	سحابی
نان و سرکه گر نهی پیشش کسے به که حلوا و شکر پیش آوری	لذت خوش شیرین کنی چون انگبین ؛ دانکه سرکه مالی بر جبین ؛	ابن یمین
دوشم گزر افتاد به ویرانهٔ طوس گفتم چه خبر داری از این ویرانه	دیدم چغدے نشسته جاے طاؤس گفتا خبر این است که افسوس افسوس	شهید
مرغے دیدم نشسته بر بارهٔ طوس باکله همی گفت که افسوس افسوس	در پیش نهاده کلهٔ کیکاؤس کو بانگ جرس‌ها و کجا نالهٔ کوس	عمر خیام

ش

در کارگهِ کوزه گرے رفتم دوش ناگاه یکے کوزه بر آورد خروش	دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش	عمر خیام

صاحب کرما بر من گمراہ ببخش
بخشندہ پس از خدا چو امروز توئی
سہوی اگرم فتادہ ناگاہ ببخش
در دست توام خواہ بکش خواہ ببخش
طالب

عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماہش
سرگرم سراغ کیست یارب دوران
مانند فلک قرار نبود گاہش
یک خلق چو سایہ میرود ہمراہش
درد

کو عقل و کجا فہم و کرا بینش و ہوش
چون شمع دریں بزم عبث می سوزی
کوران و کران ہمہ نمایند خروش
اے روشنی طبع تو ہم شو خاموش
درد

منعم کہ بہ عیش میرود روز و شبش
بس آب کہ میرود بہ جیحون و فرات
نالیدن درویش نداند سببش
در بادیہ تشنگان بجان در طلبش
سعدی

چون آمدہ بعالم امکان باش
اینجا اے درد خود صلاے عام است
دیدی کن و بردہ صنع جہان خندان باش
یکچند دریں خانہ تو ہم مہمان باش
درد

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
خود بر زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
اے وائے من و دست من و دامن خویش
لا اعلم

شنیدم در عدم پروانہ می گفت
پریشان کن سحر خاکسترم را
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
ولیکن سوز و ساز یک شبم بخش
لا اعلم

بگذار طلب بہ تخت شاہی بہ نشین
خلوت بنود گوشہ نشینی تنہا
در سایۂ رحمت الہی بہ نشین
بیخود شو و ہر کجا کہ خواہی بہ نشین
لا اعلم

در مذہب بالجملہ یکسان می باش
این ست طریق عشق جانانۂ ما
در دائرۂ کفر با ایمان می باش
زنار بگردن و مسلمان می باش
نامی

گر قرب خدا می طلبی دلجو باش
خواہی کہ چو صبح صادق القول شوی
اندر پس و پیش خلق نیکو گو باش
خورشید صفت با ہمہ کس یکرو باش
لا اعلم

بیشی طلبی ز ہیچ کس بیش مباش
خواہی کہ ز ہیچ کس بتو بد نرسد
چون مرہم و موم باش و چون نیش مباش
بدگوے و بدآموز و بداندیش مباش
عمر خیام

سودے نکند فراخنائے بر و دوش
گر آدمی عقل و ہنر باید و ہوش

گاو از من و تو فراخ تر دارد چشم ٭ پیل از من و تو بزرگتر دارد گوش (سعدی)

سر بر مفراز و خاکپاے ہمہ باش ٭ دلہا مخراش و در رضاے ہمہ باش

با خلق ستیز آمیختن از خامی تست ٭ ترک ہمہ گیر و آشنائی ہمہ باش (خاکی)

پندے دہم ات اگر بمن داری گوش ٭ از بہر خدا جامہ تزویر مپوش (عمر خیام)

عقبیٰ ہمہ روزست و دنیا یکدم ٭ از بہر دمی ملک ابد را مفروش

در کارگہ کوزہ گرے بودم دوش ٭ دیدم دو ہزار کوزہ گویا و خموش (عمر خیام)

ہر یک بزبان حال با من گفتند ٭ کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش

ض

گردی شب و روز کامرانی بالفرض ٭ دیدی ہمہ خیر این جہانی بالفرض

مرگ و پیری دو چار گردد آخر ٭ صد سال اگر زندہ بمانی بالفرض

ط

آنرا کہ نہ عاشق ست از یار چہ حظ ٭ وانرا کہ نہ مشتاق ز دیدار چہ حظ

نابینا را چو چشم عالم بین نیست ٭ ز الوان چہ تمتع و ز انوار چہ حظ

غ

این تیرہ دلان کہ تیر بارند چو میغ ٭ در جور و ستم نمی نمایند دریغ

بر اہل گداز دست ظالم نرسد ٭ سیماب نگشت کشتہ از خنجر و تیغ

ق

سپہ باد روے سپہر کبود بہ عیسٰی مریم خرے میدہد	کہ با کینہ جفت ست و با مہر طاق بکودن ہمی میدہد صد براق	ابن یمین

ک

مومنِ شوق گناہگاری کب تک مان اپنے خدا کو ۔ باز آ بہر خدا ۔	اے تیرہ درون سیاہ کاری کبتک اے دشمنِ دیں بتوں سے یاری کبتک	مومن
رَوِی کو کمل انیک ہم سے تمہیں انیک	کمل کو روی ایک تم ہو ہمکو ایک	لاآعلم
گر فضل کنی ندارم از عالم باک ۔ روزی صد بار گویم اے صانع پاک	ور عدل کنی شوم بہ یکبار ہلاک مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک	لاعلم

گ

پرناری پینی چھری ہے دس ستکستھنز[۱۲] اون گگرے ۔	مت کوئی کرو پر سنگ پرناری کے سنگ	لاآعلم
موجود یگانہ ایست پاک از ہمہ رنگ خورشید ہماں یکے و بے تغیر است	چہ کفر و چہ ایمان چہ فخر و چہ ننگ خواہی در روم بیں و خواہی در زنگ	لاآعلم
در باغ مرادِ ما ز بیداد تگرگ چوں خانہ خراب ست چہ نالیم ز سیل	نے نخل بجائے ماند نے شاخ نہ برگ چوں زیست و بالست چہ ترسیم ز مرگ	غالب

طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل | پیری هم می رسد نباشی غافل
ہرچند چو تار سبحہ بر جائے خودی | چون دانہ کند قطع رہ اینجا منزل
— درد

گر قلب نبرد باید ت اینک دل | در عاشق فرد باید ت اینک دل
گر کعبۂ شوق باید ت اینک جان | ور قبلۂ درد باید ت اینک دل
— عطار

وصل تو بکام غیر دیدن مشکل | وز دیدن تو طمع بریدن مشکل
گفتی کہ بمیر تا بوصلم برسی | مردن آسان ولے رسیدن مشکل
— لا اعلم

گر با غم عشق سازگار آید دل | بر مرکب آرزو سوار آید دل
گر دل نبود کجا وطن سازد عشق | ور عشق نباشد بچہ کار آید دل
— لا اعلم

م

روزے پئے گلاب می گردیدم | فرخندہ گلے بر سر آتش دیدم
گفتم کہ چہ کردۂ ترا می سوزند | گفتا کہ درین باغ دمے خندیدم
— لا اعلم

پسندید ست بخشایش ولیکن | منہ بر ریش خلق آزار مرہم
خدا لنت آنکہ رحمت کرد بر مار | کہ آن ظلمست بر فرزند آدم
— لا اعلم

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت | یارب اندر ہر دو گیتی بر قرار و بر دوام
سال خرم - فال نیکو - مال وافر - حال خوش | اصل ثابت نسل باقی - تخت عالی بخت رام
— لا اعلم

از کردۂ خویش منفعل بسیارم | عمریست کہ پابند درین آزارم
چیزے کہ بباید نشود - از من شد | بر فضل نظر کن - نہ بکردارم
— سرمد

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم | عمریست کہ در حرص و ہوا در رنجم
دین را نتوان کرد بہ دنیا سودا | ہر لحظہ درین سود زیان می سنجم
— سرمد

غمناکم و از کوے تو با غم نروم | جز شاد و امیدوار و خرم نروم
از حضرت چون تو کریمی شاہا | محروم کسے نرفت و من ہم نروم
— سرمد

افسوس که پیک عمر راهی کردیم ورنامهٔ ما نه جای یک نقطه سفید	مردانه نه زیستیم و آهی کردیم از بسکه شب و روز سیاهی کردیم	محسن
عمریست که چون زلف پریشان خودیم تا جلوهٔ یار جلوه‌گر شد در ما	چون غنچهٔ گل سر به گریبان خودیم آئینه صفت همیشه حیران خودیم	درد
از کوری دل بجز نگاهی نکنم من بندهٔ ناکاره و تو بخشنده	وان کار که کردنی ست گاهی نکنم دیگر چه کنم اگر گناهی نکنم	درد
با نفس همیشه در نبردم چه کنم گیرم که ز من درگذرانی به کرم	وز کردهٔ خویشتن به دردم چه کنم زین شرم که دیدی که چه کردم چه کنم	عمر خیام
گر من گنه جمله جهان کردستم گفتی که بوقت عجز دستت گیرم	لطف تو امید است که گیرد دستم عاجز تر ازین مخواه کاکنون هستم	لا اعلم
غمناکم و از در تو با غم نروم از درگه همچو تو کریمی هرگز	جز شاد و امیدوار و خرم نروم نومید کسی نرفت و من هم نروم	لا اعلم
چون عود نبود چوب بید آوردم تو خود گفتی که ناامیدی کفر است	روی سیه و موی سپید آوردم بر قول تو رفتم و امید آوردم	لا اعلم
افسوس که مخلوق پرستی کردم این باده خمار داشت هشیار نشدم	وز همت پست رو به پستی کردم ایام شباب بود و مستی کردم	سرمد
تا کی غم زید و گه غم عمرو خوریم خوش باش بنیش و نوش کز نخل حیات	آن به که بجای غم ز خم خمر خوریم فرض ست که گه خار و گهی ثمر خوریم	قاآنی
این جوش حباب از قدیم ست قدیم لب تشنه طرح نو ست این کهنه رباط	این نقش سراب از قدیم ست قدیم این خانه خراب از قدیم ست قدیم	سرمد
هر روز یکی روز در آید که منم چون کار جهان برو قرار گیرد	خود را بجهانیان نماید که منم ناگاه اجل ز در در آید که منم	محمود
یک دل ز پی طمع مشوش دارم	یک سینه ز حرص زر پر آتش دارم	

نانِ جو و آبِ چاہ و کہنہ حالی	یارب کہ چہ زندگانی خوشش دارم	خسرو
یارب بچہ تحصیل رضائے تو کنم عمرِ ابدی بہ خضر ارزانی باد	خود را بہ چہ حیلہ آشنائے تو کنم من میخواہم کہ جان فدائی تو کنم	نعیم
چون عود نبود چوبِ بید آوردم چون خود گفتی کہ نا امیدی کفرست	روئے سیہ و موئے سفید آوردم فرمان تو بردم و امید آوردم	لا اعلم
در سر نہ ہوائے مال و جاہے دارم صاحب نظرے توجہے گر بکند	در دل نہ غمِ زر و سپاہے دارم چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم	درد
از اہلِ دول مدار چشمِ انعام در کیسۂ شان غیر تہیدستی نیست	جوشند اگر با تو بہ گرمی تمام بدنام خزانہ اند ہمچون حمام	واقف
از دستِ بخیل زر ربودن معلوم از دون منشان کامروائی مشکل	از بطنِ عقیمہ طفل زادن معلوم از ناخنِ پا گرہ کشادن معلوم	امجد
با آنکہ یکے گام بہ منزل دارم در خاک ندانم کہ چسان می گنجم	صد تختہ ہوس ہنوز در گل دارم با این ہمہ آرزو کہ در دل دارم	مومن
ما با مَی و مستی سرِ تقویٰ داریم کے دنیا و دین ہر دو بہم آید راست	دنیا طلبیم و میلِ عقبیٰ داریم این است کہ ما نہ دین نہ دنیا داریم	لا اعلم
آنم کہ دل از کون و مکان برکندم گندم ز سرِ کوہِ قناعت سنگے	و ز خوانِ جہان بہ لقمۂ خرسندم آوردم و بر رخنۂ آز افگندم	لا اعلم
خواہی کہ رسی بہ کام بردار دو گام نیکو مثلے شنو ز پیرِ بسطام	یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام از دانہ طمع ببر کہ رستی از دام	بسطامی
سلطان منم و منتِ سلطان نکشم نفسم چو سگ است و من مثالِ سگبان	از بہرِ دو نان منتِ دو نان نکشم از بہرِ سگے منتِ سگبان نکشم	سرمد
آن دوست کہ دیدنش بیارآید چشم ما را ز برائے دیدنش باید چشم	بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم در دوست نہ بینیم بچہ کار آید چشم	سعدی

بے دیدن دوست دیدگانرا چہ کنم
جانم زبرائے وصل او می بایست
چون نیست امید وصل جان را چہ کنم
بے جان جہان جان جہانرا چہ کنم
لا اعلم

ایدوست بیا تا غم فردا نخوریم
بے حکش نیست ہر گناہے کہ مراست
وین یکدم نقد را غنیمت شمریم
پس ما غم آیندہ بہر چہ بخوریم
عمر خیام

آن بہ کہ زجام و بادہ دل شاد کنیم
این عاریتے روان زندانی را
وز آمدہ و گذشتہ کم یاد کنیم
یک لحظہ ز بند عقل آزاد کنیم
عمر خیام

تا در طلب دوست ہمی بشتابیم
گیرم کہ وصال دوست در خواہیم یافت
عمرم بکران رسید و من در خوابم
این عمر گذشتہ را کجا دریابم
فرخی

دیروز بہ بازار شدم بشگفتم
آخر چہ گناہ داری اے آئینہ
آئینہ آویختہ دیدم گفتم
گفت کہ جمال دیدم و نہ نہفتم
لا اعلم

من بادہ خورم ولیک مستی نکنم
دانی غرضم زمے پرستی چہ بود
باللہ بقدح دراز دستی نکنم
تا ہمچو تو خویشتن پرستی نکنم
عمر خیام

بارہا صواب از خطا می گردیم
او در دل ما و در طلبش کوئی بکوئی
ہر چند کہ رفتہ ایم و امی گردیم
معشوقہ کجا و ما کجا می گردیم
فیاض

در ہجر من از طرب کنارے دارم
غم بر سر غم زغمگسارے دارم
با نالہ و آہ روزگارے دارم
با این ہمہ غم خوشم کہ یارے دارم
لا اعلم

از بار گنہ خمیدہ پشتم چہ کنم
نے در صف کافر نہ مسلمان جایم
نے راہ بہ مسجد نہ کنشتم چہ کنم
نے لایق دوزخ نہ بہشتم چہ کنم
لا اعلم

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم
آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند
جز راست روی و نیک خوئی نکنیم
گر دست دہد بجز نکوئے نکنیم
ولی

ہر کس کہ ہنرمند زید در عالم
دیدی کہ بوقت رشتہ تابی خیاط
ہست از ہنر خویش دلش را صد غم
می ساید دست از تاسف برہم
غنی

از اہل جہان وضع جدائی دارم
عیش دگر از فیض خدائی دارم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ششدر شده یک قطره نیم زین دریا	مانند صدف رزق هوائی دارم	واقف
گه در طلب کمال علم و هنریم	گاهی ز ره بیهودگی مادر بدریم	
داریم هجوم بر لب جوی خیال	هستی پل بسته است و ما می گذریم	درد
دوش آئینهٔ خویش به صیقل دادم	روشن کردم به پیش خود بنهادم	
در آئینه عیب خویش چندان دیدم	کز عیب کسان هیچ نیاید یادم	جامی
گاهی هوس بادهٔ رنگین دارم	گاه آرزوی وصل نگارین دارم	
گه سبحه بدست و گاه زنار بدوش	یارب چه کنم کیم چه آئین دارم	قاآنی
با آنکه ز عشق سرفرازی بکنیم	با گردش چرخ سفله بازی بکنیم	
سازیم زمانه بکام دل خویش	یکچند بیا زمانه سازی بکنیم	الفت
روزی ز پئے گلاب می گردیدم	پژمرده عذار گل در آتش دیدم	
گفتم که چه کردهٔ که می سوزندت	گفتا که درین باغ دمی خندیدم	لا اعلم
گیرم که ز علم واضع زیج هستم	فرمان ده روزگار بر هیچ هستم	
از دیدهٔ اعتبار چون درنگرم	دنیا هیچ است و هیچ در هیچ هستم	جامی
یکچند پے گردش افلاک شدیم	یکچند پے دانش و ادراک شدیم	
از آمد و رفت خود همی فهمیدیم	کز خاک بر آمدیم و در خاک شدیم	لطفی
پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم	آسوده در آمدیم و غمناک شدیم	
بودیم ز خاک تیره در آتش و آب	دادیم بباد عمر و در خاک شدیم	لا اعلم
با هر که دوستی خود اظهار میکنم	خوابیده دشمنیست که بیدار می کنم	
از بسکه در زمانه یکی اهل درد نیست	اظهار درد خویش به دیوار می کنم	آزاد
مستم نه ام از جرعه و جام آزادم	مرغ نه ام از دانه و دام آزادم	
مقصود من از کعبه و بتخانه توئی	ورنه من ازین هر دو مقام آزادم	لا اعلم
گویم چه نبود چوب بید آوردم	روی سیه و موی سفید آوردم	
خود فرمودهٔ آنکه ناامیدی کفرست	فرمان تو بردم و امید آوردم	فهمیه

ساقی اگرم می ندہی می میرم پیمانۂ ہر کہ پُر شود می میرم	در ساغر من ز کف نہی می میرم پیمانۂ من چو پُر نہی می میرم	جہنہ
وقت است کہ ترک پیر استاد دہیم با جام مئے دو سالہ در میکدہ ہا	آموختہ ہا را ہمہ از یاد دہیم ناموس ہزار سالہ برباد دہیم	لا اعلم
آن دوست کہ دیدنش بیار آید چشم ما را از برائے دیدنش باید چشم	بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم گر دوست نہ بیند بچہ کار آید چشم	لا اعلم
صفائے روئے ترا از نقاب می بینم نژاد گوہر من از محیط یکسان ست	بہ ماہ می نگرم آفتاب می بینم بیک نظر ہمہ را چوں حباب می بینم	صائب

ن

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	لا اعلم
پیش اُمرا طالب زر جھکتے ہیں سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال	سجدے سے سوا مجرے میں سر جھکتے ہیں ہے مال جدھر سو ادھر جھکتے ہیں	انیس
کہا احباب نے یہ دفن کے وقت لحد تک آپ کی تعظیم کر دی!	کہ ہم کیونکر وہاں کے حال جانیں اب آگے آپ کے اعمال جانیں	اکبر
ویرانہ ہے وہ خانہ کہ جس گھر کو در نہیں ناکارہ وہ دوا ہے کہ جس میں اثر نہیں	بیکار وہ شجر ہے کہ جس کو ثمر نہیں بدبخت وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں	لا اعلم
کون کہتا ہے کہ دُنیا میں خدا ملتا نہیں یہ خودی دام بلا ہے۔ اس سے بچکر تم رہو	ہے خودی جبتک کہ انساں میں پتہ ملتا نہیں پھر نہ تم ہرگز کہو گے کہ خدا ملتا نہیں	لا اعلم
دَیا دھرم کا مُول ہے۔ پاپ مول ابھیمان لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو اَن دان۔	تُلسی دیا نہ چھانڈیے۔ جب لگ گھٹ میں پران ترنے کو ہے دینتا۔ ڈوبن کو ابھیمان	تلسی داس

چہ خوش گفت جمشید بار اے زن	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن	وگرنہ تو در خانہ بنشین چو زن	
در میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن	سعدی
سگ و دربان چو یافتند غریب	این گریبان گرفت و آن دامن	
حذر کن ز انچہ دشمن گوید آن کن	کہ بر زانو زنی دست تغابن	”
گرت راہے نماید راست چون تیر	ازان برگرد و راہ دست چپ گیر	
کس منھ سے کہوں لائق تحسین میں ہوں	کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین میں ہوں	انیس
ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر	کہتی ہے کہیں شکر کہ شیرین میں ہوں	
لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں	شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں	اکبر
کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھیرے	خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں	
ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں	شر سے بچیں اور شر کی عوض خیر کریں	حالی
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا	وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں	
چوروں سے زر و مال بچا سکتے ہیں	پہرے پہ سپاہی کو لگا سکتے ہیں	فراق
بچتی نہیں اسراف سے کوڑی لیکن	اس چور پہ قابو نہیں پا سکتے ہیں	
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز	یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں	سوز
تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے یار	سوجھتا اتنا نہیں - ہم خاک کے پیوند ہیں	
این ہستی موہوم حباب ست ببین	این بحر پر آشوب سراب ست ہمین	سرمد
از دیدۂ باطن بنظر جلوہ گر ست	عالم ہمہ آئینۂ آب ست ببین۔	
افعال بدم ز خلق پنہان میکن	دشوار جہان بر دلم آسان میکن	”
امروز خوشم بدار فردا با من	آنچہ از کرم تو می سزد آن میکن	
یارب بہ دل اسیر من رحمت کن	بر خاطر غم پذیر من رحمت کن۔	عمر خیام
بر پائے خرابات رو من بخشای	بر دست پیالہ گیر من رحمت کن۔	
بر نالہ و برزاری من رحمت کن	بر مفلسی و خواری من رحمت کن	

برگریہ و بیداری من رحمت کن ؛	بر فقر و نگونساری من رحمت کن	قاسم
من در عجبم کہ ہر کہ خواہد مُردن	باخود بجز از کفن نخواہد بردن	لا اعلم
از بہر چہ آنقدر خود و یار کند ؛	و آمادہ کند آنچہ نخواہد خوردن	
فارغ ز غم بودہ و نابودہ نشین .	ایمن زین چرخ آفت اندودہ نشین	واقف
تدبیر تو بلاے جانت عاقل ؛	خود را بخدا گذار و آسودہ نشین ؛	
با اہل دول تندی خو پیدا کن	در گلشن سلطنت نمو پیدا کن ؛	درد
تا کے ز ہوا زنی لعبت آتش	در خاک نشین و آبرو پیدا کن	
از رہ مروی بہ جعد گیسو از زن	مار سیاہ است ہر سر مو از زن	مومن
از پہلوے مرد زن بُرون آوردند	یعنی کہ تہی بہ است پہلو از زن ؛	
اشراق عنیں دل از بتان شاد مکن	بُت خانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن	اشراق
این دیر فنا اسیر آبادی نیست	اندر رہِ سیل خانہ بنیاد مکن	
با دشمن و با دوست تفضل میکن	بیداد ز ہر کسی تحمل می کُن	لا اعلم
غافل منشین کہ عالم اسباب است	اسباب نگہ دار و توکل می کُن	
با حکم قضا ستیزہ نتوان کردن	با دست علاج نیزہ نتوان کردن	لا اعلم
تدبیر کجا علاج تقدیر کند	آہن با موم ریزہ نتوان کردن	
اسرار نہان فاش نباید گفتن ؛	جُز حیرت سامع نفزاید گفتن	لا اعلم
ہرچند کہ آئینہ جُدا نیست ز عکس	لیک آئینہ را عکس نشاید گفتن	
کم گو کہ سخن بود چون دُرِ مکنون	گر دو ز کمی قیمت این دُر افزون	لا اعلم
تنگی دہن از آن پسندیدہ بود	تا صرف از آن شمردہ آید بیرون	
اندر رہِ دین تصرف آغاز مکن	چشم بدِ خود بہ عیبِ کس باز مکن	لا اعلم
سِرِّ دل ہر بندہ خدا می داند	خود را تو در این میانہ انباز مکن	
جانان نظرے بر دل درویشم کن	یا چارۂ جان چارۂ اندیشم کن	عطار
این میدانم کہ خاک می باید شد	گر خاک کنی خاک رہِ خویشم کن	

از دامن دیت دست کوتاہ مکن یک لحظہ ز یادِ دوست غافل منشین	ور تیر زند بر جگرت آہ مکن او خواہ ز تو یاد کن و خواہ مکن	لاأعلم
با ہر بد و نیک راز نتوان گفتن حالی دارم کہ شرح نتوانم داد	دایم سخنی دراز نتوان گفتن رازی دارم کہ باز نتوان گفتن	عمر خیام
فائق سخن راست ز ما یاور کن پروانہ شبے بخواب ما آمدہ گفت	مژگان بندامت گناہے تر کن شب رفتہ چہ مردہ چراغ بر کن	فائق
رفتم بہ طبیب و گفتم از درد نہان گفتم کہ غذا گفت ہمین خون جگر	گفتا از غیر دوست بر بند زبان گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہان	مہنہ
قومے متفکر اند در مذہب و دین ناگاہ منادی بر آمد ز کمین	جمعے متحیر اندر شک و یقین کاے بیخبران راہ نہ آنست و نہ این	عمر خیام
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ہست از پس پردہ گفتگوے من و تو	وین حرف معما نہ تو خوانی و نہ من گر پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من	لاأعلم
غربتی گر روی بہ شہر و دیار دوست را گر نمیتوانی دید	روے در مسجد مصفا کن خانۂ دوست را تماشا کن	غربتی
تا خلق خدا بحق بشیرینی کن تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم	اطوار بنیاد ز عجز و مسکینی کن چون مردم دیدہ ترک خودبینی کن	لاأعلم
دشنام اگر دہد خبیثے گر پاے کسے سگے گزیدہ	چارہ بنود بجز شنیدن با سگ نتوان عوض گزیدن	شاپور
سرما بگذشت و ما ہمانیم ہمان این روز و شب سال و مہ و شام و پگاہ	گرما بگذشت و ما ہمانیم ہمان برما بگذشت و ما ہمانیم ہمان	نساخ
آنکس کہ خمیر کرد آب و گل من در خدمت خویش انتقا دست مرا	آراستہ در صدق و صفا منزل من از من پوشیدہ نیست راز دل من	درد
اے تازہ جوان بشنو ازین پیر کہن	یک نکتہ کہ ہست مایۂ مغز سخن	

یارے کہ درو معرفتے نیست بگیر ۔ کاریکہ درو منفعتے نیست مکن
گر مست نہ مست نمائی میکن ۔ ور دزد نہ ۔ پنہاں رُبائی میکن
تاخلق ز اسرار تو واقف نشوند ۔ رندی بنمائے و پارسائی میکن

لااعلم

قلاش و سیہ گلیم و عاشق بودن ۔ میخوارہ و بت پرست و فاسق بودن
در کنج خرافات موافق بودن۔ ۔ بہ زانکہ بخرقہ در منافق بودن

لااعلم

پرسید ز یار خود یکے از یاراں ۔ کائے یار بگو چگونہ گفت ایجاں
فرسودہ شد از خوردن نعمت دنداں ۔ لیکن از گلہ یکروز نیاسود زباں

لااعلم

در عشق بتاں بے سر و ساماں بودن ۔ ہمدم ہمہ دم باغم ایشاں بودن!
رفتن بہ کلیسا و بستن زنار را ۔ بہ زانکہ بہ تقلید مسلماں بودن!

"

اسرار صفا بہ پیش دونا گفتن ۔ بیجاست چو گوہر بخاکش سُفتن
یعنی نرود کدورت از طبع دنی ۔ از روئے زمیں غبار نتواں رُفتن

درد

دوشینہ پئے گلاب میگردیدم در طرف چمن ۔ پژمردہ گلے میاں گلہا دیدم پژمردہ چومن
گفتم کہ چہ کردہ چنیں میسوزی اے عاشق زار ۔ گفتا کہ بسے دریں چمن خندیدم پس وائے بمن

عمر خیام

اشراق دل از غم بتاں شاد مکن ۔ بت خانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن
ایں دیر فنا اسر آبادی نیست ۔ رو در رہِ سیل خانہ بنیاد مکن

اشراق

تا کئے مغرور بادشاہی بودن۔ ۔ ہنگامہ گر جہاں پناہی بودن۔
امروز بہر چہ می توانی می ناز۔ ۔ فردا تو بیادِ کس نخواہی بودن۔

درد

شاہا چو گدا بادلِ غمناک نشیں! ۔ بیباک چنیں نہ زیر افلاک نشیں
زاں پیش کہ با خاک برابر گردی! ۔ از تخت فرود آ و بر خاک نشیں

درد

اے حاصل تو زندگانی مُردن۔ ۔ تا چند پئے حیاتِ فانی مُردن
اے غرہ وہم خود پرستی مُردی! ۔ پیش از مُردن اگر توانی مُردن!

درد

گرما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں ۔ سرما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں
القصہ ہزار گرم و سرد عالم ۔ بر ما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں

ذرہ

سلطان گوید کہ نقد گنجینۂ من	صوفی گوید کہ دلق پشمینۂ من	غزالی
عاشق گوید کہ داغ دیرینۂ من	من دانم و من کہ چیست در سینۂ من	
عمرے زپئے وصالِ خوبانِ جہان	گردیدم و این تجربہ کردم آسان	
یک راحت و صد ہزار محنت وصلت	یک محنت و صد ہزار راحت ہجران	حافظ
در کوئے مغان موسم گل منزل کن	خود را بدرِ جنون بزن عاقل کن	
این خرقۂ پشمینہ کہ بارست و وبال	از دوش بنہ ۔ فقر استغنے حاصل کن	سرمد

و

ضائع نہ کر آغوش کے پالے دل کو	کرتے ہیں پسند دُزد والے دل کو	انیس
درکار اگر ہے زادِ راہِ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سے اُٹھا لے دل کو	
روتا ہوں میں دوستو ۔ مجھے رونے دو	دامن پہ ہے داغِ معصیت دھونے دو	شاکر
اب نزع کی حالت میں وصیت کیسی	جاؤ بھی ہٹو ۔ غل نہ کرو ۔ سونے دو	
غافلو ہو کہ نہ ہو تم کو سفر میں کچھ سُود	ساعتِ نیک منجم سے مگر پوچھتے ہو	لا اعلم
لیک جب جاتے ہو دُنیا سے سوئے ملک عدم	نہ کوئی دن ۔ نہ کوئی وقتِ سفر پوچھتے ہو	
ہیں جو اچھے وہ خود سمجھتے ہیں	نیک و بد کو ۔ بُرے کو ۔ بہتر کو ۔	”
ہو مگر کس طرح بڑوں پہ اثر	نہیں لگتی ہے جونک پتھر کو	
جو شکاری کبھی نہ مارا ہو	لوٹ پاٹ راجہ دھن لاؤ	”
چیونٹی مارے بیر نہ ہوئے	نربل لوٹے کبھی نہ کوٹے	
چونکو غفلت سے سر اٹھاؤ دیکھو	اچھا بُرا اپنا سوچ سمجھو دیکھو	”
رونا نہ پڑے کہ کچھ کیا نہ ہم نے	ہے موت کمیں گاہ میں چھپ کے دیکھو	
ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو	آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو	عمر خیام
من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میانِ من و تو چیست بگو	

اے درد کجا ساقی و صہبا و سبو۔ چون شیشہ ساختند ایں ہمنفساں	در گوش صد لئے قلقل مینا گو ریزند بجائے آب حنا کے بر گلو	درد
اے شیخ چہ خلق از کرامات مگو۔ منظور اگر بیہدہ گوئے باشد	اخبار پریشاں ہبا ہاست مگو دیگر چہ کم ست ایں خرافات مگو	درد
آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ	بر درگہ او شہاں نہادندے رو بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو	عمر خیام
اے درد دل من اصل تمنا ہمہ تو ہر چند بہ روزگار در می نگرم	وے در سر من مایۂ سودا ہمہ تو امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو	مہنہ

د

دنیا کا ہو۔ نہیں تو دین کا ہو رہ۔ یہ دو فصلی نہیں ہے اچھی نادر	بتخانے چلا ہے۔ تو وہیں کا ہو رہ۔ ہوتا ہے تو نادان۔ کہیں کا ہو رہ	نادر
خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی کیسی اب اُن کی دھوپ میں جلتی ہیں ہستیاں	سے رہ گیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ	مصحفی
مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جا ہنہ مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکھ	سب سے پہلے وہ مرے۔ جو ہوت کرت ہیں ناہنہ مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ ستگورو کی سیکھ	لا اعلم
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم راست خواہی ہزار چشم چناں۔	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ	″
ایدل بچہ غم خورد و نشت آمد پیشہ وانگہ کہ بنا خوشی برندت زیجا	وز مرگ چہ ترسی چو درخت از تیشہ خوش باش کہ رستی از ہزار اندیشہ	″
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال	وین نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	عمر خیام

اے کز پئے کسب علم برپا شدۂ
از دفتر عشق تا نخوانی ورقے
تحصیل علوم را مہیا شدۂ
بوجہلی اگرچہ ابن سینا شدۂ

مومن

ہر چند دل خلق نگہداری بہ
چوں عالم را دبنا نخواہد بودن
کس را ز کم و بیش نیازاری بہ
پس تخم جفا ہر آنچہ کم کاری بہ

لا اعلم

چوں کیش خصومت ست بے کیشی بہ
چوں درد دل از خویشتن و خویشی ست
چوں مال ملامت ست درویشی بہ
بے خویشتنی بہ ست و بے خویشی بہ

״

ناداری ایں جہاں ز دارائی بہ
آسودہ ز شغل ہر دو عالم بودن
دلق نمد از اطلس و دارائی بہ
صدرہ ز سکندری و دارائی بہ

״

نے مال مرا باید و نے فوج و سپاہ
ترک اسباب بہ ز جمع اسباب
از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ
کز دولت فقر ہر گدا گر دو شاہ

درد

زیں مردم صد رنگ سیہ پوشی بہ
از صحبت ناتمام بے حاصل شان
زیں خلق فرومایہ فراموشی بہ
تنہائی و گوشہ و خاموشی بہ

لا اعلم

ابلیس کہ گشتہ در بدی افسانہ
گر بیند اہل و آشنا مانع نیست
بیچارہ سگیست بر در جانانہ
مانع شود آں را کہ بود بیگانہ

״

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ
در راہ خود اول ز خودم بیخود کن
آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
آنگاہ ز بیخودی بہ خود راہم دہ

جامی

اے جان جہان جہان جان ہمہ
عشاق بہ ہر کنارہ می جویندت
یار ہمہ و مہربان ہمہ
با آنکہ ہمیشہ در میان ہمہ

لا اعلم

از بس کہ شکست و باز بستم توبہ
دیروز بہ توبہ شکستم ساغر
فریاد ہمی کند ز دستم توبہ
و امروز بہ ساغرے شکستم توبہ

״

از شرب مدام و لاف مشرب توبہ
ور دل ہوس گناہ و بر لب توبہ
وز عشق بتان سیم غبغب توبہ
زیں توبۂ نادرست یارب توبہ

جامی

آئینہ صفا ز اہل تزویر مخواہ
بوئے عنبر ز طینت سیر مخواہ

شاہ پور

از زاہد خشک رمز عرفان مطلب	بینائی از آئینہ تصویر مخواہ	
اگر غم را چو آتش دود بودے	جہان تاریک بودے جاودانہ	شہید
درین گیتی سراسر گر بگردے	خردمندے نیابی شادمانہ	
بگنج فارغ نشستن از دنیا بہ	از منصب جبے بقایش استغنا بہ	صادق
دنیا زن زشت و طالبانش کورند	شوہر زن زشت روے نابینا بہ	
اے مولوی از کبر و رعونت گندہ	ہر گہ کہ کند بر تو سلام ایں بندہ	لا اعلم
چندان حرکت مکن کہ از روئے قیاس	معلوم شود کہ مردہ یا زندہ	
چون چرخ فلک در اضطرابیم ہمہ	در محنت و غم بہ پیچ و تابیم ہمہ	علی حزین
از بہر دو روزہ عمر اے یار عزیز	بنگر کہ چگونہ در عذابیم ہمہ	

ی

طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	لا اعلم
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا	جو کچھ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے	
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	"
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	
ہموار نہیں ظاہر و باطن جن کے	چھوڑے گی ان کو یہ دو رنگی تنکے	شاکر
گر دل میں نہیں چور تمہارے شاکر	کیوں رکھتے ہو ڈر ڈر کے قدم گن گن کے	
پھل پائیں گے جو تخم کرم بوئیں گے	مرقد میں یہ پھول بن کے خوشبو دینگے	ثاقب
جن کے لئے چھوڑتا ہے مال اور منعم	مرنے پہ وہ مٹی بھی نہ تجھ کو دینگے	
جینے سے طبیعت اب ہٹی جاتی ہے	غفلت ہی میں اوقات کٹی جاتی ہے	انیس
یہ بے خبری ہزار افسوس انیس	بڑھتے ہیں گناہ۔ عمر گھٹی جاتی ہے	
دل سے طاقت۔ بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	لا اعلم

مصرعِ اوّل	مصرعِ ثانی	شاعر
جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	
تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے	چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے	لا اعلم
تجھکو مسجد ہے ۔ مجھکو میخانہ	واعظا اپنی اپنی قسمت ہے	
جو شے ہے فنا ۔ اُسے بقا سمجھا ہے	جو چیز ہے کم ۔ اُسے سوا سمجھا ہے	״
ہے بحر جہاں میں عمر مانند حباب	غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے	
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	انیس
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند ۔ عین بینائی ہے	لا اعلم
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	
کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہونچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	
گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	انیس
ہاں توشۂ آخرت مہیا کر لے	غافل تجھے دنیا سے سفر کرنا ہے	
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	ترا باید با دشمن بسازی	راحی
اگر رنجے رسد مخروش و مخراش	تحمل کن بہ لطف بے نیازی	
سیکڑوں عاشق ہیں دل آرام سبکا ایک ہے	مذہب و ملت جدا ہیں ۔ کام سب کا ایک ہے	لا اعلم
سب خدا کی ذات میں ہیں نام سبکا ایک ہے	ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے	
جو پتی پر اٹل ہے ناری تو	پتی برت کے بل سے تیرتی ہے	لا اعلم
وہ کبھی نہیں بیوہ ہوتی	وہ پتی سے پہلے مرتی ہے	
پڑھ پڑھ کر کتنے موئے	پنڈت بھیا نہ کوئے	״
ڈھائی اکشر پریم کا	پڑھے سو پنڈت ہوئے	
جبتک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے	سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے	ذوق
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے ذوق	پوچھا نہ کہ تھے کون ۔ وہ ایسے ویسے	

کنونت کہ امکان گفتار ہست	بگو اے برادر بلطف و خوشی	لا اعلم
کہ فردا چو پیک اجل در رسد	بحکم ضرورت زبان درکشی	
درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے	بہ نیروے شخصے بر آید ز جائے	〃
وگر ہمچناں روزگارے ہلے	بگردونش از بیخ بر نگسلے۔	
ببیں آن بے حمیت را کہ ہرگز	نخواہد دید روے نیک بختی	〃
کہ آسانی گزیند خویشتن را۔	زن و فرزند بگذارند بہ سختی	
علم چندانکہ بیشتر خوانی ؎	چوں عمل در تو نیست نادانی۔	〃
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پائے برو کتابے چند	
دنیا دنی کو جو فانی سمجھے	اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے	〃
دریائے حقیقت میں وہی جائے پیر	جو مثل حباب زندگانی سمجھے	
یاران ہمنشیں و رفیقانِ دوستدار	سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے	〃
جب مُند گئی پھر آنکھ تو اے دوست بعد مرگ	پھٹکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے	
دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی	ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی	انیس
جو جاکے نہ آئے وہ بڑھاپا دیکھا	جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی	
تھے کباب کی فکر میں۔ سو روٹی بھی گئی	چاہی تھی بڑی تھے سو چھوٹی بھی گئی	لا اعلم
واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر	پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی	
ویران ہے کوئی گھر۔ کہیں آبادی ہے	راحت سے کوئی ۔ اور کوئی فریادی ہے	〃
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا	ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے	
جو قصر کرے حرص۔ قیصر وہ ہے ؎	تکیہ ہے جسے حق پہ۔ تو انگر وہ ہے	دبیر
آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا ؎	دل جسکا ہے آئینہ سکندر وہ ہے	
کم مایہ سبک پیش جہاں ہوتا ہے	میزان سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے	〃
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل	جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے	
ہے جان کے ساتھ کام انسان کیلئے	بنتی نہیں زندگی میں بے کام کئے	حالی

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح	مُردوں کی طرح جئے تو کیا خاک جئے	
افسوس یہاں سے نہ سبکبار چلے	ایذا و مصیبت میں گرفتار چلے	انیس
دنیا میں تو بیگناہ آئے واں سے	یہ کیا ہے کہ عقبیٰ میں گنہگار چلے	
نالۂ طنبور و چنگ اے اہلِ غفلت تم سنو	گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت سامنے	رند
ہے سزا اسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال	رازِ دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے	
دنیا دریا ہے ہوس طوفاں ہے	مانند حباب ہستی انساں کی	انیس
لنگر ہے جو دل۔ تو ہر نفس باد مراد	سینہ کشتی ہے۔ ناخدا ایماں ہے	
خاطر نہیں ہمکو گر ہماری نہ سہی	گر اب نہیں وہ جو دوستی تھی نہ سہی	مومن
ملنا نہیں تو پیام بھی ہو موقوف	جب وہ نہ رہا تو خیر یہ بھی نہ سہی	
منہ دیکھے کی گر ہو تو محبت کیسی	ہر شوخ پہ آئے تو طبیعت کیسی	لا اعلم
خوں ٹپکے نہ آنکھوں سے تو رونا کیسا	ہر روز نکل جائے تو حسرت کیسی	
یہ حرص جو لے کے جا بجا پھرتی ہے	پھرتے ہیں جدھر ساتھ قضا پھرتی ہے	انیس
فریاد کناں برائے ہر دانۂ رزق	یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے	
اے دل عبث از دارِ بقا می ترسی	اندیشہ بکن کہ از کجا می ترسی۔	سرمد
در راہِ فنا نیست تعب آرام ست	آں خانہ از ینجاست چرا ست می ترسی	
تا چند بکوہ و دشت زحمت بکشی	از بارِ ہوا و حرص محنت بکشی	ایضاً
ایں زندگیست بقدر خواہش بنود	وقت ست ہنوز گر ندامت بکشی	
سازندۂ کار مُردہ و زندہ توئی	دارندۂ ایں چرخ پراگندہ توئی	عمر خیام
من گرچہ بدم صاحبِ ایں بندہ توئی	کس را چہ گنہ کہ آفرینندہ توئی	
باید کہ ز فکر زندگانی گذری	وز حرص و ہوا و کامرانی گذری	درد
اے درد ز اندیشۂ عالم بگذر	زاں پیش کہ زیں جہانِ فانی گذری	
بکشائے درے کہ در کشایندہ توئی	بنمائے رہے کہ رہ نمایندہ توئی	عمر خیام
من دست بہیچ دستگیرے ندہم	کایشاں ہمہ فانی اند و پایندہ توئی	

یارب بگشای بر من از رزق درے	بے منت مخلوق رسان ماحضرے	عمر خیام
از بادہ چنان مست نگہدار مرا	کز بےخبری نباشدم درد سرے	
اے لطف تو دستگیر ہر خودرائی	وے عفو تو پردہ پوش ہر رسوائی	لا اعلم
بخشا بر آں کسے کہ اندر ہمہ عمر	جز درگہ تو ہیچ ندارد جائے	
فردا کہ بہ نامۂ سیہ درنگری	بس دست تحیر کہ بدندان ببری	سعدی
بفروختۂ دین بہ دنیا از بےخبری	یوسف کہ بہ دہ درم فروشی چہ خری	
اے یار درین دیار غمخوار توئی	آگاہ بہ احوال من زار توئی	سرمد
دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را	در بیکسی ام یار وفادار توئی	
اے جان گرامی بخدا نادانی	در خانۂ تن یک دو سہ دم مہمانی	سرمد
بر چرخ اگر روی و خورشید شوی	آں چیز کہ در شمار نیاید آنی	
رفتم بہ سر تربت محمود غنی	گفتم کہ چہ بردۂ ز دنیائے دنی	لا اعلم
گفتا کہ سہ گز زمیں و شش گز کرباس	تو نیز ہماں بری اگر صد چو منی	
گر حاکم صد شہر و ولایت گردی	ور در ہنر و فضل بہ غایت گردی	”
گر عاشق صادق و گر زاہد پاک	روزی دو سہ چوں رود حکایت گردی	
گر ترک وجود غم فزایندہ کنی	گر آرزوئے حیات پایندہ کنی	جامی
آیندہ عمر خواہی از رفتہ فزوں	در رفتہ چہ کردی کہ در آیندہ کنی	
گر آمدنم ز من بُدے نامدمے	ور نیز شدن ز من شدے کی شدمے	سنائی
زاں بہ نہ بودے دریں دیر خراب	نہ آمدمے نہ بُدمے نہ شدمے	
گر بر سر نفس خود امیری مردی	ور بر دگرے حرف نگیری مردی	لا اعلم
مردی نبود فتادہ را پائے زدن	گر دست فتادۂ بگیری مردی	
در راہ اگر بہ ہیچو لولے برسی	سر بر قدمش نہ کہ بجائے برسی	”
بیدردان را ازیں قدح رنگی نیست	با دردو درد آشنا بہ دولے برسی	
مردی ز مقدمات واہی تا کے	ذکر طرب و فکر مناہی تا کے	”

سودای جوانی و جوانان تا چند	با موی سفید روسیاهی تا کے	جامی
در راه اگر تو خود فروشی هیچ تا کبر و حسد ز سینه بیرون نکنی	در طاعت و بندگی نکوشی هیچ گر خرقهٔ بایزید پوشی هیچ	جامی
از حیلهٔ نفس اگر رهی استادی آزاد نه به جستن لی مرغ از دام	وز کوه هوای خود کنی فرهادی از دانه اگر می گذری آزادی	لااعلم
آنها که مجرد اند از دنیاے عریان بدنا نرا به حقارت منگر	در عالم دل کنند ملک آرائی در برهنگی ست تیغ را برّائی	"
اے دل! تو اگر مست لی هشیاری کم خسپ بوقت صبح کاندر پے تست	زان پیش که بگذری جهان بگذاری خوابی که قیامتش بود بیداری	"
خواهی که رسی بکام تلخی نه چشی با صبر بساز با قناعت خو کن	آسوده شوی بار ندامت نه کشی از دست هوا و هوس در کشمکشی	فرید
از خلق ز راه تیز هوشی بر هی زین هر دو بدین و دگر بکوشی بر هی	وز خود ز ره سخن فروشی نرهی از خلق و ز خود جز بخموشی نرهی	حکیم سنائی
یک دم غم جان بجز غم نان تا کے اندر رہ طبل شکم و نای گلو	در پرورش این تن نادان تا کے این رقص زنخ بضرب دندان تا کے	جلال الدین رومی
خواهی که درین زمانه فردی گردی این را بجز از صحبت مردان مطلب	یا در ره دین صاحب دردے گردی مردی گردی چو گرد مردی گردی	"
دایم دل خود به معصیت شاد کنی دنیا ز تو رفته و تو از خوی ترک	چون غم رسدت خدا را یاد کنی گنجشک پریده را چه آزاد کنی	حسن
سحر در شاخسار بوستانے برآور هر چه اندر سینه داری	چه خوش می گفت مرغ نغمه خوانے سرودے، ناله، آهے، فغانے	لااعلم
کنشت و مسجد و بت خانه و دیر ز حکم غیر نتوان جز بدل رست	جز این مشت گلے پیدا نکردی تو اے غافل دلے پیدا نکردی	"

گر راه جوئی چرا در پیچ و تابی
تلاش او کنی جز خود نه بینی
که او پیدا است تو زیر نقابی
تلاش خود کنی جز او نیابی
— لا اعلم

کم گوے و بجز مصلحت خویش مگوے
گوش تو دو داد و زبان تو یکے
چیزیکہ نہ پرسند تو خود بیش مگوے
یعنی کہ دو بشنو و یکے بیش مگوے
— 〃

شوق غم عشق دلستانی داری
شمشیر کشیده قصد جانها دارد
گر پیر شدی غم جوانی داری
خود را بہ سان تو نیز جانے داری
— شوقی

در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی
روشن ز تو بزم بندگی چون شمع ست
آئین رضا و صبر برہم نہ زنی
ہرچند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
— درد

در سینۂ من کینہ ندیدست کسے
جز پیر توحسنش کہ بدل می بینم
آئینہ نما سینہ ندیدست کسے
خورشید در آئینہ ندیدست کسے
— نساخ

اے آنکہ شب و روز خدا می طلبی
حق با تو بہر زمان سخن می گوید
کوری اگر از خویش خدا می طلبی
سر تا قدمت منم کرا می طلبی
— لا اعلم

اے خانہ خراب از خدا بے خبری
این ہستی موہوم تو نقش ست بر آب
اے موج سراب از خدا بے خبری
اے جوش حباب از خدا بے خبری
— سرمد

اے کاش بدانمے کہ من کیستمے
گر مقبلم آسوده و خوش زیستمے
سرگشتہ بعالم ز پئے چیستمے
ورنہ بہ ہزار دیده بگریستمے
— ابوعلی سینا

ہان تا سر رشتۂ حزم و کم نہ کنی
رہ رو تو ئی و راه تو ئی منزل تو
خود را ز برائے نیک و بد گم نہ کنی
ہشدار کہ راه خود بخود گم نہ کنی
— لا اعلم

تا چند بہ کوہسار و دریا بینی
تا دیده وحدت الوجود را برسی
تا چند فضائے باغ و صحرا بینی
در خود ہمہ و در ہمہ خود را بینی
— احمد

خواہی کہ میان خلق قاضی باشی
با خلق چنان حکم چنان کن کہ اگر
باقی ماند گے کہ ماضی باشی
این بر تو کسے کند تو راضی باشی
— لا اعلم

بے برگ طلب بمدعائے نرسی
تا نگذری از خودی بجائے نرسی
— [illegible]

از کوچهٔ رندان همین صدا می آید — تا صاحب پیرگی بخوابی نرسی

گر بهر رفاه خلق کوشی مردی — در جوش غضب گر نخروشی مردی
مردی نبود پوشش خفتان در جنگ — عیب دگران اگر بپوشی مردی

متین

مطرب فانی و بزم و ساقی فانی — با هر که شدی درد ملاقی فانی
بردار دل از کثرت بے بود جہان — هستی بود باقی و باقی فانی

درد

پیغام کرم به تند خویان نبری — وز صلح سخن بجنگ جویان نبری
اظهار صفا بعیب جویان بیجاست — آئینه به پیش زشت رویان نبری

درد

در جستن جام جم ز کوته نظری — هر لحظه گمان نه به تحقیق بری
رو دیده بدست آر که هر ذرهٔ خاک — جامیست جهان نمائے چون درنگری

لااعلم

چندانکه به حکمت گردی دور تری — تا می شمری نجوم بے نور تری
آن کور که تو راه از وی پرسی — او می داند که تو از وی کورتری

فیضی

شپره با حضرت خورشید گفت — چشم مرا کور چرا می کنی
گفت ترا طاقت دیدار نیست — کور خودی شکوه ز ما می کنی

آزاد

زاهد نفسی به دوست همدم نشدی — در خلوت وصل یار محرم نشدی
ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی — این جمله شدی هنوز آدم نشدی

لااعلم

گیرم که هزار مصحف از بر داری — آنرا چه کنی که نفس کافر داری
سر را بزمین چه می نهی بهر نماز — آنرا بزمین بنه که در سر داری

نعیم

شیخے به زنے فاحشه گفتا مستی — هر لحظه به دام دگرے پابستی
گفتا شیخا هر انچه گوئی هستم — اما تو چنانکه می نمائی هستی

عمر خیام

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے — وان نان نهم پیش سگے بر خوانے
وان سگ سالے گرسنه در زندانے — از ننگ بر ان نان ننهد دندانے

لااعلم

اے دل بخیال هرزه تازی تا کے — رو نه به حقیقتے مجازی تا کے
زیر فلک اختران شمردن تا چند — چون طفل بمهد مهره بازی تا کے

سحابی

مصرع	مصرع	شاعر
در بستر آرزو غنودن تا کے	تا کے مرهون نفس بودن تا کے	منصور
یکبار بسهو هم سرے بالا کن	بر درگه خلق جبهه سودن تا کے	
دایم دل خود به معصیت شاد کنی	چون غم رسدت خدائے را یاد کنی	خسرو
و نیاز تو رفته و ترا دعوی ترک	گنجشک پریده را چه آزاد کنی	
بد میکنی و نیک طمع می داری ؟	هم بد باشد سزائے بد کرداری	رومی
با آنکه خداوند کریم ست و رحیم	گندم ندهد بار چو جو می کاری ؟	
رفتم به سر گور بعبرت بینی	دیدم همه را ز نعمتان چینی	لااعلم
گفتم که چه حال است شمارا ایجا	گفتند چه گوئیم چو آئے بینی ؟	
گر یار بکام خویشتن همدم یابی	از عمر مراد خویش آندم یابی ؟	"
زنهار غنیمت شمر آن یکدم را ؟	شاید که دمے دگر چنان کم یابی	
در کارگه کوزه گری کردم رائے	در پایهٔ چرخ دیدم استاده بپائے	عمر خیام
میکرد سبو و کوزه را دسته و سر	از کلهٔ پادشاه و از دست گدائے	
بر سنگ زدم دوش سبوے کاشی	سرمست بدم که کردم این اوباشی	"
با من بزبان حال می گفت سبو	من چون تو بدم تو نیز چون من باشی	
اے کوزه گرا بکوش گر هشیاری	تا چند کنی بر گل آدم خواری	"
انگشت فریدون و سر کیخسرو ؟	بر چرخ نهادهٔ چه می پنداری	
بر کوزه گرے بزیر کردم گذرے	از خاک همی نمود هر دم هنرے	"
من دیدم اگر ندید هر بے بصری	خاک پدرم بر کف هر کوزه گرے	
اے چرخ چه کرده ام ترا راست بگوی	پیوسته فگندهٔ مرا در تک و پوے	"
نانم ندهی تا نبری کوے بکوے	آبم ندهی تا نبری آب ز روے	
افسوس که غافل تو ز هستی هستی ؟	پیوسته ز صهبائے رعونت مستی	سرمد
هر چند شوی بلند چون شعلهٔ حسن	از شامت سرکشی در آخر پستی	
افسوس که از کردهٔ خود بیباکی	در دست هوس جیب و گریبان چاکی	"

مصرع	مصرع	شاعر
این یک دو نفس هستی خود هست شمار	پندار که بر خاک نه در خاکی ؛	
افسوس ز عمر تا بقدم بوالهوسی۔	اندیشه مکن ببین چه چیزی چه کسی ؟	سرمد
آزاد نشود ز دام غفلت گفتم۔	تا در هوسی ۔ اسیر اندر قفسی ؛	
گر ز انکه میا نتخواں نماند رگ و پے	از خانهٔ تسلیم منه بیرون پے۔	طوسی
گردن منه از خصم بود رستم زال	منت مکش از دوست شود حاتم طے	
ہنگام سپیده دم خروس سحری ؛	دانی که چرا همی کند نوحه گری	لا اعلم
یعنی که نمودند در آئینهٔ صبح	کز عمر شبے گذشت تو بیخبری ؟	
تا کے طلب روزی هر روزه کنی	اسباب طرب ز لعل و فیروزه کنی	امین
در چشمهٔ حیوان اگر آید اجلت	مهلت ندهد که آب در کوزه کنی	
تا چند دلا بفکر دنیا باشی۔	در فکر زیان و سود و سودا باشی۔	عنایت
امروز بجز رکه روزے فرداست۔	فردا باشد اگر تو فردا باشی۔	
دیریست دلا جهان پرستی چه شدی	بس طرف بمال و جاه بستی چه شدی	غیوری
از صحبت خلق رو به تنهائی کن	عمرے بجهانیان نشستی چه شدی	
نے آنکه دوا هیچ ندارد اثرے ؛	موقوف نه زندگی به هر برگ و برے	درد
مشروط به شرط این و آن نیست که هست	نبض مرض و شفا بدست دگرے	
اے بیخود غفلت بچه فرزانه شوی	چشم پر آب همچو پیمانه شوی ۔	درد
امروز ز افسانه ترا خواب آمد ؛	فرداست که محو ای و افسانه شوی	
خلقے در جستجوے مال و جاه است ؛	جمعے بتلاش دلبر و خواه است ؛ ؛	درد
هر کس بخیال آرزوئے دارد ؛	ما هم و تمنائے دل آگاه است ؛ ؛	
گریال که ناله می کند وقت گری	دانی غرضش چیست از این نوحه گری ؛	آزاد
یعنی که گری گری شود عمر تو کم ؛	پیمانهٔ عمر پر شود تا نگری ؛	
من دوش بخواب دیده بودم قمرے	زهره صفتے تمنائے سیم برے۔	رومی
امروز بگرد هر درے می گردم	کز یار که و نشانه که دارد خبرے	

سحابی

عاشق شوی وز ترک جان اندیشی
دزدی کنی وز پاسبان اندیشی
دعوی محبت کنی ای دانشمند
وانگه ز زیان این و آن اندیشی

هاتف

هاتف تو که جسم ناتوانی داری
چون شمع بلب رسیده جانی داری
از داغ غم یار چه آمد بسرت.
تقریر بکن تو هم زبانی داری

امیر

ای دل ورزنگ عشقبازی تا کئے
ای خوش شده لاف بونیازی تا کئے
بودن ہدفِ تیر ملامت تا چند
بیچاره بجز خویش بازی تا کئے

تمت

دوران طبع کتاب ہذا کے وقت اتفاق سے مجھے چند ایسے ضروری کام درپیش ہوئے۔ جن کی وجہ میں بذات خود نہ تو کاپی دیکھ سکا اور نہ پروف۔ مجبوراً یہ کام ایک عنایت فرما کے سپرد کیا۔ مگر بعد ختم طبع کتاب دیکھتا ہوں تو کہیں کہیں ان کی عدم توجہی کے باعث اغلاط رہ گئے ہیں! اب میں کیا کر سکتا؟

اگر غلط نامہ لگا دیتا ہوں تو ایک بیکار سی چیز ہے۔ کیونکہ کوئی صاحب اسکو دیکھ کر کتاب درست کرنے کا بار برداشت نہیں کرتے۔ اُمید کہ ان چند غلطیوں کو میرے سر نہ منڈھ دیا جائے گا۔ یقین کہ مجھے طبع ثانی تک اس کا بڑا رنج رہے گا۔

ع دل من داند و من دانم و داند دل من

اصغر